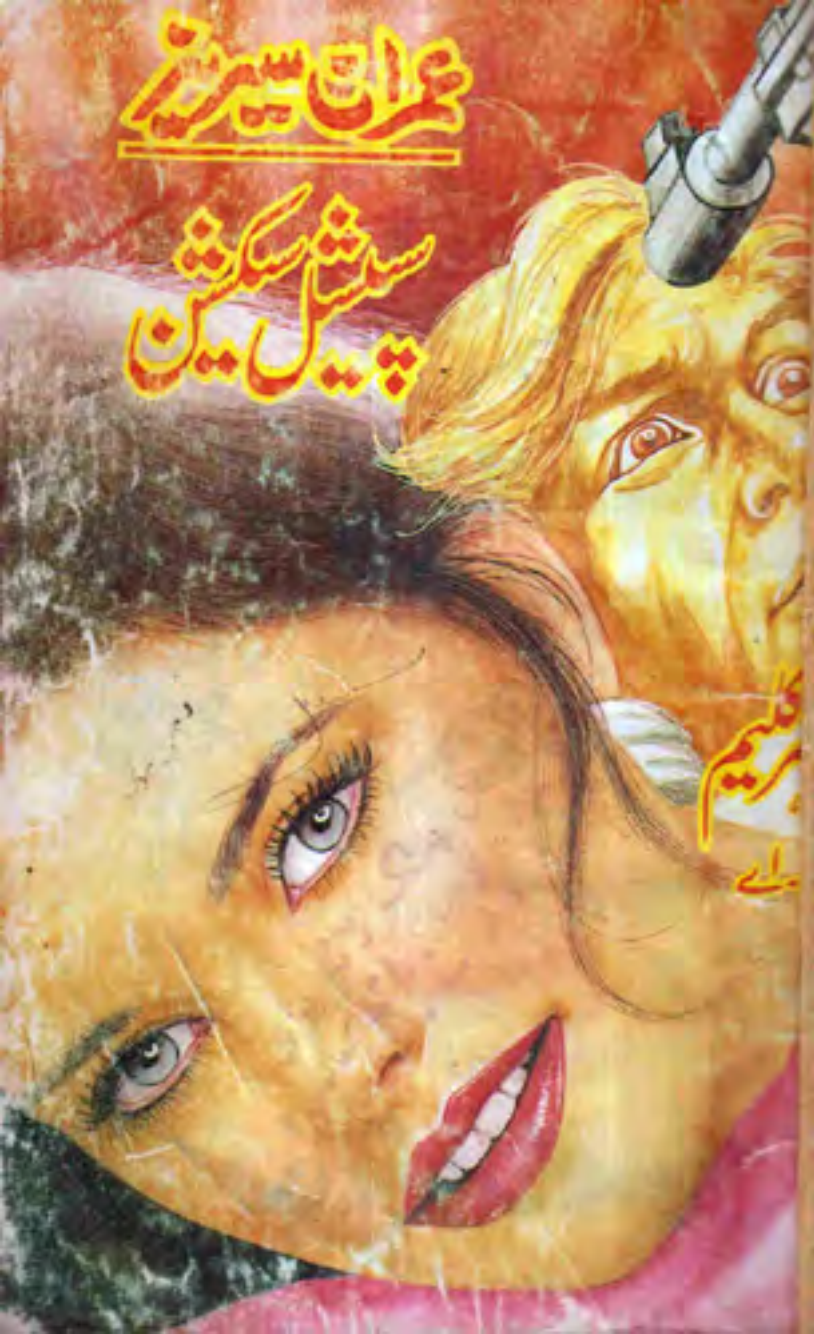


عراق سیریز

سید شمس کا کہنا
پہلے میں



مکرم
ہوئے

چند باتیں

اس ناول کے تمام نام ہر مقام پر درج، واقعات اور پیش کردہ پیرائے قطعی نہیں ہیں۔ کئی قسم کی جوہری یا کئی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز بمصنف پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

محترم قارئین سلام مسنون۔ نیا ناول "سپیشل سیکشن" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میری ہمیشہ بھی کوشش رہی ہے کہ میرا ہر ناول موضوع اور ٹریٹمنٹ کے لحاظ سے پہلے ناولوں سے منفرد اور متنوع ہو۔ اس ناول میں پاکیشیا کے ایک حلیف ملک میں۔ ہودیوں اور ایکریٹین ہجڑوں نے ایک ایسا خفیہ سیکشن قائم کیا جس نے پورے ملک میں اکنوں کی طرح اپنے پچھے پھیلا دیئے۔ اس سیکشن کے خفیہ ہیڈ کوارٹر میں ایسی جدید ترین مشینری نصب کی گئی کہ پورے ملک کی اہم اور فعال شخصیات کی اس طرح مسلسل نگرانی کی جاتی تھی کہ ہزاروں پردوں کے پیچھے ہونے والی کارروائی بھی اس سیکشن کی نظروں میں رہتی تھی سیکشن کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب میدان میں آئے تو انتہائی تیز ترین ایکشن اور بے پناہ ذہانت کے بل بوتے پر عمران اور سیکرٹ سروس اس سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئی لیکن عین اس لمحے جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئی پورے ہیڈ کوارٹر کو بموں سے اڑا دیا گیا اور عمران سمیت پوری سیکرٹ سروس موت کے بھیانک اور یقینی پنجوں میں پھنس کر رہ گئے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس اور سپیشل سیکشن کے انتہائی تربیت یافتہ

ناشران ----- اشرف قریشی

----- یوسف قریشی

پرنٹر ----- محمد یونس

طابع ----- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ----- 65/- روپے



ہمکنوں کے درمیان ہونے والے انتہائی اعصاب شکن مقابلوں پر مشتمل یہ دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی آپ کے اعلیٰ معیار پر پوری اترے گی۔ حسب سابق اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے لیکن کہانی پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

بہاولپور سے راحت علی صاحب لکھتے ہیں۔ "میں آپ کے لاکھوں خاموش قاریوں میں سے ایک ہوں لیکن اس بار جب آپ کے ناول "کوڈ واک" کا مطالعہ کیا تو اس قطعی منفرد انداز کے ناول نے مجھے آپ کو خط لکھنے پر مجبور کر ہی دیا۔ اس ناول کا حسن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ذہانت اور کارکردگی کا مقابلہ تھا اور حقیقت یہی ہے کہ یہ ناول اس لحاظ سے واقعی اپنی مثال آپ ثابت ہوا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے حقیقتاً عمران سے اپنی ذہانت اور کارکردگی کا لوہا منوا ہی لیا ہے اور ایسا دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول لکھنے پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔"

محترم راحت علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہر ممبر اپنی جگہ پر ذہانت اور صلاحیتوں کے لحاظ سے اپنا ایک علیحدہ مقام رکھتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عمران جب ٹیم میں شامل ہوتا ہے تو عمران معلومات حاصل کرنے کے مخصوص ذرائع استعمال کر کے اور اپنی ذہانت سے ان معلومات کا صحیح تجزیہ کر کے اپنی صلاحیتوں کو اس انداز میں استعمال کرتا ہے کہ اس کے مقابلے میں دوسرے ممبر کی صلاحیتیں سامنے نہیں آتیں

لیکن جہاں بھی ان ممبروں کو اپنی صلاحیتوں کا آزادانہ استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے وہاں وہ کسی بھی لحاظ سے عمران سے پیچھے نہیں رہتے۔ اس ناول میں بھی انہیں اپنی صلاحیتوں کے آزادانہ استعمال کا موقع ملا اور انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ کسی بھی لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

نبہ سلطان پور دھاڑی سے ناصر شاہین صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ نے جو بھی ناول لکھا ہے وہ مجھے بے حد پسند آیا ہے کیونکہ آپ کے لکھنے کا انداز استقامت اچھا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ ناول ختم ہی نہ ہو۔ البتہ ایک شکایت آپ سے ضرور ہے کہ اب عمران سے جسمانی طور پر لڑنے والا کوئی بھی کردار سامنے نہیں آ رہا اور اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ عمران تو ایک طرف سیکرٹ سروس کے ارکان بھی بغیر کسی وقت کے مشن مکمل کر لیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس پر ضرور توجہ دیں گے۔"

محترم ناصر شاہین صاحب خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ صاحب کی شکایت واقعی بجائے لیکن اب اس کا کیا کیجئے کہ جیسے جیسے سانس ترقی کرتی جا رہی ہے ویسے ویسے بڑے مجرم بھی اب جسمانی بھاگ دوڑ کو ترک کر کے سائنسی مشینری اور ذہانت کے بل بوتے پر مشن مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ظاہر ہے اس کے مقابلے میں عمران کو بھی انہی کے انداز میں کام کرنا پڑتا ہے اور شاید اس جدید دور میں بڑے مجرم، ایجنٹس اور تنظیمیں جسمانی فائٹ کو پس ماندگی کا نشان سمجھتے ہوئے اس سے دانستہ گریز کرنے لگ گئے ہوں

بہر حال امید پر دنیا قائم ہے۔ مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔
انشاء اللہ جلد ہی کوئی نہ کوئی مجرم کردار ایسا بھی سامنے آجائے گا کہ
آپ کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔

اب اجازت دیجئے
والسلام
آپ کا مخلص
مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے مخصوص گیراج میں
بند کی اور پھر گیراج کو تالا لگا کر وہ فلیٹ پر جانے کے لئے سیڑھیوں کی
طرف بڑھا تھا کہ اپنے عقب میں کار کی برکیں لگنے کی زور دار آواز سن
کر وہ بے اختیار اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ دوسرے لمحے کار اس کے
قرب آ کر رک گئی۔

عقب علی عمران صاحب ہیں..... کار میں بیٹھے ہوئے ایک
نوجوان لڑکے نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر عمران سے پوچھا۔
"جی کیا فرمایا آپ نے"..... عمران نے اپنا ایک کان نوجوان کی
طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ بہرے ہیں"..... نوجوان نے اونچی آواز میں کہا۔
"بیرے۔ اچھا تو آپ بیرے ہیں۔ کمال ہے۔ اگر پاکیشیا
بیرے یعنی ویر اس قدر فیشن ایبل ہو سکتے ہیں اور اس طرح کی شاندار

کھانا بھی خصوصی ملے گا۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ ان صاحب کو مہمان خصوصی بنا کر مشکل میں پھنس جائیں گے کیونکہ ان کے باورچی نے انہیں مونگ کی دال کھانے کا عادی بنا دیا ہے کہ اب مونگ کی دال کے علاوہ ان کا نظام انہضام اور کسی کھانے کو قبول ہی نہیں کر سکتا اور آپ نے یقیناً وہاں بڑے مرغن کھانے تیار کر رکھے ہوں گے۔ آپ ایسا کریں کہ ان کی بجائے مجھے مہمان خصوصی بنالیں آپ یقین کریں کہ اس پورے شہر میں صرف میں ہی ایسا آدمی ہوں جو مرغن کھانوں کے ساتھ صحیح انصاف کر سکتا ہوں۔ بلکہ انصاف کیا، عدل و انصاف کر سکتا ہوں۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس دوران دوسرا لڑکا بھی کار سے اتر آیا تھا۔

”آپ دلچسپ آدمی لگتے ہیں لیکن آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔..... دوسرے لڑکے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ عمران کی باتوں میں گہری دلچسپی لے رہا ہو۔

منکھلی ہے۔ یہاں ہمارے ملک کے کالوں میں عام نجوم بھی پڑھایا جاتا ہے۔ میرا تخلص واقعی دلچسپ ہے۔ لیکن کہیں آپ مجھے شاعر نہ سمجھ لیں مجھے شاعری سے صرف پڑھنے کی حد تک دلچسپی ہے۔ البتہ تخلص اس لئے رکھا ہوا ہے کہ میرے والدین نے میرا نام پرانے سٹائل میں رکھ دیا تھا اور مجبوری یہ ہے کہ میں اس نام کو تبدیل بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میٹرک سے لے کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری تک میرا یہی نام لکھا ہوا ہے۔ اس لئے مجبوراً دلچسپ تخلص رکھ لیا ہے۔..... عمران کی زبان

کار میں گھوم سکتے ہیں اور اس قدر زور دار آوازوں سے کار روک سکتے ہیں تو بھر ترقی یافتہ ملکوں کے بیروں کا کیا حال ہوگا۔ وہ تو یقیناً چارٹرڈ جہاز پر بیٹھ کر ہوٹل کے ڈائٹنگ ہال میں اترتے ہوں گے۔.....

عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا تو کار میں موجود دونوں نوجوان بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

”ہم بیرے نہیں ہیں جناب۔ ہم تو کالج سٹوڈنٹ ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ علی عمران صاحب اس فلیٹ میں رہتے ہیں۔ ہم تو ان سے ملنے آئے ہیں۔..... کھڑکی میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے اجنبی اونچی آواز میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ان صاحب سے ملنے آئے ہیں جو اس فلیٹ میں رہتے ہیں اور جن کا نام واقعی علی عمران ہے لیکن وہ اپنے آپ کو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کہلانے پر اصرار بھی کرتے ہیں۔ لیکن وہ تو یوشن نہیں پڑھاتے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یوشن..... سوری جناب..... ہم یوشن پڑھنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم تو انہیں اپنے کالج کے میوزیکل فنکشن میں مہمان خصوصی کے طور پر شریک ہونے کی دعوت دینے آئے ہیں۔ مگر آپ کون صاحب ہیں۔..... ایک لڑکے نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”مہمان خصوصی۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں دعوت میں

دونوں لڑکے ہنستے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"سلیمان - جناب آغا سلیمان پاشا صاحب..... عمران نے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں۔

"جی فرمائیے"..... چند لمحوں بعد ہی سلیمان نے دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا تھری پیس سوٹ تھا۔ جیب میں سرخ رنگ کے رومال کا کوٹہ بھی باہر نکلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ دونوں لڑکے سلیمان کے اندر آئے ہی بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ارے ارے - بیٹھے بیٹھے - درنہ آغا صاحب ناراض ہو جائیں گے - انہیں تکبر و غرور قطعی پسند نہیں ہے - اس لئے جو ان کے استقبال کے لئے کھڑا ہو جائے - یہ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور جس سے یہ ناراض ہو جائیں پھر وہ بچارہ مونگ کی وال سے بھی محروم ہو جاتا ہے"..... عمران نے بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو دونوں لڑکے بھی بو کھلائے ہوئے انداز میں دوبارہ بیٹھ گئے۔ اب ان کے بچروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں تعارف کرا دوں - یہ آغا سلیمان پاشا ہیں - آل ورلڈ کلرڈ ایوسی ایشن کے صدر - جو مونگ کی وال پکانے کے پیشملٹ ہیں - تمام دنیا کی کلنگ بونیورسٹیاں مونگ کی وال پکانے کے موضوع پر ان کے خصوصی لکچر کا اہتمام کرتی رہتی ہیں اور آغا سلیمان پاشا

رواں ہو گئی۔

"اچھا - کیا نام ہے آپ کا" - دونوں لڑکوں نے بڑی دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"علی عمران - اب آپ بھلا خود سوچیں - کتنا پرانا نام ہے - موجودہ دور کے جدید ناموں کے مقابل یہ نام کیسے چل سکتا ہے"..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو دونوں لڑکے بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ - اوہ - تو آپ ہی ہیں علی عمران - ہم تو آپ سے ملنے آئے ہیں"..... دونوں لڑکوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"اچھا تو پھر یہاں نیچے کیوں کھڑے ہیں آپ اوپر فلیٹ پر آجلیے"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے سبز حیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اور وہ دونوں لڑکے اس کے پیچھے اوپر آ گئے۔ عمران نے دروازے پر لگی ہوئی مخصوص انداز کی ناب کو گھما کر دروازہ کھولا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر ڈرائیونگ روم میں پہنچ گیا۔

"تشریف رکھیے - لیکن یہ صوفے بھی میرے نام کی طرح پرانے ہیں - اگر ان کا کوئی سہ رنگ آپ کو کاٹ لے تو پلیرا اچھلنے کی کوشش نہ کیجیے گا - کیونکہ پھر سہ رنگ نے آپ کو جکڑ لینا ہے اور اس کے بعد صوفے کو توڑ کر ہی آپ کو اس سہ رنگ کی گرفت سے نکالا جاسکتا ہے اور میری موجودہ معاشی پوزیشن ایسی نہیں ہے کہ میں اس ٹونے ہوئے صوفے کی دوبارہ مرمت بھی کرا سکوں"..... عمران نے کہا تو

”اس دور کے نوجوان چائے نہیں پیتے۔ یہ آپ جیسے بوزھوں کے دور کا مشروب ہے۔ فرج میں مشروبات موجود ہیں۔ جتنی جی چاہے خاطر مدارت کرتے ہیں۔“..... سلیمان نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور پیوری دوروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ۔۔ یہ کیا آپ کے باورچی ہیں۔“..... ایک لڑکے نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ اس نے ابھی تک آپ کی کاری بریکوں کی آوازیں نہیں سنیں۔ اس لئے اس کی قوت سماعت تیز ہے۔ اگر اس نے سن لیا کہ اسے باورچی کہا گیا ہے تو آپ کے میوزک فنکشن پر تو کوئی اثر نہ پڑے گا۔ اللہ میں مونگ کی دال سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔“ عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو دونوں لڑکے بے اختیار ہنس پڑے۔

”ہمیں سر عبدالرشید نے آپ کے متعلق بتایا تھا۔ لیکن انہوں نے جو کچھ بتایا تھا آپ تو اس سے بھی زیادہ دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔“ جہر حال آپ کو اب ہر صورت میں ہمارے میوزک فنکشن میں آنا ہوگا۔ دوسرے لڑکے نے ہنستے ہوئے کہا۔

”سر عبدالرشید۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہمارے کالج کے پرنسپل ہیں۔ آپ سے ان کی ملاقات کسی فنکشن میں ہوئی تھی۔ وہ آپ کے بے حد مداح ہیں۔“..... اسی لڑکے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تو وہ واقعی رشید ہیں کہ ابھی تک انہوں نے مجھ جیسے حقیر و فقیر

صاحب۔ یہ کالج سنڈنٹس ہیں۔ جنہوں نے اس قدر زور سے میرے عقب میں کاری بریکیں لگائیں کہ میری جان تو بہر حال بچ ہی گئی لیکن نقل سماعت کا عارضہ عارضی طور پر بھی بہر حال مجھے ضرور لاحق ہو گیا تھا اور یہ مجھے اپنے کالج کے میوزیکل فنکشن میں بطور مہمان خصوصی دعوت دینے آئے ہیں۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ مہمان خصوصی کے لئے ظاہر ہے خصوصی کھانے کا انتظام ہو گا اور جہاری وجہ سے میرا نظام انہضام سوائے مونگ کی دال کے اور کوئی کھانا ہضم ہی نہیں کر سکتا۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے پوری رفتار سے بولتے ہوئے کہا۔

”آپ ان نوجوانوں کے میوزیکل پروگرام میں ضرور شرکت کیجئے۔ کیونکہ پچھلے کئی دنوں سے آپ نے ورزش چھوڑ رکھی ہے اس لئے یہ آپ کے لئے سمارٹ ہونے کا بہترین موقع ہے جہاں تک کھانے کا تعلق ہے ویسے بھی آج رات آپ کو باہر ہی کھانا کھانا پڑتا اس لئے کہ میں ہوشل ہائیڈ کے سالانہ ڈنر میں بطور مہمان خصوصی مدعو ہوں۔ خیر! حافظہ..... سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ارے ارے۔ مہمانوں کے لئے کوئی چائے وغیرہ کا بندوبست تو کرتے جاؤ۔ اب اتنی بھی کیا بے مروتی۔ یہ نوجوان ان معاملات میں بڑے حساس ہوتے ہیں۔“..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ احمق ہیں۔ اجڑا اور پسماندہ ذہن کے آدمی ہیں۔ ہم لڑکوں کو لڑکیاں کہہ رہے ہیں نائسنس۔ خواہ مخواہ ہم نے اپنا وقت ضائع کیا۔“ ان دونوں نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئے۔

”ارے ارے۔ کم از کم یہ تو بتاتے جائیں کہ آپ کس لحاظ سے لڑکے ہیں۔ غصہ بھی لڑکیوں جیسا ہے۔ بولنے کا انداز بھی لڑکیوں جیسا ہے۔ نام تم نے بتائے نہیں ہیں۔ پھر مجھے کیسے معلوم ہو کہ تم لڑکے ہو۔“..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن وہ دونوں رکے نہیں اور دوڑتے ہوئے بیرونی دروازے سے باہر نکل گئے اور بیرونی دروازہ اس قدر زور دار آواز سے بند کیا گیا کہ پورا فلیٹ جھنجھٹا اٹھا۔

”کیا ہوا۔ یہ لڑکے کیوں چلے گئے ہیں۔ میں نے ان کے لئے چائے تیار کی تھی۔“..... اسی لمحے سلیمان نے ڈرائیونگ روم کے دروازے پر نمودار ہوئے ہوئے کہا۔

”ارے۔ کیا تم نے انہیں پہچان لیا تھا کہ وہ لڑکے ہیں۔ کم از کم مجھے تو بتا دیجئے۔ میں تو انہیں لڑکیاں ہی سمجھتا رہا۔ ویسے تم نے انہیں کیسے پہچان لیا کہ وہ لڑکے ہیں۔ کوئی نشانی مجھے بھی تو بتاؤ۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ واقعی ہر لحاظ سے بوڑھے ہو گئے ہیں۔ آپ کو جدید دور کے لڑکوں اور لڑکیوں میں فرق کرنا ہی نہیں آتا۔“

کو یاد رکھا ہے لیکن آپ نے اپنے فنکشن کی کوئی تفصیل تو بتائی نہیں۔ ویسے ایک بات میں بتا دوں کہ میں ذرا شرمیلا سا آدمی ہوں اس لئے لڑکیوں کے فنکشن میں چلے وہ لڑکیاں کتنی ہی آزاد خیال ہوں، میرا بیٹھنا مشکل ہی ہوگا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لڑکیوں کا فنکشن۔ کیا مطلب۔ ہمارا کالج تو لڑکوں کا ہے۔ لڑکیاں تو وہاں نہیں ہوتیں۔“..... دونوں لڑکوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن پھر دعوت دینے کے لئے آپ کی خدمات کیوں حاصل کی گئی ہیں۔ کیا کالج میں کوئی لڑکا اس قابل ہے تھا کہ وہ مجھے آکر دعوت دیتا۔“..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ہم لڑکیاں ہیں۔ کیا ہم آپ کو لڑکیاں نظر آ رہے ہیں۔“..... دونوں نے عمران کا مطلب سمجھتے ہوئے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ تو ہمارا تعلق کس صنف سے ہے۔ اگر لڑکیاں نہیں تو کیا۔ وہ۔ وہ میرا مطلب۔ وہ تیسری صنف۔ لڑکے تو بہر حال آپ جیسے نہیں ہو سکتے۔ شانوں سے نیچے تک پھیلی ہوئی خوبصورت زلفیں۔ سہرے پر باقاعدہ میک اپ۔ بید کی شاخ کی طرح نرم و نازک اور لہراتا ہوا جسم۔“..... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا تو وہ دونوں لڑکے بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے کوئی فرق ہو تو کروں۔ سو لباس انہوں نے پہن رکھا تھا وہ اب لڑکیاں بھی عام پہنتی ہیں۔ چیز کی پتلون کھلے گلے کی قمیض۔ جس کے کارڈ پر ڈیزائننگ کی گئی ہو۔ اوپر بلیک لیڈر کی جیکٹ۔ پیروں میں بھاری مٹی کھر جو گرز ہاں۔ اگر جدید دور میں کوئی ایسے لیڈر لہجہ ہو گئے ہوں جنہیں آنکھوں میں فٹ کرانے کے بعد لڑکوں اور لڑکیوں میں تفریق ہو جاتی ہو تو دوسری بات ہے۔“..... عمران نے جھلٹائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”شادی شدہ افراد کی آنکھوں میں گلے ہوئے یہ لیڈر تو واقعی ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں تو اپنی بیگم کے رویے سے اندازہ لگانا پڑتا ہے کہ مہمان لڑکے ہیں یا لڑکیاں۔ لیکن کنواروں کی آنکھوں میں تو قدرتی لیڈر موجود ہوتے ہیں۔ مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ آپ کنوارے بھی ہیں اور اس کے باوجود آپ کے لیڈر ناکارہ ہو چکے ہیں۔ بہر حال اب میں اس چائے کا کیا کروں۔ میں تو واقعی دعوت پر جا رہا ہوں۔“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چائے بھی ساتھ لیٹے جاؤ۔ وہاں فنکشن میں شاید تمہیں کوئی چائے پلانے کا بھی روادار نہ ہو۔ اس لئے بھی چائے تمہارے کام آ سکتی ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں کسی مشاعرے میں نہیں جا رہا۔ جہاں چائے پر ہی ٹرخایا جاتا ہے اور وہ بھی کسی کو ملتی ہے اور کسی کو نہیں۔ میں تو واقعی سالانہ ڈنر

پر جا رہا ہوں۔ دیے چائے میں نے تھرماس میں ڈال دی ہے۔ اگر طلب ہو تو آپ پی سکتے ہیں۔ خدا حافظ.....“ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”ارے ارے۔ کیا واقعی ڈنر پر جا رہے ہو۔ میں تو سمجھا تھا کہ آج کل شادیوں کا سیزن ہے۔ اس لئے سوٹ پہن کر کسی شادی میں زبردستی کا باراقی بن کر پلاؤ زردہ اڑانے کا پروگرام ہے۔“..... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”ہر سال ہولٹس ہائیڈے میں شہر کے معززین کے اعزاز میں ڈنر دیا جاتا ہے۔ آپ کو کبھی دعوت آئی ہو تو آپ کو پتہ بھی ہو۔“ سلیمان کی آواز باہر سے سنائی دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آیا۔ وہ ایک دعوتی کارڈ مجھے آیا تو تھا۔ وہ کہاں گیا۔ وہ بھی ڈنر کا ہی تھا۔“..... عمران نے چونک کر اونچی آواز میں کہا۔

”وہ۔ وہ تو غلطی سے انہوں نے آپ کا نام لکھ دیا تھا۔ میں نے خود ہی سمجھ کر کھینچ لی ہے۔“..... بیرونی دروازے کے قریب سے سلیمان کا جواب آیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز بھی سنائی دی اور عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

لیکن دوسرے لمحے اسے ہاتھ ہٹانے پڑے۔ کیونکہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بجنا شروع ہو گئی تھی۔

”پرانے دور کا اجڑا اور پسماندہ آدمی علی عمران بول رہا ہے۔“ عمران نے سیور اٹھا کر تقریباً رد دینے والے لہجے میں کہا۔

”اگر اس طرح دکانوں پر بیگمات ملا کر تیں تو کوئی مرد کنوارہ ہی نہ رہتا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جو یانے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”تو تم ہی بتا دو کہ کس طرح مل سکتی ہے“ عمران نے جان بوجھ کر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے سنا ہے کہ یہاں پاکیشیا میں بیگم حاصل کرنے کے لئے صاحبزادے کے والدین کو اپنی جوتیاں گھسانا پڑتی ہیں۔ بہر حال چھوڑو اس بات کو۔ جہارے مقدر میں شاید بیگم ہے ہی نہیں۔ میں نے فون اس لئے کیا تھا کہ کیا تم فوری طور پر میرے فلیٹ پر آ سکتے ہو۔ یہاں سارے ساتھی اکٹھے ہیں اور ہم پنکٹ منانے کے بارے میں غور کر رہے ہیں۔ صفر کا اصرار ہے کہ ہمیں بھی اس پنکٹ میں ضرور شامل کیا جائے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جو یانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہارا مطلب ہے کہ دوسروں کے تو والدین جوتے گھساتے ہیں۔ لیکن مجھے خود اپنے جوتے گھسانے پڑیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم پیول نہیں آؤ گے۔ کار میں ہی آؤ گے۔ جہارے جوتے گھسنے کا کوئی سکوپ نہیں ہے۔۔۔۔۔ جو یانے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ وہ بھی شاید اس گفتگو سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھی۔

”میں جو توں کے مول ناز کے گوا لیتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران بھلاکب بچھے رہنے والا تھا۔

”جو یابول رہی ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جو یابول کی آواز سنائی دی۔

”شکریہ۔ تم نے رہی ہوں کے الفاظ خود ہی کہہ دیئے ہیں۔ ورنہ ان دو کالج سنوڈٹس کی طرح مجھے تم سے بھی سخت سست سننا پڑتا۔ عمران نے کہا۔

”کالج سنوڈٹس سے۔ کیا مطلب۔ کیا تم کالج گئے تھے۔ دوسری طرف لے جو یابول کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”کالج کے دو سنوڈٹس نے میرا یہ حال کر دیا ہے۔ اگر میں خود کالج چ جاتا تو شاید اب تک کسی میوزیم کے شو گیس میں بند ہو چکا ہوتا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ان دونوں لڑکوں کی آمد اور پھر ان سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتادی۔ اس کے ساتھ ساتھ سلیمان سے ہونے والی گفتگو بھی سنادی تو جو یابول بے اختیار ہنس پڑی۔

”سلیمان ٹھیک کہتا ہے۔ جہارے لیزاب ناکارہ ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ جو یانے ہنستے ہوئے کہا۔

”جہارا مطلب ہے کہ اب مجھے بیگم کے روپے کا سہارا لینا چاہئے۔ لیکن بیگم آئے گی کہاں سے۔ اب کسی دکان سے تو ملنے سے رہی کہ چلو نقد نہ ہی۔ دکاندار کی منت کر کے ادھار ہی لے آؤں۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے بے بسی کے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہوئے کہا۔

"اماں بی جس قسم کے خالص مقامی جوتے پہنتی ہیں۔ ان سے جہاری کھوپڑی ٹوٹنے کا سو فیصد چانس موجود ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں عمران صاحب۔ ہر ماں کی طرح بڑی بیگم صاحبہ کو بھی یقیناً آپ کے سر پر سہرا دیکھنے کی آرزو ہوگی"..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو ہوگی لیکن جب تم جو لیا کا تعارف کراؤ گے اور انہیں بتاؤ گے کہ جو لیا سوس خداد ہے تو پھر جہاری صحیح سلامت واپسی یقیناً مشکوک ہو جائے گی۔ اماں بی غیر ملکی عورتوں کو میس کہتی ہیں اور میسوں کے بارے میں اماں بی کے خیالات کچھ مختلف قسم کے ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ آپ خواہ مخواہ مجھے ڈرا رہے ہیں..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جب جانے کا موڈ بنے تو مجھے پیشگی بتا دیتا۔ تاکہ میں جہارے جانفین کا انتخاب کر سکوں"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو دایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اگر آپ نہیں چاہتے تو ٹھیک ہے۔ نہیں جاؤں گا۔ بہر حال فون کرنے کا مقصد تو بتا دیں۔ کہیں کوئی نیا لکس تو شروع نہیں ہو گیا"..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اتنی مضبوط کھوپڑی بھی نہیں ہے جہاری"..... دوسری طرف سے جولیائے کہا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ البتہ جولیائے دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا تھا۔

"جولیا کا یہ رویہ بتا رہا ہے کہ اب وہ مایوس ہوتی جا رہی ہے۔" عمران نے بڑبڑا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"ایکسٹنڈ"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"تم دانش منزل کے مستقل مکین ہو۔ اس لئے لامحالہ کچھ نہ کچھ دانش پر تم نے بھی قبضہ کر ہی رکھا ہوگا۔ ایسے ناموں کا نام تو بتاؤ جو ہو بھی نامور اور گھس بھی جلدی جائیں اور جن سے کھوپڑی ٹوٹنے کا خطرہ بھی نہ رہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میڈیا نامور انہی خصوصیت کے حامل ہوتے ہیں عمران صاحب۔ لیکن ان کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے"..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے اپنی اصل آواز میں جواب دیا تو عمران نے جولیائے ہونے والی گنگو دوہرا دی اور ساتھ ہی اپنا تبصرہ بھی بتا دیا کہ جولیا کا رویہ بتا رہا ہے کہ وہ اب مایوس ہوتی جا رہی ہے۔

"آپ نے واقعی درست تجزیہ کیا ہے عمران صاحب۔ پھر کیا خیال ہے آپ کی اماں بی سے بات کی جائے"..... بلیک زیرو نے ہنستے

”کہیں انہوں نے پہلے سے تو تمہیں بریف نہیں کر رکھا۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”ایسی بات نہیں۔ دراصل میں خود یہاں فارغ رہ رہ کر جس طرح اکٹا گیا ہوں۔ یہی کیفیت یقیناً ممبر کی بھی ہوگی۔ اس لئے مجھے ان کی اکٹاہٹ کا پورا پورا اندازہ ہے۔“..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ بہر حال تم حریف ہو۔ تمہاری رائے ہی فوقیت رکھتی ہے خدا حافظ۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔

”کیس کی نو بہت تو ظاہر ہے شادی کے بعد ہی آتی ہے۔“ تب ہی لیڈی ڈاکٹر کو کیس کی اطلاع دی جا سکتی ہے۔ جو لیانے بتایا ہے کہ سب ممبرز کہیں پکنک منانے کا پروگرام بنا رہے ہیں اور ظاہر ہے پروگرام کے بعد تم سے اجازت لینے کا مرحلہ آئے گا اور جو لیانہ کا مجھے اس طرح فون کر کے اس پکنک پروگرام میں شامل ہونے کی دعوت دینے سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس اجازت کے لئے وہ میرا کاندھا استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پیشگی ہی بتا دوں۔ کہیں عین موقع پر مجھے شرمندہ نہ ہوتا پڑے۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ میں کسی تردید کے بغیر انہیں اجازت دے دوں۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اگر تو پکنک پوائنٹ دارالحکومت ہو تو اجازت دے دینا۔ اور اگر وہ دارالحکومت سے باہر جانا چاہیں تو پھر انکار کر دینا۔“..... عمران نے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے عمران صاحب۔ زیادہ سے زیادہ میں انہیں کہہ دوں گا کہ وہ سپیشل ٹرانسمیٹر ساتھ لے جائیں۔ اول تو آج کل سیکرٹ سروس ویسے ہی فارغ ہے۔ نہ کوئی حقیقی اور نہ کا رخ کرتی ہے اور نہ کوئی لکھنت۔ اور اگر ضرورت پڑ بھی گئی تو ٹرانسمیٹر کال سے انہیں فوری طور پر طلب کیا جا سکتا ہے۔“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”فرصت ہی نہیں ملتی۔ ویسے وعدہ رہا کہ جب بھی فرصت ملی سب سے پہلے تم سے ہی رابطہ کروں گا۔ وہ جہاز باس رالف کہاں ہے۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں انتظار کروں گی آپ کی کال کا۔ رالف ادھر اپنے دفتر میں ہے کوئی غیر ملکی پارٹی آئی ہوئی ہے۔“ لڑکی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

”غیر ملکی۔ اچھا۔ کس ملک کی۔“ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔
 ”کسی افریقی ملک کے ہی لگتے ہیں۔“ لڑکی نے جواب دیا تو ٹائیگر سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ رالف کے مخصوص دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہا تھا۔ دفتر میں رالف کے ساتھ دو غیر ملکی موجود تھے۔ دونوں ہی افریقی بناد تھے۔ ان کے جسموں پر تھری پیس سوٹ تھے۔ لیکن وہ دونوں شکل و صورت سے زیر زمین دنیا کے افراد ہی لگتے تھے۔

”آؤ۔ آؤ ٹائیگر مجھے جہاز ہی انتظار تھا۔“ رالف نے کرسی سے اٹھ کر ٹائیگر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

”جہاز کی کال ملنے ہی آگیا ہوں۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ ٹائیگر ہے جناب۔ ہماری دنیا کا سب سے تیز آدمی اور ٹائیگر۔ ان کا تعلق راڈان سے ہے۔ مسٹر مارٹن اور مسٹر جیکب۔“ رالف نے ٹائیگر اور ان دونوں غیر ملکیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر

ٹائیگر نے کار ہوٹل ڈیٹان کے وسیع و عریض پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور مڑ کر وہ ہوٹل کی عمارت کی طرف چل پڑا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔
 ”آپ۔“ کاؤنٹر کے پیچھے موجود ایک نوجوان لڑکی نے ٹائیگر کو دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔

”تم کیسی ہوئی۔ آج تو پہلے سے کچھ زیادہ ہی تروتازہ نظر آ رہی ہو بالکل شبنم میں وحلے ہوئے تازہ گلاب کی طرح۔“ ٹائیگر نے بڑے ادب آلود انداز میں مسکرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس تعریف کا شکریہ۔ لیکن آپ بس باتیں ہی کرتے ہیں۔ کبھی خدمت کا موقع تو نہیں دیا آپ نے۔“ لڑکی نے بڑے میہاک سے لہجے میں کہا۔

تفصیلات معلوم کر کے ہی کام ہاتھ میں لیتا ہوں۔ ویسے میرے لئے ابو عمیر سے یہ معلومات حاصل کرنا یا اسے سفارت خانے سے اغوا کر کے کہیں لے آنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ لیکن اصل صورتحال کا مجھے علم ہونا چاہئے۔..... ناٹیک نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مسٹر ناٹیک۔ یہ راڈان کا مسئلہ ہے۔ جہاز اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔..... اس بار مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا بوجھ خشک تھا۔

”تو پھر میں معذرت خواہ ہوں۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔“ ناٹیک نے بھی اسی طرح خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر ناٹیک۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟..... اس بار مارٹن کے ساتھی جیکب نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہی کہ آپ کا تعلق جس تنظیم سے ہے وہ کیا کرتی ہے اور ابو نصر صاحب کا کیا حد و دائرہ ہے اور آپ کو ان کی تلاش کیوں ہے؟“ ناٹیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر رالف نے آپ کے بارے میں جو کچھ ہمیں بتایا ہے اس کے بعد آپ کو تفصیل بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہماری تنظیم ڈانگولا راڈان کی مشہور مجرم تنظیم ہے اور معاوضے پر کام کرتی ہے۔ راڈان کی حکومت جسے آپ فوجی حکومت بھی کہہ سکتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے پاس سے رابطہ قائم کیا اور ہماری تنظیم کو ابو نصر کی تلاش کا کام دے دیا۔ ابو نصر کا تعلق بھی راڈان کی ایک مقامی تنظیم سے ہے

نے ان سے مصافحہ کیا اور پھر رسمی جملوں کی ادائیگی کے بعد وہ رالف کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”ناٹیک۔ مسٹر مارٹن اور مسٹر جیکب کا تعلق راڈان کی ایک خفیہ تنظیم ڈانگولا سے ہے۔ راڈان میں ایک آدمی جس کا نام ابو نصر ہے۔ یہ اسے تلاش کرنا چاہتے ہیں لیکن بے پناہ کوشش کے باوجود ابو نصر کا سراغ نہیں لگا سکے۔ ان کوششوں کے دوران انہیں معلوم ہوا ہے کہ ابو نصر کا بھائی ابو عمیر جہاں پاکستان میں راڈان کے سفارت خانے میں فرسٹ سیکرٹری ہے ابو نصر اور ابو عمیر کا آپس میں رابطہ موجود ہے۔ یہ جہاں اس لئے آئے ہیں تاکہ اس ابو عمیر سے ابو نصر کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ میری ان سے پرانی دوستی ہے کیونکہ میں بھی طویل عرصے تک راڈان میں رہ چکا ہوں۔ اس لئے یہ جہاں میرے پاس آئے ہیں۔ ابو عمیر کا تعلق چونکہ سفارت خانے سے ہے اور اس کی رہائش بھی سفارت خانے کے اندر ہی ہے اور وہ آدمی گوشہ نشین قسم کا شخص ہے کہ کہیں آتا جاتا بھی نہیں۔ اس لئے ان کا مسئلہ یہ ہے کہ نہ ہی یہ سفارت خانے میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ وہاں سے ابو عمیر کو اغوا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا تو مجھے فوراً جہاز اخیال آگیا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم ایسی باتوں میں انتہائی شہرت کے مالک ہو۔ یہ تمہیں تمہاری خدمت کا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔“ رالف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن تمہیں میرے مزاج کے بارے میں بھی علم ہے۔ میں پوری

کہ ابو عمیر سے ابو نصر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اور اسے
ٹریس کر کے حکومت کے حوالے کر دیں۔..... جیکب نے جواب دیا
"ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بارے میں
تفصیل بتادی۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟..... ٹائیگر
نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اب اس کی تسلی ہو گئی تھی کہ
یہ وہاں کا مقامی اور آپس کا مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں
ہے جس سے عمران کو یا پاکیشیا حکومت کو کوئی دلچسپی ہو سکے۔

"ہم نے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ آپ ابو عمیر کو اس طرح وہاں
سے لے آئیں کہ سفارت خانے کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ابو عمیر کو
کہاں لے جایا گیا ہے۔ اس سے معلومات ہم خود حاصل کریں گے۔"
جیکب نے کہا۔

"لیکن آپ نے تو بعد میں ابو عمیر کو ہلاک کر دینا ہے اور میں نہیں
چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ ہلاک ہو جائے۔ ابو عمیر نہ ہی
مجرم ہے اور نہ باغی۔ وہ حکومت کا ایک اعلیٰ اور ذمہ دار عہدے دار
ہے۔ اس لئے ایسا ہوتا ہو سکتا ہے کہ میں ابو عمیر سے آپ کے مطلب کی
معلومات حاصل کر کے آپ کو پہنچا دوں۔ آپ کو اپنے کام سے مطلب
ہوگا۔ ابو عمیر کو ہلاک کرنے سے تو آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔" ٹائیگر
نے جواب دیا۔

"بات تو آپ کی درست ہے۔ لیکن یہ معاملہ راڈان کا مقامی ہے۔
اس لئے درست معلومات آپ کیسے حاصل کر سکیں گے اور دوسری

اس تنظیم کا نام گا بالا ہے۔ یہ ایک گوریلا تنظیم ہے جو راڈان کے ایک
حصے کو ملک سے علیحدہ کرنے کی سازش میں ملوث ہے۔ حکومت اس
سازش کا خاتمہ کرنے کے لئے ابو نصر کو گرفتار کر کے اس پر مقدمہ
چلانا چاہتی ہے۔ لیکن سرکاری ہتھیاروں کی بے پناہ کوششوں کے
باوجود ابو نصر کہیں ٹریس نہیں ہو رہا۔ اس لئے حکومت نے ہماری
تنظیم کا سہارا لیا ہے۔ ابو عمیر کے بارے میں ہمیں حتیٰ طور پر معلوم
ہوا ہے کہ وہ ابو نصر کے بارے میں معلومات رکھتا ہے۔ اس لئے ہم
یہاں آئے ہیں۔..... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابو عمیر تو سرکاری آدمی ہے۔ اگر اس کا بھائی حکومت کا باغی
ہو تا تو ابو عمیر کو کیسے اتنے بڑے عہدے پر رکھا جاسکتا تھا اور ویسے
بھی حکومت اس سے معلومات حاصل کر سکتی تھی۔..... ٹائیگر نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے مسٹر ٹائیگر۔ لیکن آپ کو راڈان کی
پوزیشن کا علم نہیں ہے۔ راڈان پر حکومت تو فوجی ہے لیکن وہاں کی
پارلیمنٹ کا سربراہ بھی خاصی طاقت و حیثیت کا مالک ہے۔ ابو عمیر اور
ابو نصر اس سربراہ کے قبیلے کے لوگ ہیں اور ابو عمیر اس سربراہ کا داماد
بھی ہے۔ اس لئے حکومت ابو عمیر پر کھل کر ہاتھ نہیں ڈال سکتی۔
دوسری بات یہ کہ ہماری تنظیم نے اس سلسلے میں حکومت سے انتہائی
بھاری معاوضہ لیا ہوا ہے۔ اگر ہم نے انہیں صرف ابو عمیر کا ریفرنس
دے دیا تو پھر ہمیں معاوضہ واپس دینا پڑے گا۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں

نہیں ہوں۔ اس لئے میں اس کام کا معاوضہ بیس لاکھ روپے لوں گا۔
لیکن ایک بات اور بھی بتا دوں کہ اس سلسلے میں ہمارے درمیان جو
باتیں طے ہوئی ہیں۔ آپ ان سے انحراف نہیں کریں گے۔ آپ کا کام
بہر حال ہو جائے گا۔..... ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر جیکب۔ اس کام کے لئے یہ معاوضہ غیر مناسب
نہیں ہے۔..... رالف نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اگر آپ کو منظور ہے تو پھر ہمیں بھی منظور ہے۔" جیکب
نے جواب دیا۔ مارٹن مسلسل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس
ساری بات بچیت میں کسی قسم کا کوئی دخل نہ دیا تھا۔

"اوکے۔ اصول کے تحت آدھا معاوضہ پیشگی دے دیں اور وہ جگہ
بتا دیں جہاں ابو عمیر صاحب کو لے کر آنا ہے۔..... ٹائیگر نے جواب
دیا۔

"برکی کالونی میں کوٹھی نمبر ایک سو تین میرا خاص اور علیحدہ اڈہ
ہے۔ تم ابو عمیر کو وہاں لے آنا۔ میں جیکب اور مارٹن کو وہیں پہنچا دیتا
ہوں۔ وہاں آپ بالکل بغیر کسی مداخلت کے رہ سکیں گے۔" رالف
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھا اور کمرے کی عقبی دیوار
میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا
تو اس کے ہاتھ میں لاکھ لاکھ روپے مالیت کی دس گڈیاں موجود تھیں۔
"یہ لو آدھا معاوضہ۔..... رالف نے دس گڈیاں ٹائیگر کی
طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

بات یہ کہ اگر ابو عمیر کو معلومات حاصل کرنے کے فوری بعد واپس
بھیج دیا گیا تو پھر اس کے پاس ایسے ذرائع ہیں کہ وہ ابو نصر کو اطلاع کر
دے گا اور پھر حاصل کردہ معلومات کا ہمیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہاں
البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ آپ ابو عمیر کو لے آئیں۔ ہم آپ کے
سامنے اس سے معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے بعد ہم آپ کے
سامنے اپنے پاس کو یہ معلومات ٹرانسمیٹر دے دیں گے۔ اس دوران
ابو عمیر مسٹر رالف اور آپ کی تحویل میں رہے گا۔ جب ابو نصر کو ٹریس
کر لیا جائے گا تو پھر آپ بے شک ابو عمیر کو واپس لے جائیں گے۔ ہمیں
کوئی اعتراض نہ ہوگا۔..... جیکب نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
"آپ کے پاس کو ابو نصر کو گرفتار کرنے میں کتنا وقت لگے گا۔
ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہماری تنظیم بے حد طاقتور ہے۔ صرف ٹریس ہونے کی دیر ہے۔
اس کے بعد کوئی وقت نہیں لگے گا۔ زیادہ سے زیادہ چند گھنٹے۔"
جیکب نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ یہ تجویز بہتر ہے۔ اب معاوضہ طے کر لیں
تاکہ میں کام شروع کر دوں۔..... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔

"آپ بتائیں۔ فیصلہ مسٹر رالف کریں گے۔..... جیکب نے
جواب دیا۔

"رالف کو میرے اصولوں کا علم ہے۔ میں سودے بازی کا قائل

”شکریہ۔ اب یہ طے ہو گیا کہ میں ابو عمر کو برکی کالونی کی کوٹھی
نمبر ایک سو تین میں لے آؤں گا اور پھر وہاں آپ معلومات حاصل
کریں گے اور چند گھنٹوں بعد اسے چھوڑ دیں گے۔“ ٹائیگر نے
گڈیاں اپنے کوٹ کی مختلف جیسوں میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔۔۔۔۔۔ جو کچھ طے ہوا ہے۔ وہی ہو گا۔ ہم اس معاملے میں کوئی
بے اصولی نہیں کریں گے۔“ جیکب نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا
اٹھ کھڑا ہوا اور پھر الف جیکب اور مارٹن سے مصافحہ کر کے وہ واپس
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے جو لیا کے فلیٹ پر پہنچ کر کال بیل کا بٹن دبایا تو دوسرے
لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر صفدر موجود تھا۔

”اوہ۔۔۔۔۔۔ عمران صاحب۔ آئیے۔ آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا۔“ صفدر
نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”اچھا۔ کیا وہ مولوی صاحب اور چھوہاروں کا بندوبست ہو چکا
ہے۔“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے مسرت بھرے
لہجے میں کہا۔

”تم خود اس انتظار میں سوکھ کر چھوہارا بن جاؤ گے۔“ کمرے
میں بیٹھے ہوئے تنویر نے عمران کی بات سنتے ہی منہ بنا کر جواب دیا۔
”ارے ارے۔ اس خوشی کے موقع پر تنویر کو کیوں بلایا تم نے۔
اسے تو قل خوانی پر بھی نہیں بلایا جاتا کہ کہیں قل خوانی کرانے والوں
کی بھی قل خوانی نہ کرانی پڑ جائے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے

”بولنے کے لئے اور تھوڑی چیزیں ہیں۔ بس صرف بڑا بول بولنا منع ہے۔ باقی تم جو چاہو بول سکتے ہو“..... عمران نے جواب دیا اور

اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ چہرہ تو آئینہ ہوتا ہے اور آئینے میں تو اس کا عکس ہی نظر آئے گا جو پہلے سے موجود ہو..... عمران نے گھما کر بات کرتے ہوئے کہا اور اس بار جو لیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔ کیونکہ وہ سب

ایک بار پھر کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ ہم فراغت سے تنگ آچکے ہیں۔ چوہان اور دوسرے ساتھیوں نے فور سٹارڈ گروپ بنا کر اپنے آپ کو قدرے مصروف کر لیا ہے لیکن ہمیں توجیف نے اس گروپ میں بھی کام نہیں کرنے دیا کہ کسی بھی وقت کوئی مشن سنبھال سکتا ہے۔ لیکن ہم فارغ بیٹھے بیٹھے مرجانے کی حد تک پور ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دارالحکومت سے باہر جا کر ایک ہفتے تک پکنک منائی جائے۔ فور سٹارڈ بھی آج کل فارغ ہیں۔ اس لئے وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہیں۔" صدف نے اچانک سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم تو جلتے ہی ہو کہ میں معاشی طور پر خالص کارور واقع ہوا ہوں۔ بلکہ تم مجھے معاشی ڈھانچہ بھی کہہ سکتے ہو۔ اس لئے مجبوری ہے کہ میں جہاز کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ میں تم سب کو رسید یکیں چھپوا کر دے دوں کہ دارالحکومت میں ایک یتیم خانہ قائم کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے ہمدے کی اپیل ہے۔ تم سارا شہر گھومو۔ ایک ایک دکان اور ایک ایک گھر پر جانا۔ اصل رقم تو ظاہر ہے مری ملکیت ہوگی لیکن جہاز کمیشن اتنا بن جائے گا کہ تم ایک کیا کئی پکنکس مناسکو۔" عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"جہاز کی شکل واقعی کسی یتیم خانے کے منبر جیسی ہی ہے۔ اس لئے جہاز کے خیالات بھی ویسے ہی ہیں۔" تنویر نے موقع دیکھتے

ہی بات کر ڈالی۔

"مالک کو بھی آئینہ دیکھ لینا چاہئے۔" عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور کمرہ زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"یہ کس بات پر قہقہے لگائے جا رہے ہیں۔" جویا نے کچن سے برآمد ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک ٹرے میں چائے کے تین فلاسک رکھے ہوئے تھے۔

"یتیم خانے کے نام پر چندہ اکٹھا کرنے اور اس کی بندر بانٹ کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔" صدف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ وہ کیوں۔" جویا نے ٹرے درمیانی میز پر رکھتے ہوئے کہا تو صدف نے اسے عمران کی بات مختصر طور پر بتا دی۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ کیا تم نے عمران سے کہا ہے کہ یہ چندہ دے۔" جویا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں مس جویا۔ بھلا عمران صاحب سے رقم کی بات کرنا تو ایسے ہی ہے جیسے چیل کے گھونسلے میں گوشت تلاش کرنا۔" صدف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چیل کے گھونسلے سے تو شاید کوئی چھوٹا سا نکلنا ہی جائے گا مگر عمران صاحب کی جیب سے رقم نہیں نکل سکتی۔" اس بار چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چیل تو امیر ہوگی ناں کہ مہنگائی کے اس دور میں بھی گوشت کھاتی ہے۔ مجھ جیسے غریب کو ایسی امیر چیز سے کیسے تشبیہ دی جا سکتی

تو تنور بنا بنایا مہمان خصوصی ہے۔ بنانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی کسی کو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ مذاق چھوڑیے۔ حریف کو فون کریں اور اجازت لے دیں.....“ صفدر نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر تنور اور عمران کے درمیان مزید مکالمہ بازی ہوئی تو پھر ٹھکڑا شروع ہو جائے گا۔ نہ تنور باز آئے گا اور نہ عمران۔ اس لئے اس نے مداخلت کرنی ضروری سمجھی تھی۔

”لیکن تپہ تو چلے کہ تم نے کہاں جانا ہے.....“ عمران نے پوچھا۔
”ہم نے بڑے طویل بحث و مباحثہ کے بعد پاکیشیا کے شمالی علاقوں میں واقع انتہائی خوبصورت تحصیل سالوک پر پکنک منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمارا پروگرام وہاں ایک ہفتہ رہنے کا ہے۔“ صفدر نے اجواب دیا۔

”تحصیل سالوک۔ دیری گڈ۔ وہ تو واقعی بے حد خوبصورت جگہ ہے میں کئی بار وہاں جا چکا ہوں۔ لیکن اگر میں تمہیں اس سے بھی بہتر جگہ بتا دوں تو کیا خیال ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم سب بھی وہاں کئی بار جا چکے ہیں۔ لیکن اس جگہ کا حسن ہی ایسا ہے کہ بار بار جانے کو جی چاہتا ہے۔ ویسے آپ کے ذہن میں اور کون سی جگہ ہے.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس تحصیل سالوک سے آگے جنوب کی طرف کچھ فاصلے پر ایک گاؤں ہے جسے راکری کہا جاتا ہے۔ راستہ بے حد خوشوار گزار ہے اس

ہے۔ البتہ آپ لوگ شاید اس دُمرے میں آتے ہوں۔ آخر بڑی بڑی تنخواہیں لے رہے ہیں.....“ عمران نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ آپ فکر مت کریں۔ آپ سے پکنک کے سلسلے میں کوئی رقم وغیرہ نہیں لی جائے گی بلکہ آپ اس پکنک کے مہمان خصوصی ہوں گے۔ ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ آپ حریف سے ہمیں دارالحکومت سے باہر جانے کی اجازت لے دیں.....“ صفدر نے کہا۔
”واہ۔ آج کا دن تو واقعی خوش قسمت دن ہے کہ ہر طرف سے مہمان خصوصی بننے کی دعوتیں آرہی ہیں۔ پہلے کراچی کے فکشن میں مہمان خصوصی اور اب سیکرٹ سروس پکنک کا مہمان خصوصی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مہمان خصوصی تپہ ہے کئے کہتے ہیں.....“ تنور ایک بار پھر بول پڑا۔

”خاص مہمان۔ یہی مطلب ہوگا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”نہیں۔ مہمان خصوصی کا مطلب ہوتا ہے کہ احمق آدمی۔ جسے مصنوعی عزت دے کر اس سے بھاری رقم بطور عطیہ وصول کر لی جاتی ہے.....“ تنور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کمرہ بھر پور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”پھر تو میں مہمان خصوصی نہیں بن سکتا۔ اس تعریف کی رو سے

تھے اور اب وہ سب کے ساتھ کرسی پر بیٹھی چائے سپ کرنے میں مصروف تھی۔

”میں کرتا ہوں بات۔ یہ کون سا مشکل کام ہے۔“ عمران نے کہا اور ساتھ بڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ لاؤڈر ہیلے سے ہی آن تھا اس لئے دوسری طرف بچنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں موجود ہر شخص کو سنائی دے رہی تھی۔

”ایکسٹو“..... چند لمحوں بعد رسیور اٹھانے اور ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”آپ کو علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) جیسے معزز اور انتہائی تعلیم یافتہ آدمی سے، محکام ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ جناب“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کمرے میں موجود سب لوگ عمران کی اس شرارت پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

”پھر“..... ایکسٹو کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

”پھر یہ کہ آپ کو فخر محسوس ہو نا چاہئے کہ آپ ایسے آدمی سے گفتگو کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ویسے بہتر یہی ہے کہ آپ اس کے لئے باقاعدہ پریس کانفرنس طلب کریں اور اخباری نمائندوں کو بتائیں تاکہ اخبار میں یہ خبر شائع ہو سکے کہ کل کامورخ مجھے جیسی شخصیت سے آپ کی گفتگو ہونے کے اعزاز کی بنیاد پر آپ کو بھی اس دور کی معزز شخصیتوں میں جگہ دے سکے“..... عمران کی زبان رواں ہو چکی تھی۔

لئے عام سیاح وہاں نہیں جاتے۔ وہاں ایک اور قدرتی جھیل ہے جسے راکری جھیل ہی کہا جاتا ہے۔ اس علاقے کا منظر جمیل سالوک سے ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہے۔ پھر اس راکری جھیل میں ایک خاص قسم کی پھلی بھی پائی جاتی ہے جس کا شکار کرنے کا طریقہ بھی عام طریقوں سے ہٹ کر ہے۔ اس گاؤں کے لوگ بے حد پر خلوص اور محبت کرنے والے لوگ ہیں۔ وہاں ہمیں ہر طرح کی سہولت بھی مل سکتی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”میں ایک بار راکری جھیل جا چکا ہوں۔ وہ واقعی خوبصورت علاقہ ہے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر وہاں چلے چلو۔ میرا نئی جگہ دیکھنے کا شوق بھی پورا ہو جائے گا“..... صفدر نے کہا اور پھر تنور سمیت سب نے اس تجویز کی تائید کر دی۔

”چلیئے فیصلہ ہو گیا۔ لیکن اب مسئلہ چیف سے اجازت لینے کا ہے۔..... صفدر نے کہا۔

”تم نے بات کی ہے لپٹے چیف سے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ہم نے اس خوف سے بات نہیں کی کہ اگر اس نے انکار کر دیا تو پھر وہ آپ کی بات بھی نہ مانے گا۔ اس لئے ہم نے بہتر یہی سمجھا ہے کہ آپ خود ہی بات کر لیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح چیف سے اجازت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔“ صفدر نے کہا۔ جو لیانے اس دوران چائے کے کپ سب کو دے دیئے

گھر رہا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "بس۔ بس۔ آپ یہ باتیں جیف سے کریں مجھے تو معاف ہی
 رکھیں۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
 عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کریڈل سے ہاتھ اٹھایا اور ایک بار پھر
 غیر ذاتل کرنے میں مصروف ہو گیا۔
 "ایکسٹو۔..... دوسری طرف سے ایک بار پھر جیف کی سرد آواز
 سنائی دی۔

"ٹوہوتے ہوئے آپ کے رعب اور دبدبے کا یہ عالم ہے تو اگر آپ
 کہیں دن ہوتے تو پھر کیا حال ہوتا۔..... عمران کی زبان پھر رواں ہو
 گئی۔
 "تم بار بار کیوں فون کر رہے ہو۔..... ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں
 کہا۔

"آپ کی مدھر، شیریں، دلکش اور مترنم آواز میرے کانوں میں رس
 گھول دیتی ہے۔ واہ۔ کیا خوبصورت آواز ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے
 کسی انتہائی گہرے کنویں کی نادیدہ تہہ میں بیک وقت کئی خوشخوار
 مینڈک ایک سر میں ٹرا رہے ہوں۔ واہ۔ کیا دلکش آواز ہے۔" عمران
 نے کہا تو دوسرے ممبران کے ہجرے عمران کے فقرے کے آخری الفاظ
 پر بے اختیار ہونق سے ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ
 اب جیف کا خضر سنبھالے نہ سنبھالا جائے گا۔

"یہ تمہاری قوت سماعت کا کرشمہ ہے۔ آواز کی خصوصیات کا

"میرے پاس اس وقت نہیں ہے کہ میں اسے تم جیسے فضول آدمی
 سے گفتگو میں ضائع کر سکوں۔..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے
 انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
 "بڑا حاسد ہے تمہارا جیف۔ میری اہمیت کو برداشت ہی نہیں کر
 سکا۔..... عمران نے کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا تو سب
 بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم نے باتیں ہی ایسی شروع کر دیں۔ جیف سے بات کرنا
 تمہارے لئے اعزاز ہے یا جیف کے لئے۔..... جولیا نے غصیلے لہجے میں
 کہا۔

"اچھا۔ حریت ہے۔ میں خواہ مخواہ اپنے آپ کو اہم سمجھتا رہا کہ آخر
 پاکیشیا کی سیکرٹ سرورس نے مجھے اپنا نمائندہ خصوصی بنایا ہے تو میری
 اہمیت ہوگی۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں خود بات کرتی ہوں۔ تم نجانے کس چکر میں پڑ جاؤ۔ تمہارا
 کوئی اعتبار نہیں ہے۔..... جولیا نے تھلٹھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ آپ عمران کو ہی بات کرنے دیں۔ میں اس کا
 آئیڈیا سمجھ گیا ہوں۔ یہ جیف کو اپنی فضول باتوں سے اس قدر زچ کر
 دے گا کہ جیف اپنی جان چھوانے کے لئے ہمیں اجازت دینے پر مجبور ہو
 جائے گا۔..... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھا۔ اسے کہتے ہیں ذہانت۔ کاش صفدر جیسا ذہین آدمی کوئی
 دھنگ کا کام کرتا۔ خواہ مخواہ فضول کاموں میں پڑ کر اپنی ذہانت ضائع

”تو اس کے لئے تمہیں ایک غیر متعلق آدمی کو درمیان میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی..... ایکسٹو کا لہجہ بے حد سرد تھا۔“

”غیر متعلق۔ کیا مطلب جناب.....“ جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید چیف کی بات کا صحیح طور پر مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

”عمران ایک غیر متعلق آدمی ہے۔ جبکہ تم ڈپٹی چیف ہو۔ کیا تم مجھ سے براہ راست بات نہیں کر سکتی تھیں..... ایکسٹو کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔“

”وہ۔ وہ جناب۔ ہمیں خوف تھا کہ کہیں آپ انکار نہ کر دیں۔“

عمران نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اجازت لے دے گا اس لئے جناب۔“

جو لیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ سیکرٹ سروس اور میرا معاملہ ہے۔ عمران کا ایسے کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں کسی غیر متعلق آدمی کی ایسے کاموں میں مداخلت پسند کرتا ہوں۔ جہاں تک چھٹی کی بات ہے۔ تم ڈپٹی چیف ہو۔ ایسے فیصلے تم خود بھی کر سکتی ہو۔ ڈپٹی چیف کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ یہ چھٹی چھٹی باتیں تم خود لے کر لیا کرو۔ میرا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اگر عمران تفریح کے لئے چھٹی چاہتے ہیں تو فیصلہ خود کر لیتا اور مجھے صرف اطلاع دے دیتا۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جو لیا کا چہرہ مسرت کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔ اسے شاید تصور بھی نہ تھا کہ ایکسٹو اس پر اس حد تک اعتماد کرے گا

انحصار سننے والے کی قوت سماعت پر ہوتا ہے۔“..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی تو سب ممبرز کے چہروں پر خوف کی بجائے انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ اوہ بہت شکریہ جناب۔ بہت شکریہ۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری قوت سماعت گلوبز کیوں کر رہی ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کے اجتماع میں بیٹھنے کے بعد یہی کچھ ہونا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو سب کے بے اختیار ہونٹ ہنسنے لگے۔

”کہاں سے فون کر رہے ہو.....“ ایکسٹو کا لہجہ ایک بار پھر سرد ہو گیا تھا۔ اس نے عمران کے طنزیہ فقرے کا سرے سے نوٹس ہی نہ لیا تھا۔

”جو لیا کے فلیٹ سے جہاں اس وقت بوری پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود ہے اور جناب۔ یہ سب فارغ رہ رہ کر تنگ آچکے ہیں۔ اس لئے اب یہ چاہتے ہیں کہ انہیں چھٹی دے دی جائے۔“..... عمران اصل موضوع پر آگیا۔

”انہیں معلوم ہے کہ استعفیٰ دینے کے بعد کیا نتائج نکلیں گے۔“

دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا تو جو لیا سمیت سب ممبران بے اختیار اچھل پڑے۔ جو لیا نے بے اختیار عمران کے ہاتھ سے رسیور چھین لیا۔

”جناب۔ میں جو لیا بول رہی ہوں، ہمارا مطلب چھٹی سے استعفیٰ دینا نہیں ہے جناب۔ ہم تو تفریح کرنے کے لئے دارالحکومت سے باہر جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے چھٹی کی بات کر رہے ہیں۔“..... جو لیا نے جلدی جلدی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ یہ ہوئی ناں بات۔ اب مجھے چیف کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ بیٹھا رہے نقاب بہن کر اور چھپ کر"..... عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا لیکن تنویر کے چہرے پر مختلف تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جیسے چیف غیر متعلق کہہ دے۔ وہ غیر متعلق ہی ہوگا۔ کسی کے کہنے سے متعلق تو نہیں ہو سکتا"..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ پلیز۔ تم خاموش رہو"..... جو یانے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر کا سنا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ شاید جو یانے کے منہ سے پلیز کا لفظ سن لینا ہی اس کے لئے کافی ہو گیا تھا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یا اللہ خیر۔ کہیں رنگ میں بھنگ نہ پڑ جائے"..... صفدر نے بے اختیار کہا اور دوسرے ممبران کے چہروں پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ جو یانے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا۔

"جو یانے بول رہی ہوں"..... جو یانے ہونٹ کھینچتے ہوئے کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں مس جو یانے۔ کیا عمران صاحب یہاں ہیں۔"

دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ یہاں ہو سکتے ہیں۔" جو یانے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑی بیگم صاحبہاں فلیٹ میں موجود ہیں اور ان کا حکم ہے کہ ابھی اور اسی وقت عمران صاحب سے بات کراؤ۔ اس لئے مجبوراً مجھے

جبکہ عمران کا منہ لٹکا ہوا تھا اور کندھے اس طرح جھک گئے تھے جیسے وہ اپنی زندگی کی آخری بازی بھی ہار گیا ہو۔

"لو اب کا کیا آئندہ کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ اب تیاری کر دجانے کی"..... جو یانے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہیے چیف کی بات تو درست تھی مس جو یانے۔ آخر آپ ڈپٹی چیف ہیں۔ اتنے اختیارات تو بہر حال آپ کو حاصل ہونے ہی چاہئیں۔"

تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ جیسے ایکسٹو نے اختیارات جو یانے کو نہیں بلکہ براہ راست اسے دے دیئے ہوں۔

"ٹھیک ہے۔ اب بات ہو گئی ہے۔ آئندہ میں خود ہی فیصلے کیا کروں گی۔ تم بھی تیاری کر دو عمران۔ ہم نے کل یہاں سے روانہ ہو جانا ہے"..... جو یانے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ عمران سے بھی مخاطب ہو گئی۔

"لیکن میں تو غیر متعلق آدمی ہوں۔ میں کیسے متعلق افراد کے ساتھ جاسکتا ہوں"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خود تو دوسروں کے ساتھ بڑی بڑی باتیں کر لیتے ہو۔ اس وقت تو تمہیں کسی کے جذبات کی پرواہ نہیں ہوتی۔ جہاڑے ساتھ اگر کوئی معمول سی بات بھی ہو جائے تو منہ پھلا کر بیٹھ جاتے ہو۔ چیف کے لئے تم غیر متعلق آدمی ہو سکتے ہو۔ ڈپٹی چیف کے لئے تو بہر حال متعلق ہی ہو"..... جو یانے تیز لہجے میں کہا اور یہ آخری الفاظ کہنے پر اس نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

فون کرنے پڑے ہیں پھلے میں نے رانا ہاؤس فون کیا۔ وہاں صاحب نہ ملے تو میں نے سوچا کہ باری باری ان کے سب ساتھیوں کے فلیٹ پر فون کروں اور سب سے پہلے آپ کو ہی فون کیا ہے۔..... دوسری طرف سے سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بات کر لو۔..... جو لیانے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”کیا بات ہے سلیمان۔ اماں بی۔ خیریت تو ہیں۔ گھر میں تو سب خیریت ہے ناں۔..... عمران نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ انہوں نے کسی رشتہ دار کے ہاں فوری طور پر جانا ہے اور وہ آپ کو ساتھ لے جانا چاہتی ہیں۔..... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا۔

”اچھا۔ میں آ رہا ہوں۔..... عمران نے کہا اور رسیور دکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے ہمارے ساتھ جانا ہے۔ اس بات کا خیال رکھیں۔..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ اگر کوئی مسئلہ ہو بھی گیا تو اماں بی کو ساتھ لے لوں گا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے

کی طرف مڑ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اماں بی کے ساتھ جانے کا سن کر سب ممبرز کے چہروں پر کیسے تاثرات ہوں گے ظاہر ہے اس کے بعد ان کے لئے تفریح اور پینک پر جانے کا کوئی تصور باقی نہ رہے گا۔ تھوڑی دیر

بعد عمران فلیٹ پر پہنچ گیا۔ سر عبدالرحمن کی پرائیویٹ کار مع ڈرائیور نیچے موجود تھی۔

”تم۔ تم۔ تم کہاں آوارہ گردی کرتے رہتے ہو۔ اسی لئے یہاں رہتے ہو۔..... اماں بی نے بڑے جلال بھرے لہجے میں کہا۔

”اماں بی۔ آپ کا خون بھلا آوارہ گردی کر سکتا ہے۔ کیا آپ کو اپنے خون پر اعتماد نہیں ہے۔ عمران نے صوفے کے سامنے قالین پر اماں بی کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے کہا تو اماں بی کے چہرے پر ابھرنے والے غصے کا تاثر یکھت محبت میں بدل گیا۔

”اس اعتماد کی بنا پر تو میں نے تمہیں اجازت دے رکھی ہے یہاں اکیلا رہنے کی۔ لیکن تم گئے کہاں تھے۔..... اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ اماں بی۔ ایک خاتون نے بلایا تھا اپنے کسی کام کے لئے۔..... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے اس نے جان بوجھ کر خاتون کا لفظ کہا تھا۔ کیونکہ اگر وہ عورت کہہ دیتا تو وہ جانتا تھا کہ اماں بی کا پارہ یکھت آخری ڈگری پر پہنچ جاتا۔ خاتون سے ظاہر ہے اماں بی اسے کوئی بوجھ عورت سمجھتی تھیں۔

”خاتون نے کیوں۔ کون خاتون۔..... اماں بی نے چونک کر پوچھا۔

”بڑی بہنچی ہوئی خاتون ہیں اماں بی۔ دس بارہ موکل ان کے قبضے میں ہیں۔ وہ لوگوں کے کام کرتی ہیں لیکن ایک پیسہ بھی نہیں لیتیں۔

بڑی خدارسیدہ ہیں۔..... عمران نے جواب دیا۔

”اچھا۔ لیکن وہ کون ہیں۔ کہاں رہتی ہیں اور تمہیں اس نے کیوں بلایا تھا۔ وہ تمہیں کیسے جانتی ہیں۔“..... اماں بی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ان کے کسی موکل نے ان کے سامنے میری تعریف کر دی تھی۔ بس خاتون نے مجھے بلایا اور کہنے لگیں کہ کسی نیک ماں کے بیٹے ہو۔ بڑی دعائیں دی ہیں انہوں نے مجھے۔“..... عمران نے جان بوجھ کر موضوع بدلتے ہوئے کہا حالانکہ جب اس نے بات شروع کی تھی تو اس کا موڈ شرارت آمیز تھا لیکن پھر اس نے جان بوجھ کر بات کا رخ بدل دیا تھا ورنہ ظاہر ہے اماں بی کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا اور ان کا کوئی پتہ نہیں تھا کہ وہ وہیں فلیٹ سے ہی اسے جوتیاں مارتیں کوٹھی تک لے جاتیں اور نادر شاہی حکم صادر کر دیتیں کہ وہ اب کوٹھی سے باہر نہیں نکل سکتا۔

”ہاں۔ ابھی اس گندی دنیا میں نیک لوگ موجود ہیں۔ تم جایا کرو ان کے پاس۔ بلکہ تم ایسا کرو کہ مجھے بھی لے چلو۔ میں ثریا کے لئے ان سے دعا کروں گی۔“..... اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا ہوا ثریا کو۔ خیریت ہے۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں پریشانی نمایاں تھی۔

”اے کیا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ خوش و غرم ہے۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ نواسے کو گود میں کھلاؤں۔ اس لئے کہہ رہی تھی۔“

اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بالکل لے چلوں گا اماں بی۔ لیکن اس خاتون سے وقت لینا پڑے گا۔ کیونکہ اس کے موکل اسے ہر وقت گھیرے رہتے ہیں۔“..... عمران نے جان بوجھ کر کہا۔ ورنہ اسے معلوم تھا کہ اگر اماں بی نے ابھی چلنے پر اصرار کیا تو وہ بری طرح پھنس سکتا ہے۔ ظاہر ہے وہ ایسی کسی خاتون سے تو واقف ہی نہ تھا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن اب جلدی سے لباس تبدیل کر لو۔ تم نے میرے ساتھ ہسپتال جانا ہے۔ خان احمد خان کو دل کا دورہ پڑا ہے اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ جہارے ڈیڑی ایک بار ان سے مل آئے ہیں اور ہمیں اب جانا ہے۔“..... اماں بی نے کہا تو عمران چونک پڑا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ خان احمد خان اماں بی کے انتہائی قریبی عزیز تھے۔ دارالحکومت سے کچھ فاصلے پر اپنی حویلی میں رہتے تھے۔ عمران اماں بی کے ساتھ ایک دو بار ان کے پاس ہوا آیا تھا۔ ان کے چار لڑکے اور دو بیٹیاں تھیں۔ جن میں سب سے چھوٹی بیٹی ثریا کے ساتھ یونیورسٹی میں بھی پڑھتی رہی تھی۔ خاصی ماڈرن لڑکی تھی۔

”کون سے ہسپتال میں ہیں وہ۔“..... عمران نے پوچھا۔

”اکبر ہسپتال بتا رہے تھے جہارے ڈیڑی۔ کمرہ نمبر انھارہ۔“ اماں بی نے جواب دیا۔

”اکبر ہسپتال کوئی پرائیویٹ ہسپتال لگتا ہے۔ میں معلوم کر لوں کہ کہاں سے۔“..... عمران نے قالین سے اٹھتے ہوئے کہا۔

لائق اختیار نہ کی تو پھر اماں بی کا قبر اس پر پورے زور شور سے ٹوٹ سکتا ہے۔

”ہاں۔ یہ بچپن میں بھی دودھ نہ پیا کرتا تھا۔ بڑی مشکل سے ایک ایک گھونٹ کر کے پلاتی تھی اسے۔ بہر حال ٹھیک ہے دو گلاس بھی کافی ہیں۔ آؤ عمران۔ ایک تو تم فصول باتوں میں وقت بڑا ضائع کرتے ہو۔ آؤ جلدی کرو۔“ اماں بی کا موڈ بدل گیا تھا اور سلیمان نے اس طرح عمران کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے سر ملایا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا۔ کیسے بچایا ہے میں نے اپنے آپ کو اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں نے پوچھ لیا تھا۔ اعظم روڈ پر ہے۔“..... اماں بی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔“..... عمران نے کہا اور اماں بی اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔

”ارے۔ آپ سے کچھ کھانے پینے کا تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔“ اچانک عمران نے چوہکتے ہوئے پوچھا۔

”جہیں کچھ پوچھنے کا ہوش بھی ہو۔ بس آوارہ گردی کرتے رہتے ہو سلیمان اچھا بچہ ہے۔ اس نے مجھے دودھ کا گلاس پلا دیا ہے۔“..... اماں بی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں دودھ مانگوں تو ملتا نہیں۔ تپہ نہیں آپ کے لئے وہ فوراً دودھ کہاں سے لے کر آجاتا ہے۔“..... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم دودھ نہیں پیتے۔ ادھ۔ اسی لئے جہار رنگ بھی کالا ہوتا جا رہا ہے۔ کہاں ہے سلیمان۔ بلاؤ اسے۔“ اماں بی ہلکتے غصے میں آگئیں۔

”بڑی بیگم صاحبہ۔ میں تو روزانہ صاحب کو دودھ کے دو گلاس پلاتا ہوں اور میں تو روز کہتا ہوں کہ کم از کم چار گلاس پیا کریں لیکن یہ دو گلاس ہی بڑی مشکل سے پیتے ہیں۔“..... سلیمان نے فوراً ہی باورچی خانے سے برآمد ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کی آواز اس تک پہنچ چکی تھی اور اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے فوراً دفاعی

اپ کرنا کہاں سے سیکھا ہے..... اس بار مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ابو عمیر کو گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا تھا اور ٹائیگر نے اسے اس کا اینٹی سنگھایا تھا لیکن اسے ہوش میں آنے کے لئے ابھی کچھ وقت درکار تھا۔ اس لئے وہ اس وقفے کے دوران باتوں میں مصروف تھے۔

”یہ میرا شوق ہے۔ میں نے کافی لوگوں سے یہ فن سیکھا ہے۔“ ٹائیگر نے جواب دیا اور اسی لمحے ابو عمیر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو وہ سب ابو عمیر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ابو عمیر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو وہ اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ شعور کی چمک اس دھند پر غالب آ گئی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ یہ کیا ہے۔ یہ مجھے کس نے باندھ رکھا ہے۔ اوہ۔ مسٹر رازی تم یہاں۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم مجھے عقاب دکھانے جا رہے تھے لیکن یہ۔ یہ کیا مطلب“..... ابو عمیر نے استہیائی بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ٹائیگر نے اپنے مخصوص ذرائع سے معلوم کر لیا تھا کہ ابو عمیر کو عقابوں سے فطری دلچسپی ہے اور اس نے اپنی رہائش گاہ پر بھی دو عقاب پال رکھے تھے۔ تو ظاہر ہے ٹائیگر نے اس سے ملاقات کی اور جب اس نے عقابوں کی ایک نایاب نسل کے بارے میں اسے بتایا کہ وہ ایک آدمی کے پاس برائے فروخت ہیں تو ابو عمیر فوراً ہی اس آدمی سے

ایک بڑے کمرے میں اس وقت ایک افریقی عباد آدمی کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ یہ ابو عمیر تھا۔ پاکیشیا میں راڈان کے سفارت خانے کا فرسٹ سیکرٹری۔ اس کے سامنے موجود کرسیوں پر جینکب اور مارٹن بیٹھے ہوئے تھے جبکہ کمرے میں ٹائیگر اور اس کا دوست رالف بھی موجود تھے۔ ٹائیگر میک اپ میں تھا۔

”آپ اسے اتنی جلدی کیسے اغوا کر لائے ہیں مسٹر ٹائیگر۔“ جینکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ میرا پیشہ ورانہ سیکرٹ ہے جناب۔ آپ کا کام ہو گیا بس استہیائی کافی ہے۔“..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے جس ماہرانہ انداز میں میک اپ کیا ہوا ہے اس پر ہم دونوں بے حد حیران ہیں۔ اگر رالف ہمیں نہ بتاتا کہ آپ ٹائیگر ہیں تو ہمیں کبھی بھی یقین نہ آتا۔ آپ نے اس قدر ماہرانہ انداز میں میک

ملاقات کے لئے اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس کے بعد راستے میں ٹائیگر نے اس کے چہرے پر بے ہوش کر دینے والی گیس کا سپرے کیا اور پھر اسے جہاں لے آیا۔ اس لئے ابو عمر نے ٹائیگر کو دیکھ کر یہ بات کی تھی ٹائیگر نے اسے اپنا نام رازی ہی بتایا تھا۔

”عقاب بھی دکھا دوں گا۔ یہ آپ کے ہم وطن ہیں۔ انہیں آپ سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اس لئے آپ کو جہاں لایا گیا ہے۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم وطن۔ اوہ۔ کون لوگ ہیں آپ اور کیسی معلومات۔ میں سمجھا نہیں۔“..... ابو عمر اب غور سے سامنے بیٹھے ہوئے مارٹن اور جیکب کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بے اختیار بھنج گئے تھے۔

”میرا نام جیکب ہے مسٹر ابو عمر۔ اور یہ میرا ساتھی مارٹن ہے۔ ہم واقعی آپ کے ہم وطن ہیں۔ ہمارا تعلق رازاؤن کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم سے ہے۔ حکومت رازاؤن آپ کے بھائی ابو نصر کی تلاش میں ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ سے اس کا رابطہ ہے اس لئے آپ سے ہم نے ابو نصر کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔“..... جیکب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن یہ کیا طریقہ ہے معلومات حاصل کرنے کا۔ میں سفارت خانے کا آدمی ہوں۔ اگر حکومت کو مجھ سے کچھ پوچھنا تھا تو وہ مجھے رازاؤن ملا کر بھی پوچھ سکتی تھی۔“..... ابو عمر نے تلخ اور ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”آپ اچھی طرح جانتے ہیں ابو عمر۔ کہ آپ کے سر پارلیمنٹ کے سربراہ ہیں اور فوجی حکومت کے سربراہ مارشل زاکان سے ان کی ویرہہ مخالفت چل رہی ہے۔ اس لئے حکومت نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ آپ کو وہاں بلا کر آپ سے پوچھ گچھ کی جائے اور آپ کے سفارت خانے میں جا کر آپ سے پوچھ گچھ کا مطلب ہوتا کہ آپ کے سر کو بہر حال اس کی اطلاع مل جاتی اور حکومت یہ بھی نہ چاہتی تھی اس لئے ہمیں یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا ہے۔“..... جیکب نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرا تو طویل عرصے سے ابو نصر سے کوئی رابطہ ہی نہیں ہے۔“ ابو عمر نے جواب دیا۔

”یہ بات ہمیں حتمی طور پر معلوم ہے کہ آپ کا اس سے رابطہ ہے۔ اس لئے انکار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ کو بہر حال یہ سب کچھ بتانا پڑے گا۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ اپنے جسم پر زخم ڈالو اور اپنی ہڈیاں تڑوا کر بتائیں یا ویسے ہی بتا دیں۔“..... مارٹن نے ٹکھٹ خراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”ابو عمر۔ آپ کے حق میں بہتر یہی ہے کہ آپ اپنے بھائی کے بارے میں انہیں سب کچھ بتا دیں کیونکہ میں نے ان سے وعدہ لے لیا ہے کہ آپ کو ہلاک نہیں کیا جائے گا۔ لیکن بہر حال انہوں نے اپنا مشن تو مکمل کرنا ہی ہے۔ اگر آپ نے ضد کر لی تو پھر مجھے مجبوراً اس وعدہ سے پیچھے ہٹنا پڑے گا اور اس بات کو آپ بھی سمجھتے ہوں گے کہ جو لوگ

راڈان سے جہاں آئے ہیں وہ بغیر تفصیلات معلوم کئے واپس تو نہیں جائیں گے۔..... ٹائیگر نے مداخلت کرتے ہوئے ابو عمیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جب مجھے معلوم ہی نہیں ہے تو میں بتاؤں کیا۔ انہیں کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ ابو نصر حکومت کا باغی ہے اور میں حکومت کا ایک ذمے دار عہدے دار ہو کر کیسے ابو نصر سے رابطہ رکھ سکتا ہوں۔“ ابو عمیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر ٹائیگر۔ آپ پلڑے چلے جائیں۔ آپ کو ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ہمارا وعدہ ہے کہ ابو عمیر آپ کو زندہ ہی ملے گا۔ لیکن ہم نے بہر حال معلومات حاصل کر کے ہی جانا ہے۔“..... اس بار جیکب نے کرسی سے اٹھ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیوں ابو عمیر صاحب۔ پھر کیا خیال ہے۔ میں چلا جاؤں۔“ ٹائیگر نے ابو عمیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ لوگ یقین کریں مجھے واقعی کچھ معلوم نہیں ہے۔“..... ابو عمیر نے کہا۔

”اوکے۔ میں جا رہا ہوں۔ لیکن مسٹر مارٹن اور جیکب اور آپ دونوں کے ساتھ ساتھ رائف بھی سن لے کہ میں بہر حال ابو عمیر کو زندہ بھی دیکھنا چاہتا ہوں اور صحیح سلامت بھی۔ ورنہ رائف جانتا ہے کہ میں بے اصولی پر بڑی سے بڑی تنظیم سے بھی ٹکرا جایا کرتا ہوں۔“..... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

”آپ فکر نہ کریں مسٹر ٹائیگر۔ ہم نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کریں گے۔“..... جیکب نے کہا۔

”رائف۔ جب معلومات مل جائیں تو فون کر کے مجھے بلا لینا۔“ ٹائیگر نے رائف سے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار میں بیٹھا ہر کی کالونی کی اس کو بھی سے نکلا اور کار دوڑاتا ہوا سیدھا نیشنل لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اب راڈان کی تازہ ترین صورتحال کے بارے میں دلچسپی سی محسوس ہونے لگی تھی کیونکہ مارٹن اور جیکب نے جو کچھ بتایا تھا وہ اس قدر عجیب تھا کہ اس کے حلق سے نہ اتر رہا تھا کہ ملک میں فوجی حکومت بھی ہو۔ اس کے باوجود پارلیمنٹ بھی موجود ہو اور اس پارلیمنٹ کے سربراہ اور فوجی حکومت کے درمیان جھگڑا بھی ہو۔ اسے معلوم تھا کہ جہاں فوجی حکومت ہو۔ وہاں پارلیمنٹ کی موجودگی کا کوئی تصور نہیں ہو سکتا۔ جبکہ جیکب بیک وقت دونوں کی موجودگی کی بات کر رہا تھا۔ ابو عمیر کی طرف سے اسے کوئی زیادہ فکر نہ تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ رائف اس کی عادت سے واقف ہے اس لئے وہ ان دونوں کو تشدد کی حد کر اس نہ کرنے دے گا۔ بہر حال استاد بھی سمجھتا تھا کہ آسانی سے معلومات حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ تھوڑا بہت تشدد تو کرنا ہی پڑے گا اور اسے یقین تھا کہ ابو عمیر چونکہ سفارت خانے کا آدمی ہے اس لئے وہ معمولی سے تشدد پر ہی زبان کھول دے گا۔ لیکن اب وہ خود راڈان کی صورت حال کو جانتا چاہتا تھا۔ نیشنل لائبریری پہنچ کر اس نے کار پارک کی اور

ٹھیک ہے۔ پچھلے ہفتے ایک نئی کتاب شائع ہو کر آئی ہے۔ اس سے آپ کو وہاں کی صورتحال کا بخوبی علم ہو جائے گا۔..... واصف احمد نے اشاعت میں سر ملاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کو ہاتھ سے بجایا۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان ایک والدہاری سے نکل کر میز کے پاس آگیا۔

”الماری نمبر آٹھ میں سے کتاب ریفرنس نمبر ایک ہزار آٹھ سو آٹھ حال کر ان صاحب کو دے دو اور آپ سیکشن ہال میں چلے جائیں اور اطمینان سے اس کا مطالعہ کر لیں۔“..... واصف احمد نے کہا تو ٹائیگر فن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سیکشن ہال کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں مطالعہ کے لئے خصوصی کورڈ میز پر موجود تھیں۔ ٹائیگر ایک میز پر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد نوجوان نے اسے ایک کتاب لا کر دی تو ٹائیگر نے اسے کھولا۔ وہ واقعی راڈان کی سیاسی پوزیشن پر لکھی گئی کتاب تھی اور اس کی اشاعت کا سال اور مہینہ بھی موجود ہی تھا۔ ٹائیگر نے کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کتاب اس قدر دلچسپ تھی کہ اسے وقت کا احساس ہی نہ رہا جب کتاب ختم ہوئی تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لے کر کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کتاب نے راڈان کے بارے میں واقعی اسے تازہ ترین اور قدرے سنسنی خیز معلومات مہیا کی تھیں اور اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ابو نصر جس کی تلاش میں مارٹن اور جیکب آئے ہوئے ہیں اس کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کے مطابق راڈان میں ستر فیصد

پھر وہ لائبریری میں داخل ہو گیا۔ چونکہ وہ اکثر یہاں آتا رہتا تھا لیکن پہلے جب بھی وہ یہاں آیا تھا تو وہ سائنس سیکشن میں ہی جاتا تھا کیونکہ ایک بار عمران نے اسے سائنس کے بارے میں تازہ ترین مطالعہ نہ کرنے پر وارننگ دی تھی۔ تب سے ٹائیگر نے عادت سی بنائی تھی کہ اسے جب بھی فرصت ملتی تھی وہ لائبریری کے سائنس سیکشن میں بیٹھ کر دنیا بھر میں سائنس پر ہونے والی پیش رفت کے بارے میں مضامین رسائل اور کتابیں پڑھتا تھا۔ لیکن آج اس کا رخ لائبریری کے سیاسی سیکشن کی طرف تھا۔ سیاسی سیکشن کا انچارج ایک اوجیز عمر آدمی تھا جس کی میز پر اس کا نام واصف احمد ایک تختی پر لکھا ہوا واصف نظر آ رہا تھا۔

”جی فرمائیے جناب۔“..... واصف احمد نے ٹائیگر کے میز کے قریب پہنچتے ہی اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”واصف صاحب۔ میں راڈان کی تازہ ترین سیاسی صورت حال کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں۔ آپ اس سلسلے میں میری رہنمائی کیجئے۔“ ٹائیگر نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تازہ ترین سے آپ کا کیا مطلب ہے جناب۔ آج کے اخبارات۔“ یا۔۔ واصف احمد نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

”تازہ ترین سے مطلب ہے کہ موجودہ سیٹ اپ اور اگر وہاں کوئی باغی تحریکیں وغیرہ چل رہی ہوں تو ان کے متعلق تفصیلات۔“ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

حکومت کے خلاف گوریلا وار شروع کر دی۔ ابو نصر اس جماعت کا سربراہ ہے اور راڈان کا سب سے سرگرم باغی لیڈر سمجھا جاتا ہے۔ وہ **موتن** میں اسلام کے عملی نفاذ کا سب سے بڑا داعی بھی ہے۔ حکومت پر **تاجیں** فوجی حکمران بھی مسلمان ہی ہیں لیکن ہوس اقتدار کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے خلاف کام کر رہے ہیں اور اسلامی نظام کے عملی نفاذ کو وہ رجحان پسند تحریک کا نام دیتے ہیں۔ اس کتاب کے مطابق درپردہ وہ یہودیوں اور اکیڑہائیں **مہجنوں** کی حمایت سے کام کر رہے ہیں **لہذا** اسلامی تحریکوں کے خلاف وہاں یہودی **مہجنوں** سے بھی خفیہ طور پر کام لیا جا رہا ہے۔ ٹائیگر جب لائبریری سے باہر آیا تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مارٹن اور جیکب دونوں کو ختم کر دے گا کیونکہ اب وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو ابو نصر کا پتہ چل سکے۔ چنانچہ وہ کار دوڑاتا سیدھا برکی کالونی کی اس کوٹھی کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ ابو عمر رائف مارٹن اور جیکب کو چھوڑ آیا تھا۔ جب وہ کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ گیٹ کھلا ہوا تھا اور اندر پورچ میں جہاں پہلے دو **گھڑیں** موجود تھیں اب ایک کار کھڑی نظر آ رہی تھی۔ ٹائیگر کار اندر پورچ میں لے گیا۔ اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر دوڑتا ہوا اس تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا جہاں یہ سب لوگ موجود تھے لیکن تہہ خانے میں پہنچتے ہی وہ بے اختیار حیرت کی شدت سے بت سا بن گیا۔ کیونکہ گھرے میں رائف اور ابو عمیر کی لاشیں پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں **پھر** کے سینے میں گولی ماری گئی تھی جبکہ ابو عمیر کا جسم اس حالت

مسلمان آبادی تھی۔ وہاں گزشتہ کچھ عرصے سے اسلام کے عملی نفاذ کے لئے کام ہو رہا تھا لیکن حکومت پر قابض فوجی حکمران اس کے مخالف تھے کیونکہ اس طرح ان کی حکومت ختم ہو سکتی تھی لیکن بین الاقوامی دباؤ کی وجہ سے انہوں نے ملک میں انتخابات کرائے تو اسلامی نظام کے حامیوں نے پارلیمنٹ کی ستر فیصد سے زائد نشستیں حاصل کر لیں۔ جس پر انتخابات کو کینسل کر دیا گیا اور ایک اور انتخابات کا ڈھونگ رچایا گیا جس کی اسلامی نظام کی داعی جماعتوں نے شدید مخالفت کی سچا نچہ فوجی حکومت نے ان پر پابندی لگا دی۔ اس طرح ملک میں آگ بھڑک اٹھی۔ شدید احتجاج ہوا جسے حکومت نے انتہائی سختی اور قلم سے کچلنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں یہ جماعتیں تحریکوں کی صورت اختیار کر گئیں اور انہوں نے زیر زمین سرگرمیاں اور گوریلا وار شروع کر دی۔ عوام کی اکثریت بھی حکومت کی بجائے ان تنظیموں کی درپردہ حمایت کرتے رہتے ہیں لیکن حکومت کے جبر کی وجہ سے وہ کھل کر سامنے نہیں آ سکتے۔ کتاب میں اسے گابالا تنظیم کا حوالہ بھی مل گیا تھا جس کا سربراہ واقعی ابو نصر تھا جو راڈان کا سب سے بڑا باغی لیڈر سمجھا جاتا تھا۔ حکومت کے **مہجنوں** نے گابالا تنظیم کے خلاف انتہائی شدت سے کارروائی کی جس کے نتیجے میں گابالا تنظیم نے راڈان کے جنوبی علاقوں میں جہاں افریقی قبائلی نظام ابھی تک موجود ہے اور جو سارا علاقہ پہاڑی جنگلات اور انتہائی خوفناک دلدلوں سے پر ہے وہاں گابالا نے خفیہ ہیڈ کوارٹر بنایا اور اس کے کارکنوں نے فوجی

وہاں سے یہ بات کنفرم ہو گئی کہ دس منٹ پہلے چارٹرڈ جہاز وہاں لینڈ کر چکا ہے اور دونوں مسافر ایئر پورٹ سے باہر جا چکے ہیں۔ ظاہر ہے اب ان کے پیچھے جانا فصول تھا۔ اس لئے ٹائیگر کے پاس سوائے خون کے گھونٹ پی کر واپس جانے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کار میں بیٹھتے ہوئے اچانک اسے ایک خیال آیا کہ جب یہ دونوں پاکیشیا آئے ہوں گے تو ان کے پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات کا اندراج ایئر پورٹ پر کیا گیا ہوگا۔ اس طرح ان کا راڈان میں تہہ چلایا جاسکتا ہے۔ جتنا پیچھے ٹائیگر نے کار کا رخ انٹرنیشنل ایئر پورٹ کی طرف موڑ دیا۔ وہاں واقعی کمیونٹر میں ان کے بارے میں تفصیلات موجود تھیں۔ راڈان کے دارالحکومت سرائے کے پتے درج تھے۔ پاسپورٹوں کے لحاظ سے وہ دونوں سیاح تھے۔ ٹائیگر نے تفصیلات نوٹ کیں اور پھر وہ واپس اپنے ہوٹل کی طرف چل پڑا۔ اب وہ اپنا یہ میک اپ ختم کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس میک اپ میں وہ راڈان کے سفارت خانے گیا تھا اور اب جبکہ ابو عمیر کی لاش دستیاب ہو گئی تو ظاہر ہے اسے تلاش کیا جاسکتا تھا اس لئے وہ جلد از جلد اس میک اپ سے پیچھا چھوڑنا چاہتا تھا۔ گو اس کے دل میں مارٹن اور جیکب دونوں کے لئے بے پناہ غصہ موجود تھا لیکن وہ بے بس تھا۔ ظاہر ہے وہ ان کے خلاف کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے یہی منامب سمجھا کہ اس سارے دن کو ہی ذہن سے جھٹک دے۔

میں تھا کہ اسے دیکھتے ہی ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ اس پر انتہائی وحشیانہ اور غیر انسانی انداز میں تشدد کیا گیا ہے لیکن اس کے سینے میں بھی گولی کا زخم موجود تھا۔ اس کی لاش اسی طرح کرسی پر بندھی ہوئی موجود تھی۔
 ”اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ مارٹن اور جیکب نے بے اصولی کی ہے۔ رالف نے یقیناً انہیں روکنے کی کوشش کی ہوگی جس پر انہوں نے رالف کو بھی گولی مار دی۔ میں انہیں کچا جھاڑوں گا۔ ٹائیگر نے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر بھاگتا ہوا وہ اوپر پورچ میں آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی ہوٹل شان کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ دونوں ہوٹل شان میں ہی ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لیکن ہوٹل شان پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ وہ دونوں تقریباً ایک گھنٹہ پہلے آئے تھے پھر اپنا سامان لے کر کمرہ چھوڑ چلے گئے ہیں۔ تھوڑی سی مزید انکوائری پر اسے معلوم ہوا کہ وہ دونوں چارٹرڈ طیارے پر جانے کی بات کر رہے تھے۔ جتنا پیچھے وہ کار میں بیٹھ کر اس ہوائی اڈے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں سے چارٹرڈ طیارے پرواز کرتے تھے لیکن وہاں جا کر اسے شدید مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مارٹن اور جیکب ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے تقریباً نصف گھنٹہ قبل ہمسایہ ملک کافرستان گئے ہیں اور اب تک وہاں پہنچ بھی چکے ہوں گے۔ پھر بھی ٹائیگر نے اپنی تسلی کے لئے کمپنی کے ذریعے فون کر کے کافرستان کے ایئر پورٹ سے اس جہاز کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور

”جہاری طرح کوئی نہ کوئی بہانہ میں بھی بنالیتا۔ لیکن تم اصل بات بتاؤ۔ کیا میرے اس قدر قیمتی سوٹ کے باوجود وہاں تمہیں کسی نے گھاس نہیں ڈالی تھی؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اصل میں وہاں جا کر جب میں نے ڈنر کا مینو چیک کیا تو میں بور ہو گیا۔ ایسے فضول سے کھانے تھے کہ بس میرا دل اکٹا گیا اور میں واپس چلا آیا۔ آپ کے لئے چائے لے آؤں“..... سلیمان نے کہا۔

”چائے بھی پی لوں گا۔ لیکن اب سچ بتا دو کہ میرا سوٹ بہن کر تم گئے کہاں تھے اور دیکھو۔ جہیں معلوم ہے کہ مجھے سچ اور جھوٹ میں فرق معلوم ہو جاتا ہے؟“..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں برد کھاوے کے لئے گیا تھا“..... سلیمان نے قدرے شرمیلے سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”برد کھاوے کے لئے۔ اوہ۔ اوہ۔ مبارک ہو۔ کہاں ہاتھ مارا ہے کون ہے وہ عقل کا اندھا جو صرف سوٹ دیکھ کر ہی تمہیں اپنی بیٹی دینے پر آمادہ ہو گیا؟“..... عمران نے بڑی دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

”کاش وہ عقل کا اندھا ہوتا۔ لیکن وہ عقل کا اندھا نہ تھا بلکہ اس کی عقل کی تین آنکھیں تھیں اس لئے اس نے مجھے مسترد کر دیا۔ کاش میں آپ کا سوٹ بہن کر نہ گیا ہوتا تو اس وقت شادی کا رڈ چھینے کا آرڈر دے رہا ہوتا“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو؟“..... عمران نے اس بار واقعی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران نے ہسپتال سے فارغ ہو کر اماں بی کو واپس کوٹھی چھوڑا اور کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ ان سے اجازت لے کر واپس فلیٹ پر پہنچ گیا۔ دروازہ سلیمان نے ہی کھولا تھا۔ وہ اس وقت عام سے لباس میں تھا۔

”اے۔۔۔ مجھے تو پوچھنے کا خیال ہی نہ رہا تھا کہ تم تو سوٹ بہن کر اور بن سنور کر ڈنر میں شرکت کے لئے گئے تھے۔ پھر واپس کیسے فلیٹ میں پہنچ گئے؟“..... عمران نے سنگت روم میں پہنچتے ہی سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اگر میں نہ پہنچ چکا ہوتا اور بڑی بیگم صاحبہ آ جاتیں اور انہیں دروازے پر تالا لگا ہوا ملتا تو آپ خود ہی مجھ سکتے ہیں کہ آپ کا کیا حشر ہوتا۔ میں تو بہر حال بہانہ لگا سکتا تھا کہ میں ضروری خریداری کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

بتایا ہوتا۔ میں ایک ہزار ایک لڑکیاں منگوا کر تمہارے سلسلے میں
کر دیتا۔ خواہ مخواہ میرا قیمتی سوٹ پہن کر تم نے خراب کیا۔ عمران
نے غصیلے لہجے سے کہا۔

"میں نے ایک بری لڑکیوں کا اچار تو نہیں ڈالتا۔ میرے وہ کس کام
کی ہیں؟"..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیوں گئے تھے برد کھاوے کے لئے؟"..... عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ہیں تو پاکیشیائی۔ لیکن رہتے ایکری میا میں ہیں اور انہوں نے اخبار
میں اشتہار دیا تھا کہ وہ شادی کر کے دوہا کو ایکری میا لے جائیں گے
جہاں اس لڑکی کا ذاتی ہوٹل ہے"..... سلیمان نے جواب دیا۔

"تو کیا تم ایکری میا جانا چاہتے ہو۔ اس کے لئے شادی کا دور سر
لینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہیں کل ہی ایکری میا بھجوا سکتا ہوں۔
شرط یہ ہے کہ تم مجھے پہلے لکھ کر دو کہ تم نے اپنی سابقہ تمام تنخواہیں
اور نوٹس اور نوٹس وغیرہ سب وصول کر لئے ہیں اور تمہارا اور میرا
حساب بے باقی ہو چکا ہے"..... عمران نے بڑے شاطرانہ لہجے میں
کہا۔

"مجھے ایکری میا جانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ وہ بھی کوئی ملک
ہے"..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے تو پھر کیوں گئے تھے اس لڑکی سے شادی کرنے؟"..... عمران
نے حقیقت میں زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں صاحب اور مجھ سے بنیادی غلطی یہی ہوئی کہ
میں آپ کا سوٹ پہن کر وہاں چلا گیا اور وہ سب سوٹ دیکھتے ہی بری
طرح بگڑ گئے کہ یہ کیا اولڈ فیشن۔ بوڑھوں والا سوٹ پہن کر آگئے ہو۔
ہماری بیٹی تو نوجوان ہے یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ اس کی شادی
ایک اولڈ فیشن سوٹ پہننے والے سے کیسے ہو سکتی ہے۔ میں نے
انہیں لاکھ سمجھانے کی کوشش کی کہ میں نے ایک بوڑھے ورنزی پر
اس کی بیروڑگاری پر رحم کھا کر اس سے سوٹ سلا لیا تھا ورنہ میرے
پاس تو جدید ترین فیشن کے سوٹوں کی کئی الماریاں بھری ہوئی ہیں
لیکن جناب۔ انہوں نے ایک نہ سنی اور مجبوراً مجھے بے نیل و مرام
واپس آنا پڑا"..... سلیمان نے جواب دیا۔

"یہ اولڈ فیشن سوٹ تھا۔ کون کہتا ہے۔ یہ تو اتہائی جدید فیشن کا
سوٹ تھا"..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جہاں پاکیشیا کے لئے واقعی یہ جدید فیشن ہے مگر"..... سلیمان
نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
"تو کیا تم برد کھاوے کے لئے ایکری میا گئے تھے"..... عمران نے
غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں ایکری میا نہیں گیا تھا۔ ایکری میا والے جہاں برد کھاوے کے
لئے آئے ہوئے تھے اور ایکری میا کے لئے یہ اولڈ فیشن ہو چکا ہے۔ بہت
اولڈ"..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم کسی ایکری میا لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ تم نے مجھے پہلے

”اشتہار میں لکھا ہوا تھا کہ اس لڑکی کا ذاتی ہوٹل ہے اور استا مجھے بھی معلوم ہے کہ وہاں ایک ریسیا میں ملازم وغیرہ نہیں ہوا کرتے اور استا بڑا ہوٹل بھی نہیں ہوگا ورنہ انہیں کیا ضرورت تھی کہ وہاں سے یہاں پاکیشیا آکر اخبار میں اشتہار دینے اور شادی کرنے کی۔ ظاہر ہے کہیں کسی سائیڈ روڈ پر کوئی چھوٹا سا ہوٹل ہوگا اس لئے یقیناً وہ لڑکی ہی اس ہوٹل میں کھانے پکاتی ہوگی۔ میں نے سوچا کہ چلو اس سے وہاں کے مقامی کھانوں کے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جائیں گی لیکن میرج بیورو میں اس کے خرائٹ باپ نے لڑکی سے ملانے سے ہی صاف انکار کر دیا کہ میرا سوٹ اولڈ فیشن ہے اس لئے مجبوراً واپس چلا آیا“..... سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم تو مجھے کہہ رہے تھے کہ لڑکی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”یہ اس کے باپ نے کہا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم۔ میں اس لڑکی سے ملتا تو پتہ چلتا“..... سلیمان نے کہا۔

”کتنے پیسے لئے تھے اس میرج بیورو والوں نے تم سے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ایک ہزار روپے رجسٹریشن فیس مانگ رہے تھے۔ انہوں نے شاید مجھے احمق سمجھ رکھا تھا۔ میں نے کہا کہ جب تک لڑکی سے نہیں ملوؤ گے ایک پیسہ بھی نہیں دوں گا“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”کیا نام ہے اس میرج بیورو کا۔ اس کا فون نمبر بھی بتا دو“۔ عمران

نے کہا۔

”کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“..... سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

”ضروری تو نہیں کہ میں بھی وہی اولڈ فیشن سوٹ پہن کر وہاں جاؤں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ضرور جائیں۔ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ میں ذرا بڑی بیگم صاحبہ کو فون کر لوں تاکہ وہ بھی بڑے صاحب کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں۔ آغراں کے اکلوتے بیٹے کی خوشی ہے“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور میز پر پڑے ہوئے فون سیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

”ارے ارے۔ بس۔ بس ٹھیک ہے۔ میں نہیں جاؤں گا بلکہ میری طرف سے اجازت ہے تم میرا جو سوٹ چاہو۔ بہن کر چلے جانا۔ میری طرف سے پوری اجازت ہے“..... عمران نے بے اختیار ہوا کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”فیس بھی آپ کو دینی پڑے گی“..... سلیمان اب باقاعدہ شرائط منوانے پر اتر آیا۔

”بالکل دوں گا لیکن بس اماں بی کو فون نہ کرنا۔ ورنہ میرج بیورو کی بجائے مجھے کفن دفن کرنے والوں کی خدمات حاصل کرنی پڑ جائیں گی“..... عمران نے کہا تو سلیمان اس طرح مسکراتا ہوا فاتحانہ انداز میں کمرے سے نکل گیا جیسے ہفت اقلیم فتح کر کے جا رہا ہو۔

”تورا بلکہ مسلمان گھما ہے یہ تو۔ اب اس کا کوئی نہ کوئی علاج

کرنا ہی پڑے گا۔..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس علاج کے بارے میں مزید کچھ سوچتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"اگر آپ میرج بیورو سے بول رہے ہیں تو سوری۔ میرے پاس بھی اولڈ فیشن سوٹ ہی ہے۔..... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔ اس نے جان بوجھ کر میرج بیورو کا حوالہ دے دیا تھا۔

"تمہیں میرج بیورو کی خدمات حاصل کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔..... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"جب پیر و مرشد اپنے مرید کی طرف توجہ کرنی چھوڑ دیں تو بچارے مرید کو میرج بیورو کا ہی رخ کرنا پڑتا ہے۔..... عمران نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے کرنل فریدی کے بے اختیار ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"تم نے زبردستی مجھے پیر و مرشد کا خطاب دے رکھا ہے۔ وہ تو بڑے عظیم لوگ ہوتے ہیں۔ میں تو دنیا دار سا آدمی ہوں۔..... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر آپ کا نام بھی رجسٹرڈ کرا دوں میرج بیورو والوں کے پاس۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ایک شرط ہے کہ اگر اس میرج بیورو کی مالکہ پاکیشیا سیکرٹ

سروس کی ڈپٹی چیف ہو۔..... کرنل فریدی نے مزید کہا۔ سنائی دی۔

"اچھا تو اب پیر و مرشد کا یہی کام رہ گیا ہے کہ اپنے پیاروں کے مال پر بھی نظر رکھیں۔..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے کسی کا نام تو نہیں لیا۔ تم کیوں ناراض ہو گئے ہو۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ پہلے ایک رقیب صاحب قابو میں نہیں آ رہے۔ وہ ہو گئے تو پھر بچارہ ان دو کے درمیان ہی حلال ہو جائے گا۔ اس لئے جناب میری توجہ۔ آپ کا نام اس میرج بیورو میں کسی لحاظ سے بھی رجسٹرڈ نہیں ہو سکتا۔..... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری مرضی۔ آخر بھی تم نے خود ہی کی تھی۔..... کرنل فریدی بھی شاید لطف لے رہا تھا۔

"بچارے سادہ لوح مرید کو اب کیا معلوم تھا کہ آج کل کے پیر بھی ایسے ہو سکتے ہیں۔ بہر حال سنیائے اسلامی سکورٹی کا چیف بننے کے بعد کوئی کیس بھی ہاتھ آیا ہے یا راوی بس چین چین لکھ رہا ہے۔۔۔ عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو کئی کیس نمٹائے ہیں۔ خاصی مصروفیت رہی ہے۔ اس لئے تم سے رابطہ بھی نہ ہو سکا تھا۔ اب بھی شاید نہ ہوتا لیکن مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ فون کرنا پڑا۔..... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

ختم کر دیا جائے تو ان کے خلاف تمام تحریکیں دم توڑ دیں گی۔ اسلامی
کو نسل چونکہ کسی بھی مسلم ملک کے اندرونی معاملات میں دخل
نہیں دے سکتی۔ اس لئے وہ صرف تشویش کا اظہار کر سکتی ہے لیکن وہ
پروہ وہ ان تحریکوں کو ضروری امداد مہیا کرتی رہتی ہے۔ یہ پس منظر
میں نے تمہیں اس لئے بتایا ہے تاکہ تم اصل مسئلے کو اچھی طرح سمجھ
سکو۔ اسلامی کو نسل کو خفیہ طور پر یہ اطلاع ملی ہے کہ حکومت نے
ولڈان کی ایک مجرم تنظیم ڈانگولا کی خدمات ابو نصر کو ہلاک کرنے کے
لئے حاصل کی ہیں کیونکہ عوام میں بغاوت کے خوف کی وجہ سے وہ
کھل کر ابو نصر کے خلاف اس قدر سخت کارروائی نہیں کر سکتی۔ ڈانگولا
نامی یہ تنظیم بہت طاقتور اور مؤثر بتائی جاتی ہے لیکن وہ بھی باوجود
کوشش کے ابو نصر کو ٹریس نہ کر سکی لیکن انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے
مگر پاکیشیا میں ابو نصر کا ایک رشتہ دار سفارت خانے میں فرسٹ
سیکرٹری ہے۔ اس کا نام ابو عمیر ہے اور ابو عمیر اور ابو نصر کے درمیان
وابطہ موجود ہے اور ابو عمیر کو معلوم ہے کہ ابو نصر کہاں چھپا ہوا ہے۔
بتانچہ یہ تنظیم ابو عمیر سے ابو نصر کے بارے میں معلومات حاصل
لرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ان معلومات کے بعد اسلامی کو نسل
نے فوری طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ابو عمیر تک ان لوگوں کو پہنچنے ہی
نہ دیا جائے تاکہ وہ لوگ اس سے ابو نصر کے بارے میں کوئی معلومات
حاصل نہ کر سکیں۔ پاکیشیا میں یہ کام اسلامی سیکورٹی کے ذمے لگایا گیا
تھیں نے فوراً حامی بحری اور اسی لئے تمہیں فون کیا ہے کہ کیا تم یہ

کسی اطلاع..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

تمہیں معلوم ہے کہ راڈان ایک اسلامی ملک ہے۔ لیکن آج کل
وہاں اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے خاصی الجھ پائی جا رہی ہے۔
فوجی حکمران جنہیں یہودی اور ایکری می ہینشنز اور سرپرستوں کی درپردہ
حمایت حاصل ہے۔ اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے وہ سخت خلاف ہیں۔
ان کے بقول وہ ملک کو رجعت پسندوں کے حوالے نہیں کرنا چاہتے۔
لیکن سب جانتے ہیں کہ جنہیں وہ رجعت پسند کہتے ہیں وہ لوگ رجعت
پسند ہرگز نہیں ہیں بلکہ مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کے حامی ہیں جبکہ
فوجی حکمران وہاں ڈکٹیٹر شپ اور غیر اسلامی معاشرہ قائم رکھنا چاہتے
ہیں۔ چنانچہ ان جماعتوں کو باغی قرار دے دیا گیا ہے جو اس کے لئے
جدوجہد کر رہی ہیں۔ ان میں ایک تنظیم ہے جو فعال ہے اس تنظیم کا
نام گا بالا ہے چونکہ حکومت نے اس تنظیم کے ارکان کو چن چن کر
ہلاک کرنا شروع کر دیا تھا اس لئے یہ تنظیم زیر زمین چلی گئی ہے۔ اس
تنظیم کا سربراہ ایک شخص ابو نصر ہے۔ ابو نصر کو اسلامی نظام کے نفاذ
کی علامت سمجھا جاتا ہے اور راڈان کے عوام اس سے بے پناہ عقیدت
رکھتے ہیں۔ وہ راڈان کے عام مسلمانوں کے نزدیک قومی ہیرو کا درجہ
رکھتا ہے اور سیاسی طور پر بھی اس کی جماعت نے پہلے ہونے والے
انتخابات میں سب سے زیادہ نشستیں جیت لی تھیں لیکن ان انتخابات
کو کینسل کر دیا گیا۔ حکومت ابو نصر کو سب سے بڑا باغی لیڈر سمجھتی
ہے اور اس کا خیال ہے کہ اگر ابو نصر کو ہلاک کر لیا جائے تو اس کی جماعت کو

”میں باس..... دوسری طرف سے رسیور اٹھاتے ہی ٹائیگر نے

”اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے ایکسٹو کے خزانے کی۔ خدا حافظ..... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی ہینڈ ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار ہنستے ہوئے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ کرسی سے اٹھ کر وہ عقبی دیوار میں نصب الماری کے دروازے پر ہاتھ رکھا۔ وہاں سے ایک لمبا ٹکڑا نکل کر اس کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے کامیابی کے

ایئر پورٹ تک جانے اور پھر وہاں سے واپس اپنے ہوٹل آنے تک کی پوری تفصیلات بتادیں۔

”میں اپنا میک اپ صاف کرنے کے لئے ہوٹل آیا تھا کہ آپ کی کال آگئی۔ ویسے باس۔ میں سخت شرمندہ ہوں۔ آپ یقین کریں کہ ان لوگوں کی اس حرکت پر میرے دل میں اب بھی شدید غصہ موجود ہے۔ لیکن ان کے اس طرح نکل جانے کی وجہ سے میں بے بس ہو گیا ہوں۔“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دری بیڈ۔ جب سفارت خانے کا مسند درمیان میں آیا تھا تو ہمیں تجھے اطلاع کرنی چاہئے تھی۔“ عمران کے لہجے میں غصہ تھا۔

”مجھے افسوس ہے باس کہ تجھے اس کا خیال نہیں آیا۔ میں نے ویسے ہی ابو عمیر کو ہلاک ہونے سے بچانے کی کوشش کی تھی اور تجھے رالف پر اعتماد تھا لیکن ان لوگوں نے رالف کو بھی ہلاک کر دیا۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ تو بہت بری خبر ہے۔ اب تک تو ان دونوں نے ابو عمیر سے ملنے والی معلومات رازدان میں اپنے ساتھیوں تک فون یا ٹرانسمیٹر پہنچا بھی دی ہوں گی اور ابو عمیر کی ہلاکت کی وجہ سے یہ بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ انہیں کیا معلومات ملی ہیں۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”باس۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک درخواست کروں۔“ ٹائیگر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

کہا۔

”جہارے ڈے ایک اہم کام لگانا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم پوری ذمہ داری سے اسے سرانجام دو گے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ییس باس۔“ ٹائیگر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”راڈانی سفارت خانے میں ابو عمیر نام کا ایک فرسٹ سیکرٹری ہے اس سے رازدان کی ایک مجرم تنظیم کے افراد اس کے رشتہ دار اور رازدان کے اہم قومی لیڈر ابو نصر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تم نے ابو عمیر کی اس طرح نگرانی کرنی ہے کہ یہ لوگ اس تک پہنچ سکیں کہ کامیاب نہ ہو سکیں۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن باس۔ یہ کام تو ہو بھی چکا ہے۔“ ٹائیگر نے مدہم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”ہو بھی چکا ہے۔ کیا مطلب۔“ عمران کے لہجے میں یقینی حیرت تھی۔

”باس۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔ لیکن مجھے یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ اس کام میں آپ کو بھی دلچسپی ہو سکتی ہے۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”جہاری وجہ سے ہوا ہے۔ کیا مطلب۔ جہار رازدانی سفارت خانے سے کیا تعلق۔“ عمران نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اسے رالف کی کال سے بے کر چارٹرڈ کمپنی کے خصوص

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ کرنل فریدی صاحب جہاں بھی ہوں ان سے میری بات کرائیں۔“ عمران نے کہا۔
 ”یس سر۔ بات کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو۔ فریدی بول رہا ہوں۔ خیریت۔“ چند لمحوں بعد ہی کرنل فریدی کی آواز سنائی دی اور عمران نے اسے ٹائیگر کی طرف سے ملنے والی رپورٹ مختصر طور پر بتادی۔

”اوہ۔ دیری بیڈ۔ یہ تو سارا معاملہ ہی ختم ہو گیا اور اب تک تو ابو نصر کو گھیرا بھی جا چکا ہوگا۔“ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے تعویض بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ابو نصر کو فوری طور پر ہلاک نہ کیا جائے گا بلکہ پہلے اسے گرفتار کیا جائے گا اور پھر اس سے اس کی تنظیم اور اس کے پیچھے کو اڑنے کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں گی پھر اسے ہلاک کیا جائے گا اور اس کام میں بہر حال وقت لگے گا۔ اس لئے اگر ہم فوری طور پر ابو نصر کو برآمد کرنے کا کام شروع کر دیں تو شاید ہم اسے اب بھی بچانے میں کامیاب ہو جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”جہاں بات درست ہے۔ کچھ نہ کچھ وقت بہر حال لگے گا اور ہو سکتا ہے کہ جو معلومات ابو عمیر سے انہیں ملی ہوں اس پر عمل کرنے میں بھی وقت لگ جائے۔ اب ابو نصر کسی سڑک کے کنارے ہوٹل میں تو نہ بیٹھا ہوا ہوگا۔ ٹھیک ہے۔ میں اس پر کام شروع کر دیتا ہوں۔“ ہاشم نے کہا۔
 ”ہاشم شکریہ کہ تم نے فوری اطلاع کر دی ہے۔“ کرنل فریدی

”کیسی درخواست۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو میں فوری طور پر رڈان چلا جاؤں۔ میں کوشش کروں گا کہ وہاں جا کر ابو نصر کا ضرور کھوج لگاؤں اور اگر اس مجرم تنظیم نے اسے گرفتار کر لیا ہو تو اسے ان کی گرفت سے چھڑالوں اس طرح شاید میں اپنی غلطی کا کفارہ ادا کر سکوں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ یہ جہارے بس کا کام نہیں ہے۔ تم نے شاید یہ بات یہ سوچ کر کہی ہے کہ مارٹن اور جیکب کا تعلق مجرم تنظیم سے ہے اور تم اس تنظیم کی وجہ سے آگے بڑھ سکو گے۔ لیکن یہ انتہائی اہم ترین معاملہ ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ ابو نصر کو فوری طور پر ہلاک نہ کریں گے وہ اس سے اس کی پوری تنظیم کے بارے میں پہلے معلومات حاصل کریں گے اور اس کام میں انہیں کچھ وقت لگ سکتا ہے۔ لیکن جب تک تم ابو نصر تک پہنچو گے تب تک وہ لوگ اسے ہلاک کر چکے ہوں گے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ کوشش کر لینے میں کیا عرج ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔
 ”تم ابھی ہوٹل میں ہی رہو۔ میں اس معاملے پر خود کر کے پھر تم سے بات کروں گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ کرنل فریدی کو کال کر رہا تھا۔
 ”یس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

انداز میں بات کرتا تھا جیسے عمران ایکسٹو کے تحت کام کرتا ہو تاکہ

عمران کا یہ سیٹ اپ لیک آؤٹ نہ ہو جائے۔

"میں جوزف۔ جو انا اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر جاسکتا ہوں۔ ویسے میں ایکسٹو سے بات کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ٹیم بھیجنے پر رضامند ہو جائے۔ وہ بھی بڑا کھرا اور سچا مسلمان ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم ایسا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ میں اپنے طور پر کام کرتا ہوں۔ تم اپنے طور پر کام کرو۔ جہاں تک معلومات کا تعلق ہے تو مجھے صرف اتنی معلومات حاصل ہیں کہ اس مجرم تنظیم جس کے آدمیوں نے پاکیشیا میں کام کیا ہے اس کا نام ڈانگولا ہے اور اس کے چیف باس کا نام بھی ڈانگولا ہی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت سرائے میں ایک ہوٹل پائن ٹری میں قائم ہے اور ابو نصر کی تنظیم کا نام گابالا ہے۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تو کسی کو علم نہیں ہے البتہ اس تنظیم کا اہم رکن سرائے میں خیرام روڈ پر واقع ایک بیکری جس کا نام راڈان بیکری ہے کا مالک عبداللہ ہے۔ میں اس عبداللہ کے ذریعے ابو نصر تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"..... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن کیا ابو نصر آپ کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو بھی حکومت کا ایجنٹ ہی سمجھے۔"..... عمران نے کہا۔

"وہ مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ ایک بار میری اس سے ملاقات بھی

نے جواب دیا۔

"یہ غلطی چونکہ میرے آدمی سے ہوئی ہے اس لئے اس کا کفارہ بھی مجھے ہی ادا کرنا ہو گا۔ آپ ویسے بھی اسلامی سیکورٹی کے چیف ہیں اور آپ وہاں سرکاری طور پر تو مداخلت کر ہی نہیں سکتے۔ جبکہ میں وہاں آسانی سے کام کر سکتا ہوں۔ آپ صرف استا کریں کہ اس ابو نصر کے بارے میں آپ کے پاس جو معلومات ہوں آپ وہ مجھے بتا دیں۔" عمران نے کہا۔

"بمبشیت سیکورٹی چیف تو میں واقعی وہاں نہیں جاسکتا۔ کیونکہ راڈان اسلامی ملک ہے اور بظاہر یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے اور ابو نصر کو سرکاری طور پر باغی اور دہشت گرد قرار دیا جا چکا ہے۔ میں عام حیثیت سے کام کروں گا۔"..... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اس انداز میں کام کرنا چاہتے ہیں تو ظاہر ہے میں اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اپنے طور پر کام کروں۔ ویسے بھی آج کل میرے پاس کوئی کام نہیں ہے۔"..... عمران نے جواب دیا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مقصد تو ابو نصر کو بچانا ہے۔ لیکن کیا تم ٹیم ساتھ لے کر جاؤ گے۔ کیا جہاز چیف ایکسٹو اس کی اجازت دے گا۔"..... کرنل فریدی نے کہا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران ہی اصل حقیقت میں ایکسٹو ہے لیکن وہ ہمیشہ عمران سے اس

زیر کرنے کہا۔

"ہاں۔ ایک اہم اور فوری مسئلہ سامنے آیا ہے۔ دروازے وہ ڈائری نکال کر مجھے دو جس میں پتے وغیرہ درج ہیں۔" عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیر نے میز کی دوسری دراز کھولی اور پھر ایک سرخ جلد والی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اسے کھولا اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ کافی دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے بند کر کے میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے آفس پی اے کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ۔" عمران نے اہتیائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ییس سر۔" دوسری طرف سے بھی اسی طرح مودبانہ اور سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں سر سلطان۔ راڈان کے بارے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ خیریت۔ تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو۔" سر سلطان کے لہجے میں بے حد تشویش تھی۔

ہو چکی ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب اس کی پارٹی نے انتخابات میں سب سے زیادہ نشستیں حاصل کی تھیں۔ میں ان دنوں ایک کام سے دہلیں راڈان میں ہی تھا۔ میں نے اس سے ملاقات کی تھی۔ پھر مجھے یہ سن کر بے حد حیرت ہوئی تھی کہ وہ مجھے پہلے سے جانتا ہے۔ اصل میں وہ راڈان کی ملٹری انٹیلی جنس میں کافی عرصہ تک کام کرتا رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ جہارے بارے میں بھی جانتا ہوگا۔" کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اس عبداللہ والی لائن پر کام کریں۔ میں اس ڈانگولا والی لائن پر کام کروں گا۔" عمران نے کہا۔

"کسی مخصوص لائن کے چکر میں مت پڑو۔ جس طرح بھی ہو سکے۔ ہمیں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ دسپے میری فریکوئنسی کا ہمیں علم ہے اس لئے تم وہاں مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو اور میں بھی اگر ضرورت کچھوں گا تو تم سے رابطہ کر لوں گا۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ۔" عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ چند لمحوں پہنچا سوچتا رہا۔ پھر وہ کرسی سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ آپریشن روم میں بلیک زیر موجود تھا جو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ سلام دعا کے بعد عمران کرسی پر بیٹھ گیا تو بلیک زیر بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"خیریت۔ آپ کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہے ہیں۔" بلیک

"میں دراصل یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر حکومت کو ان تنظیموں سے ہمدردی ہے تو پھر ان تنظیموں کے بارے میں حکومت کے پاس کچھ معلومات ہوں گی یا ان سے کوئی رابطہ وغیرہ ہوگا۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ حکومت کا ان تنظیموں سے کوئی براہ راست رابطہ نہیں ہے اور نہ ہمیں ایسے رابطے رکھنے کی کبھی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔"..... سر سلطان نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سرکاری طور پر وہاں ان تنظیموں کی حمایت میں کوئی کام نہیں کر سکتا۔"..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سرکاری طور پر تو ایسا کرنا حکومت کی پالیسی کے خلاف ہی ہوگا۔"..... سر سلطان نے واضح طور پر جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ پھر غیر سرکاری طور پر ہی کام کیا جاسکتا ہے۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم اس ابو نصر کو اور اس کی تنظیم کو حکومت سے بچانا چاہتے ہو۔ یہی مقصد ہے ناں تمہارا۔ لیکن کیوں۔ یہ تو واقعی ان کا اندرونی معاملہ ہے۔"..... سر سلطان نے کہا۔

"میں ذاتی طور پر ڈکٹیٹر شپ کے خلاف ہوں اور بحیثیت مسلمان مجھے ان تنظیموں سے دلچسپی ہے اور تیسری بات یہ کہ میرے آدمی کی غلطی سے ابو نصر اور اس کی تنظیم کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں اور آخری

"مسئلہ ہی ایسا ہے۔"..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کرنل فریدی کی کال۔ ٹائیگر سے ہونے والی گفتگو اور پھر کرنل فریدی سے ہونے والی گفتگو کی خاص خاص باتیں دہرا دیں۔
"اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کا اس طرح قتل تو ہمارے لئے خاصا پریشان کن مسئلہ بن جائے گا۔" سر سلطان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تو بہر حال آپ سرکاری طور پر نمٹا ہی لیں گے۔ میں صرف یہ جانتا چاہتا تھا کہ راڈان کے بارے میں پاکیشیا کی سرکاری پالیسی کیا ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"سرکاری پالیسی سے جہاری کیا مراد ہے۔"..... سر سلطان نے وضاحت طلب کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ حکومت پاکیشیا۔ راڈان کی فوجی حکومت کے ساتھ ہے یا ان تنظیموں کے ساتھ جو ان کے خلاف کام کر رہی ہیں۔" عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے۔ حکومت تو حکومت کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ اس لئے سرکاری طور پر تو بہر حال ہم وہاں کی حکومت کے ساتھ ہیں۔ یہ تنظیمیں اور یہ ساری باتیں ان کے اپنے اندرونی مسائل ہیں اور سرکاری طور پر ہمیں ان سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ لیکن تم چاہتے کیا ہو۔"..... سر سلطان نے بڑے سفارت کارانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

حکمرانی قائم کرے اور حقیقت یہی ہے کہ اگر صاف ستھرے اور آزادانہ انتخابات ہو جائیں تو ابو نصر کی پارٹی ہی اکثریت حاصل کرے گی کیونکہ ابو نصر راڈان کا قومی ہیرو بن چکا ہے اور تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ابو نصر نے خفیہ طور پر تمام اسلامی ممالک سے رابطہ قائم کیا تھا حتیٰ کہ اسلامی کونسل سے بھی اس نے رابطہ کیا تاکہ اسلامی ممالک کی مدد سے وہ حکومت پر قبضہ کر لے اور پھر وہاں آزاد انتخابات کر اکر وہاں اسلامی نظام نافذ کیا جاسکے۔ لیکن اسلامی ممالک نے اپنی اپنی مجبوریوں کی وجہ سے معذرت کر لی۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان سے بھی ابو نصر نے رابطہ قائم کیا لیکن حکومت پاکستان سرکاری طور پر کسی بھی ملک کے اندرونی مسائل میں مداخلت نہیں کر سکتی اس لئے واضح امداد سے معذرت کر لی گئی۔ ابو نصر چونکہ راڈان کی ملٹری انشیلٹی جنس میں رہا ہے اس لئے اسے پاکستان سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی مکمل تفصیلات حاصل تھیں۔ اس نے یہ کوشش بھی کی کہ اگر حکومت پاکستان سیکرٹ سروس کو بھیج کر اس کی امداد کرے تب بھی اس کا کام ہو جائے گا لیکن اس کے لئے بھی معذرت کر لی گئی کہ بہر حال پاکستان سیکرٹ سروس سرکاری ادارہ ہے البتہ اس سے یہ وعدہ کر لیا گیا تھا کہ اگر کبھی کوئی ایسا موقع آیا تو پاکستان سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کو اس کی امداد کے لئے بھیج دیا جائے گا وہ اس پر ہی رضا مند ہو گیا تھا کیونکہ اسے تمہارے متعلق بھی کافی معلومات حاصل تھیں لیکن چونکہ وہاں کوئی ایسی صورت حال سامنے

بات یہ ہے کہ راڈان کی مسلم اکثریت کا ابو نصر ہیرو ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ذاتی طور پر تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ لیکن پاکستان سیکرٹ سروس سرکاری طور پر یہ کام نہیں کر سکتی۔ ورنہ اس طرح بہت سی بین الاقوامی پیچیدگیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں“..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں۔ آپ اس کی فکر مت کریں“..... عمران نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تک تم نے مجھ سے سرکاری پالیسی کے بارے میں گفتگو کی ہے اور بحیثیت سرکاری ملازم جو کچھ میں نے کہا ہے وہی سرکاری پالیسی ہے۔ لیکن اگر تم مجھ سے ذاتی طور پر بات کرو تو پھر میں بھی ذاتی طور پر ہی جواب دوں گا“..... سر سلطان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو کیا اس کے لئے مجھے کسی اور فون نمبر پر بات کرنا پڑے گی؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان بھی ہنس پڑے۔ عمران بیٹے۔ سرکاری پالیسی تو وہ ہوتی ہے جو بین الاقوامی تعلقات کو سامنے رکھ کر بنائی جاتی ہے۔ وہ ایک مجبوری ہوتی ہے ورنہ حکومت پاکستان دراصل یہی چاہتی ہے کہ راڈان میں فوجی حکومت ختم ہو جائے۔ وہاں صاف ستھرے اور آزادانہ انتخابات ہوں اور پھر جو پارٹی وہاں کے عوام کی اکثریت حاصل کرے وہ راڈان میں قانون کی

اسے مشورہ دوں گا کہ وہ فوری طور پر پوسٹوں اور دوسرے ذرائع سے راڈان میں یہ بات پھیلا دیں کہ حکومت نے ابو نصر کو ایک مجرم تنظیم کی مدد سے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ابو نصر چونکہ قومی ہیرو ہے اس لئے لامحالہ راڈان میں اس خبر کا شدید ترین رد عمل ظاہر ہوگا اور حکومت مجبور ہو جائے گی کہ وہ ابو نصر کو خفیہ طور پر ہلاک کرنے کی بجائے اس پر مقدمہ چلائے۔ اس طرح ابو نصر کی ہلاکت کو فوری طور پر روکا جاسکتا ہے۔..... سر سلطان نے کہا۔

”گڈ۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر ابو نصر صاحب کو حکومت کی قید سے نجات دلائی جاسکتی ہے لیکن میری کچھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ ہم اس کے علاوہ ابو نصر کی کیا امداد کر سکتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”اس کی امداد کا ایک طریقہ ہے کہ فوجی حکومت نے ان باغی لیڈروں کی سرکوبی کے لئے جو خاص سیکشن بنا رکھا ہے اور جس کا خفیہ نام سپیشل سیکشن ہے۔ اس کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ٹرینس کر کے ختم کر دیا جائے۔ سپیشل سیکشن میں فوجی حکومت نے یہودی اور ایکریبی خاص تربیت یافتہ لیجنٹ بھرتی کر رکھے ہیں اور یہی سپیشل سیکشن ہی راڈان میں اسلامی نظام کی داعی جماعتوں اور تنظیموں کے خلاف خفیہ کارروائی میں مصروف ہے۔ کیونکہ فوج میں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے وہ براہ راست ایسی کارروائی میں ملوث نہیں ہوتے۔..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو یہ معلومات کیسے مل گئی ہیں۔..... عمران نے حیرت

میں آئی تھی کہ تم سے درخواست کی جاتی۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ لیکن اب تم نے جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد واقعی وہ موقع آگیا ہے کہ تم ابو نصر کی امداد کرو۔ ابو نصر نے اس کے لئے ایک خاص ٹپ دی تھی اگر کبھی موقع آئے اور عمران صاحب اس کی مدد کرنے کے لئے راڈان آئیں تو راڈان پہنچ کر وہ پارلیمنٹ کے سربراہ سردار خالد سے مل لیں سردار خالد ابو نصر کے سرسری ہیں اور درپردہ اس کی تنظیم کیلئے کام بھی کرتے ہیں چونکہ وہ پارلیمنٹ کے سربراہ ہیں اس لئے یہ امداد خفیہ طور پر کی جاتی ہے لیکن وہ جہاری مکمل رہنمائی کریں گے ابو نصر نے بتایا تھا کہ جب جہاری سردار خالد سے ملاقات ہو تو تم انہیں لفظ برگسہ کا حوالہ دے کر اپنا نام بتاؤ گے تو وہ جہاری رابطہ براہ راست ابو نصر یا اس کی تنظیم سے کرا دیں گے اور وہاں جہاری مدد کے لئے جو کچھ بھی ہو سکا۔ کریں گے۔ سر سلطان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں حکومت نے ابو نصر کو گرفتار کر کے ہلاک کر دیا تو۔..... عمران نے کہا۔

”حکومت راڈان ابو نصر کو ہلاک نہیں کر سکتی۔ وہ قومی ہیرو ہے۔ البتہ اس کے لئے تھوڑے سے سیاسی حالات بنانے پڑیں گے اور یہ کام میں کر لوں گا۔..... سر سلطان نے کہا۔

”آپ کیا کریں گے۔..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”میں سردار خالد سے رابطہ کر کے اسے یہ سارا واقعہ بتاؤں گا اور

بہرے لہجے میں پوچھا۔

”ابو نصر نے خود ہی بتایا تھا..... سر سلطان نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ آپ کام شروع کرادیں۔ میں راڈان جانے کے انتظامات کرتا ہوں۔ شکریہ"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ

وہ

"عمران صاحب۔ یہ ساری باتیں خیالی ہی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ فوجی حکومت ابو نضر کو فوری طور پر ہلاک کر دے گی۔....." بلیک زبرد نے کہا۔ وہ عمران اور سر سلطان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے ساری بات اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔

”دیکھو کیا ہوتا ہے۔ فوری طور پر تو ظاہر ہے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔.....“ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اپنا ناک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

• عمران صاحب ہیں یہاں۔ میں سلیمان بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ کیونکہ سلیمان نمبر کسی اشد ضرورت کے دانش منزل فون نہ کیا کرتا تھا۔

”کیا بات ہے سلیمان۔ خیریت.....“ عمران نے پوچھا۔
”صاحب۔ کرنل فریدی صاحب کا فون آیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ
آب جہاں بھی ہوں ان کا پیغام دینا چاہئے کہ آج فوری طور پر

میں سرسبز گودا یوں قرار ہو گئے ہیں..... عمران کے حیرت بھرے
 لہجے میں ہو بجا۔ وہ چونکہ پہلے ٹانگیر سے ملنے والی تفصیل کرنل فریدی
 کو سچا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ کرنل فریدی اس بارے میں

فی الحال کا لفظ استعمال کیا ہے۔ گو فوری طور پر یہ خطرہ ختم ہو گیا ہے۔
 کیونکہ ابو نصر بھٹو ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں ابو نصر کی اس حد
 تک ضرور مدد کرنی چاہئے کہ فوجی حکومت نے جو یہودی اور ایکریسین
 ہتھیاروں کا گروپ قائم کر رکھا ہے اسے ختم کر دیا جائے۔ اس طرح ان
 جماعتوں کو یقیناً امداد ملے گی۔..... عمران نے کہا۔
 "ہاں۔ لیکن سرکاری طور پر تو ایسا نہیں کیا جاسکتا۔..... بلیک
 زرو نے کہا۔

"سرکاری نہ ہی غیر سرکاری ہی۔ رازدان بڑا خوبصورت ملک ہے
 اور سیکرٹ سروس وہاں پکنک منانے تو جاسکتی ہے۔..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا تو ہو سکتا ہے۔..... بلیک زرو نے چوٹکتے ہوئے
 کہا اور عمران نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر رسیور اٹھانے کے لئے اس
 نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے، رسیور اٹھا
 لیا۔

"ایکسٹو۔..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
 "سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں ہوگا۔..... سر سلطان کی آواز
 سنائی دی۔

"نہ بھی ہوگا تو سلطان کے حکم پر اسے بہر حال دست بستہ موجود
 ہونا پڑے گا۔..... عمران نے اس بار اصل آواز میں کہا۔
 "میں نے پہلے جہاز پر فون کیا تھا۔ وہاں سے سلیمان نے

جانتا ہے۔
 "میرا خیال ہے کہ ان دونوں نے اپنے مطلب کی معلومات حاصل
 کرنے کے لئے ابو عمیر پر اہتمامی بے دروازہ تشدد کیا تو ٹائیگر کے دوست
 رالف نے انہیں روکنے کی کوشش کی ہوگی۔ انہوں نے رالف کی
 مداخلت ختم کرنے کے لئے اسے گولی مار دی لیکن جب ابو عمیر سے
 معلومات نہ مل سکیں تو انہوں نے ابو عمیر کو بھی عطا کر دیا اور پھر
 ٹائیگر کے فوری انتقام کے خوف سے انہوں نے یہی مناسب سمجھا ہوگا
 کہ فوری طور پر پاکیشیا چھوڑ دیں۔..... کرنل فریدی نے تجزیہ کرتے
 ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہوگا۔ بہر حال اب مسئلہ حل ہو گیا۔ عمران
 نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 "فی الحال تو حل ہو گیا ہے۔..... کرنل فریدی نے جواب دیا تو
 عمران ہنس پڑا۔

"اوکے۔ شکریہ۔ آپ کا فون نہ آتا تو شاید میں ایک دو گھنٹوں بعد
 روانہ ہو جاتا۔..... عمر لائے کہا۔

"اوکے۔ خدا حافظ۔..... کرنل فریدی نے جواب دیا اور عمران
 نے بھی خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"مطلب ہے ٹائیس ٹائیس فٹش۔..... بلیک زرو نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے کرنل فریدی کی بات نہیں سنی۔ اس نے

پوری نیم کو راڈان جانے کے لئے تیار رہنے کا کہہ دو۔ عمران بھی وہاں چہارے ساتھ جانے کا لیکن تم سب لوگ وہاں سرکاری حیثیت سے نہیں بلکہ ذاتی حیثیت سے جاؤ گے۔ بظاہر چہارہ مقصد سیر و تفریح ہوگا۔ راڈان کی فوجی حکومت نے ایک خفیہ سیکشن بنایا ہوا ہے جسے سپیشل سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس میں خفیہ طور پر یہودی اور امیکری می ترسیت یافتہ ایجنٹ بھرتی کئے گئے ہیں۔ یہ سیکشن وہاں ان جماعتوں کے خلاف کام کرتا ہے جو راڈان میں فوجی حکومت کے خاتمے اور وہاں کی ان سیاسی جماعتوں جو راڈان میں اسلامی نظام کا مکمل نفاذ چاہتی ہیں اور اس سیکشن کی وجہ سے وہاں بے شمار سیاسی لیڈروں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ جماعتیں زیر زمین ہو جانے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ تم نے اس سیکشن کا خاتمہ کرنا ہے۔..... عمران نے مختصر طور پر حالات بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن سر حکومت تو قائم رہے گی۔ وہ بعد میں دوسرے ایجنٹ بھرتی کر لے گی۔..... جو بیانے کہا۔

ہاں۔ وہ الیہا کر سکتی ہے۔ لیکن اس کام میں اسے خاصا وقت لگے گا اور تب تک یہ سیاسی جماعتیں کھل کر عوام میں کام کریں گی۔ اس طرح وہاں آواز اُن انتخابات کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں باس۔ کب روانگی ہوگی۔..... جو بیانے کہا۔

عمران اس سلسلے میں انتخابات کرے گا اور جب وہ انتخابات کر

بتایا کہ تم دانش منزل میں موجود ہو۔ میں جہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ میں نے چہارہ فون ملنے کے بعد سردار خالد سے براہ راست فون پر بات کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ابو نصر کو نہ ہی ٹریس کیا جاسکا ہے اور نہ گرفتار کیا گیا ہے۔ البتہ میرے کہنے پر انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ ابو نصر کو اطلاع مجبوری دی جائے گی کہ وہ محتاط رہے۔..... سر سلطان نے جواب دیا۔

ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے کر نل فریدی نے بھی یہی بات بتائی ہے لیکن مجھے راڈان سے خاصی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ ہم یہاں فارغ رہ رہ کر آتا سے گئے ہیں اس لئے میں نے سوچا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت سیاحت کرنے نجی طور پر راڈان جایا جائے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ذاتی طور پر تو ظاہر ہے تم لوگ پوری دنیا کی سیاحت بھی کر سکتے ہو۔ کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ خدا حافظ۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریل دیا یا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

جولیا سٹنگ۔..... چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

ایکسٹنٹ۔..... عمران نے مخصوص آواز میں کہا۔

میں باس۔..... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ یکھت استہائی

مؤدبانہ ہو گیا۔

خود چاہتا ہوں کہ ان کو تلاش کر کے ان سے بے اصولی کا انتقام لوں۔" ٹائیگر نے بڑے پر جوش لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ پھر تیار رہنا۔ میں تمہیں کال کر لوں گا۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس بار آپ پوری ٹیم لے جا رہے ہیں۔" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ نیاملک ہے اور پھر مقابلہ تربیت یافتہ مجنوںوں سے ہے اور میں کارروائی بھی اہمائی تیز چاہتا ہوں۔" عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ملادیا۔

لے گا تو وہ تمہیں خود ہی بتا دے گا۔" عمران نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں آپ کی کال کا شکر تھا۔" ٹائیگر نے کہا۔

"جہادری غلطی بھیانک ثابت نہیں ہوئی۔ اس لئے تمہیں میں نے صرف اتنی ہی سزا دی ہے کہ اتنی در کال کے انتظار میں تمہیں کمرے میں بیٹھنا پڑا ہے۔ ابو عمیر کو ابو نصر کے بارے میں اہم معلومات حاصل نہ تھیں۔ اس لئے وہ لوگ ابو عمیر سے کچھ حاصل نہیں کر سکے۔ انہوں نے چونکہ ابو عمیر پر بے پناہ غیر انسانی تشدد کیا تھا اس لئے یقیناً رائف نے انہیں منع کیا جس پر انہوں نے رائف کو بھی ہلاک کر دیا اور پھر جہادری خوف کی وجہ سے وہ فوراً پاکیشیا چھوڑنے پر بھی مجبور ہو گئے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ باس۔ آپ کی اس بات نے میرے دل سے ایک بڑا بوجھ

اتار دیا ہے۔" ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر بوجھ اتر گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تم اس قدر ہلکے پھلکے تو ضرور ہو چکے ہو گے کہ میرے ساتھ راڈان تک جا سکو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"راڈان۔ ان مارٹن اور جیکب کے پیچھے۔ اودہ ضرور باس۔ میں تو

”آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران نامی شخص کے بارے میں تو جانتے ہی ہیں“..... جیگار نے اسی طرح پرجوش لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے اس کے بارے میں کافی کچھ سنا ہوا تو ہے لیکن“۔
باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہاں دارالحکومت میں موجود ہے۔ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے“..... جیگار نے کہا تو باس بے اختیار اچھل پڑا۔

”مہاں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی۔ لیکن وہاں کیوں آیا ہے“..... باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش کے تاثرات بھی پھیل گئے تھے۔

”باس۔ میں خود اسے وہاں دیکھ کر بے حد حیران ہوا ہوں۔ ہوٹل انجیر کے ڈائننگ روم میں وہ موجود تھا۔ اس کے ساتھ ایک سوسائٹس عورت اور آٹھ ایشیائی مرد بھی تھے۔ وہ سب کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے کاؤنٹر سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ یہ گروپ سیاحت کی غرض سے وہاں آیا ہے۔ ہو سکتا ہے باس کہ یہ گروپ دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی گروپ ہو۔ کیونکہ عمران تو بہر حال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ہی کام کرتا ہے۔ اسے تو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں کیونکہ اسرائیل میں اس سے کئی بار میرا ٹکراؤ ہو چکا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرے لوگ واقعی سیاح ہوں اور عمران ان کے ساتھ سیاح کے روپ میں کسی خاص مقصد کے لئے

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کمرے میں موجود بڑی سی دفتری میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے جو کسی فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ چونک کر سر اٹھایا۔
”روالہ سے ایک نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”یہ کیا طریقہ ہے آنے کا جیگار“..... ادھیڑ عمر آدمی نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”سوری باس۔ دراصل میں نے مہاں ایک ایسے آدمی کو دیکھ لیا ہے کہ بے اختیار میرا خون اچھلنے لگا ہے“..... آنے والے نوجوان نے جواب دیا اور میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کس کی بات کر رہے ہو“..... ادھیڑ عمر آدمی نے حیران ہو کر پوچھا۔

سکتا ہے۔ گولی تو بہر حال کسی بھی وقت ماری جاسکتی ہے۔..... جیگاگر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ انتہائی شاطر اور ذہین آدمی مشہور ہے۔ نگرانی کا اگر اسے پتہ چل گیا تو پھر وہ نگرانی کرنے والے کے ذریعے براہ راست ہم تک پہنچ جائے گا۔ اس لئے میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔ دو صورتیں ہیں کہ اسے بالکل نظر انداز کر دیا جائے یا پھر اسے گولی مار دی جائے۔“ باس نے حتیٰ لچے میں کہا۔

”باس۔ میرے ذہن میں ایک تیسری صورت بھی آئی ہے۔“ جیگاگر نے اچانک چونکے ہوئے کہا۔

”کون سی.....“ باس نے پوچھا۔

”جن کمرؤں میں وہ لوگ رہائش پذیر ہیں وہاں انتہائی جدید ڈکنا فون بھی نصب کئے جاسکتے ہیں۔ ہمارے پاس انتہائی جدید ترین آلات ہیں۔ ایسے آلات جن کا پاکیشیا جیسے پسماندہ ملک کے رہنے والوں کو ہینڈل کرنے تک نہ ہوگا۔ ان کی مدد سے ان کی گھنگو آسانی سے ٹیپ کی جاسکتی ہے۔ اس طرح شاید ان کا اصل مقصد سامنے آجائے۔..... جیگاگر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ درست آئیڈیا ہے۔ پھر تم خود ہی اس کا انتظام کرو اور پھر مجھے اس بارے میں رپورٹ دو۔“ باس نے کہا۔

”لیس باس۔“ جیگاگر نے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ مڑا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ باس چند لمحوں تک خاموشی سے

یہاں آیا ہو۔ بہر حال عمران کی یہاں آمد نے میرے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجانی شروع کر دی ہیں۔..... جیگاگر نے کہا۔

”ہاں۔ میں خود بھی پریشان ہو گیا ہوں۔ لیکن اب یہ کس طرح معلوم کیا جائے کہ اس کی یہاں آمد کا مقصد کیا ہے۔.....“ باس نے کہا۔

”اس کی بھرپور انداز میں نگرانی کی جائے۔..... جیگاگر نے کہا۔“ اسے گولی کیوں نہ ماری جائے۔ یہ زیادہ آسان کام نہیں ہے۔“ باس نے کہا۔

”باس۔ پھر اس خاص مقصد کا علم کیسے ہو سکے گا۔ عمران کے ہلاک ہونے کے بعد قاہرہ ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس عمران کے قاتلوں کو تلاش کرے گی اور اس طرح اس کا ہم سے خواہ مخواہ ٹکراؤ ہو جائے گا۔..... جیگاگر نے کہا۔

”ہم کسی بھی پیشہ ور قاتل کی مدد حاصل کر سکتے ہیں اور پھر ایسا انتظام بھی ہو سکتا ہے کہ اس قاتل کو ہلاک کر دیا جائے۔ اس طرح ہم تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہ رہے گا۔.....“ باس نے کہا۔

”لیکن باس۔ یہ تو انتہائی اقدام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران یہاں اس گروپ سے علیحدہ آیا ہو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس علیحدہ کام کر رہی ہو۔ عمران کی ہلاکت سے وہ چونک جائیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہی گروپ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہو۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر ان کی نگرانی کی جائے تو پھر اس مقصد کے بارے میں معلوم کیا جا

موت کے بعد وہ دونوں واپس آگئے۔ چونکہ کسی خاص بات کا علم نہ ہو سکا تھا اس لئے میں نے آپ کو رپورٹ بھی نہیں دی لیکن آپ نے خاص طور پر اس بارے میں کیوں پوچھا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے..... مارٹینا نے کہا۔

”ہاں۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک خطرناک ایجنٹ علی عمران کو جہاں دارالحکومت میں دیکھا گیا ہے۔ اس اطلاع پر مجھے خیال آیا کہ کہیں وہ جہارے ان دونوں آدمیوں کے پیچھے تو نہیں آیا.....“ کلف نے کہا۔
 ”اوہ۔ نہیں کلف۔ میرے آدمیوں کا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق انہوں نے وہاں مقامی بد معاشوں کی مدد سے سارا کام کیا ہے اور ابو عمر بھی پاکیشیائی نہیں تھا۔ اس لئے سیکرٹ سروس کو اس معاملے میں کیسے دلچسپی ہو سکتی ہے.....“ مارٹینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ بس میں نے یہی معلوم کرنا تھا۔ گڈ بائی۔“ کلف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے موجود فائل پر نظریں جمادیں۔

پٹھا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”میں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کلف بول رہا ہوں مارٹینا.....“ باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”اوہ آپ۔ فرمائیے.....“ دوسری طرف سے بولنے والی کا چہرہ ٹھٹھٹ ہو رہا تھا۔

”تم نے رپورٹ دی تھی کہ ابو نصر کو ٹریس کرنے کے سلسلے میں ڈانگولا کے دو ایجنٹ پاکیشیا گئے ہوئے ہیں لیکن پھر تم نے ان کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں دی.....“ کلف نے کہا۔

”وہ دونوں ناکام لوٹے ہیں۔ ہمیں معلوم تو یہی ہوا تھا کہ وہاں سفارت خانے میں کام کرنے والا ابو عمر جو کہ ابو نصر کا رشتہ دار بھی ہے اس کا ابو نصر کے ساتھ رابطہ بھی ہے لیکن یہ بات غلط ثابت ہوئی ہے.....“ مارٹینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس طرح غلط ثابت ہوئی ہے۔ تفصیل بتاؤ.....“ کلف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”وہ دونوں آدمی وہاں گئے۔ انہوں نے ابو عمر کو وہاں کے ایک مقامی آدمی کی مدد سے سفارت خانے سے اغوا کر لیا۔ پھر اس ابو عمر پر انہوں نے تشدد کی انتہا کر دی۔ اس حد تک تشدد کیا کہ آخر کار وہ مر گیا لیکن وہ مرنے تک یہی کہتا رہا کہ اسے کچھ معلوم نہیں ہے۔ اس کی

بچنوں میں جانا پہچانا جاتا ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ مجھے دیکھ کر وہ
 ٹوٹ پڑیں اور پھر ان کی طرف سے کسی کارروائی کی وجہ سے کام
 لرنے کا کوئی کلیو مل جائے۔ دوسرے لفظوں میں اپنے آپ کو میں نے
 بطور چارہ استعمال کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ باقی رہی جو یا تو اس کا
 میک اپ کر دیا جائے تو یہ بوڑھی لگنے لگ جاتی ہے اور ظاہر ہے تنویر
 کے جذبات مجروح ہو سکتے ہیں۔..... عمران نے کہا اور اس کے آخری
 فقرے پر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”میں بوڑھی لگتی ہوں۔ کیوں؟..... جو یا نے غصیلے لہجے میں
 انھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

”میں تو تنویر کی بات کر رہا ہوں۔ کیوں تنویر؟..... عمران
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”کھانا بھی کھانے دو گے یا نہیں؟..... تنویر نے غصیلے لہجے میں
 پوچھا۔

”عمران صاحب۔ اس طرح تو آپ نے ہم سب کو بھی خطرے میں
 ڈال دیا ہے۔ آپ کی وجہ سے وہ ہمیں بھی پہچان لیں گے۔..... صفدر
 نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہم یاراں دو زخم ہم یاراں بہشت والا قول تو تم نے سنا ہوا
 تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ ہوٹل
 سے نکلے اور ٹہلنے ٹہلنے کچھ دور جی ہوئی مارکیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ان
 کے انداز واقعی سیاہوں جیسے تھے۔ عمران نے گلے میں ایک قیمتی کبرہ

عمران، ٹائیکر اور سیکرٹ سروس کے ارکان سمیت آج ہی واڈان
 کے دارالحکومت پہنچا تھا۔ عمران اور جو یا کے علاوہ باقی سب میک اپ
 میں تھے۔ دارالحکومت کے سب سے مشہور ہوٹل الخیر میں انہوں نے
 کمرے بک کرائے اور اس وقت وہ اس ہوٹل کے ڈائٹنگ ہال میں
 بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے اپنا اور جو یا کا میک اپ نہیں کیا جبکہ
 ٹائیکر سمیت باقی سب کا میک اپ کیا ہے۔ اس کی کوئی خاص وجہ
 ہے؟..... کھانا کھاتے ہوئے اچانک صفدر نے پوچھا۔

”میں نے تو اس لئے میک اپ نہیں کیا کہ جہاں ہمیں اس
 سپیشل سیکشن کے بارے میں کسی قسم کا کوئی کلیو معلوم نہیں ہے۔
 ہم مکمل اندھیرے میں ہیں۔ البتہ رپورٹ یہ ملی ہے کہ اس میں
 یہودی اور ایکری می تربیت یافتہ ایجنٹ شامل ہیں اور چونکہ میں ان

حضرات تشریف لائے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب کا کہنا ہے کہ وہ پاکیشیا سے آپ کے لئے کوئی خاص پیغام لائے ہیں۔..... کرامت نے کہا۔

آپ کا نام جناب..... کرامت نے دوسری طرف سے جواب سننے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)۔ عمران نے بے سنجیدہ لہجے میں نام مع ذکریوں کے بتایا تو کرامت کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے طنزیہ سی مسکراہٹ رنگنے لگی۔

جناب۔ انہوں نے اپنا نام علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بتایا ہے۔..... کرامت کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔

جی۔ جی۔ جی۔ جی۔ ایس سر۔ ابھی سر..... چانک کرامت نے چٹائی بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے کے تاثرات نکلتے لہلہ گئے تھے۔ اس نے جلدی سے رسیور کر پیل بر رکھا۔

آئیے جناب۔ میں آپ کو ان کے دفتر تک چھوڑ آتا ہوں۔ آئیے اب..... کرامت نے اس بار اہتائی مودبانہ لہجے میں کہا اور کاؤنٹر سے نکل کر وہ بائیں طرف کو چل پڑا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ان کے پیچھے چل پڑا۔ آخری الماری کے پاس ایک پتلی سی راہداری ان کی عقبی طرف کو جا رہی تھی۔ اس راہداری کا اختتام ایک گاڑے پر ہوا۔

تشریف لے جلیے..... نوجوان نے دروازے کے قریب پہنچ کر

بھی نکلیا ہوا تھا۔ کافی دیر تک بازار میں گھومنے پھرنے کے بعد چانک عمران ایک نانز فروخت کرنے والی دکان میں داخل ہو گیا۔ کافی بڑی دکان تھی۔ کاؤنٹر دو نوجوان موجود تھے جن میں سے ایک کسی گاہک سے باتوں میں مصروف تھا جبکہ دوسرا نوجوان عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جی صاحب۔ فرمائیے..... نوجوان نے سب سے آگے موجود عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہ دکان ذہبی صاحب کی ہے ناں..... عمران نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

جی ہاں..... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کیا وہ یہاں موجود ہیں۔ ہم پاکیشیا سے آئے ہیں۔ سیاح ہیں۔ ہمارے پاس ان کے لئے ایک خاص پیغام ہے..... عمران نے کہا۔ پاکیشیا۔ لیکن ان کا تو کبھی پاکیشیا سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ نوجوان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

کیا آپ کو ان کی تمام مصروفیات اور تعلق داریوں کے بارے میں علم ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اوه نہیں جناب۔ ہم تو ملازم ہیں۔ میں بات کرتا ہوں۔ نوجوان نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور پھر کاؤنٹر پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے کیے بعد دیگرے دو بین دیادیے۔

کرامت بول رہا ہوں جناب۔ کاؤنٹر سے۔ ایک خاتون اور نور

صرف سر سے سلام کرنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ ذہبی کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے تھے۔ پھر وہ نارمل ہو گیا تھا۔

”آپ جب ہماری باقاعدہ دعوت کریں گے تب پینے اور کھانے کی ساری کسر نکال لیں گے۔ فی الحال آپ ہمیں دو کاریں اور ایک ایسی کوٹھی مہیا کر دیں جہاں ہم سب کچھ عرصہ کے لئے قیام کر سکیں۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دعوت بھی ضرور کروں گا آپ کے اعزاز میں۔ لیکن فی الحال تو کچھ ہو جائے۔ میرا خیال ہے میں کافی مشکوٰۃ لیتا ہوں۔“..... ذہبی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر میز پر موجود انزکام کارسیور اٹھا کر اس نے افنی بچوانے کا آرڈر دیا اور رسیور رکھ کر اس نے مزہ کی دروازہ کھولی اور اس میں سے ایک کی رنگ جس میں دو تین چابیاں تھیں اور ساتھ ہی ایک نوکن منسلک تھا۔ نکال کر عمران کی طرف بڑھادیا۔

”جب مجھے کرئل فریدی صاحب نے فون کر کے آپ کی امداد کا کہا ماتو میں نے پہلے ہی اس کا انتظام کر لیا تھا۔“..... ذہبی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ وہ مسکرا اس لئے رہا تھا کہ اب وہ ذہبی کو کیا بتاتا کہ اسے فون کرئل فریدی نے نہیں بلکہ عمران نے کرئل فریدی کی آواز سے خود کیا تھا۔ عمران کو ذہبی کے بارے میں کافی عرصہ پہلے کرئل فریدی نے خود بتایا تھا۔ ذہبی اکیڑیا میں ایک سفلنگ ریکٹ سے

ایک طرف پٹے ہوئے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا دفتر تھا۔ میز کے نیچے ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے چہرے پر جموٹی جموٹی سفید اور سیاہ رنگ کی داڑھی تھی۔ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ جسمانی طور پر خاصا مضبوط آدمی تھا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ وہ مقامی تھا۔
”میرا نام ذہبی ہے۔“..... اس نے سب سے آگے موجود عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”مجھے علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ سے ملاقات کا تو مجھے بے پناہ اشتیاق تھا عمران صاحب۔ لیکن آپ میرے تصور سے بالکل برعکس شخصیت ہیں۔ بہر حال خوش آمدید۔“..... ذہبی نے بڑے گرمجوش انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”یہ تو زیادتی ہے کہ آپ نے اپنے تصور میں میرے لئے جن بھوت کی قبیل کا خاکہ بنالیا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ذہبی بے اختیار آہستہ مار کر ہنس پڑا۔ پھر عمران نے اپنے ساتھیوں کا ان کے اصل ناموں سے تعارف کرا دیا۔

”تشریف رکھیں اور بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔“..... ذہبی نے سب سے مصافحہ کرتے ہوئے صوفوں پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس نے تو جویا کی طرف بھی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن جویا نے

معلومات مل سکیں۔..... عمران نے کہا تو ذہبی چند لمحے خاموش بیٹھائی سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کے ساتھ رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو۔ ذہبی بول رہا ہوں۔ کرنل سے بات کراؤ۔..... چند لمحوں بعد اس نے بات کرتے ہوئے کہا۔ چونکہ فون میں لاؤڈرنہ تھا اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دوسری طرف سے آنے والی آواز سنائی دے رہی تھی۔

”ہیلو۔ اولڈ کرنل۔ میں ذہبی بول رہا ہوں۔“ ذہبی نے مسکراتے ہوئے اور بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”تمہیں کوئی ایسے بھول سکتا ہے کرنل۔ بس کاروباری معروضیات کی وجہ سے فرصت نہیں ملتی۔ ایک کام ایسا پڑا ہے کہ تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکتے ہو تو میں نے فون کیا ہے۔“..... ذہبی نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا۔

”میں ایک سپیشل سیکشن ہے۔ انتہائی خفیہ سیکشن۔ اس کے بھرے میں معلومات چاہئے تمہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم جیسا آدمی بہر حال اس بارے میں کچھ نہ کچھ جانتا ہوگا۔ معاوضے کی فکر مت کرو۔“ وہ کہو گے وہی دے دوں گا۔“..... ذہبی نے کہا۔

”نہیں۔ تم جانتے ہو کہ میں ان تمام کاموں سے یکسر لاتعلقی ہو چکا ہوں۔“..... ذہبی نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

منسلک رہا تھا اور خاصا نامور مسگر تھا لیکن پھر اس کا ٹکراؤ کرنل فریدی سے ہو گیا۔ کرنل فریدی کی وجہ سے ذہبی نے سسٹنگ کا پیشہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے آبائی وطن راڈان آگیا تھا۔ اس کا رابطہ اب بھی کرنل فریدی سے رہتا تھا۔ عمران نے ڈائریکٹری کی مدد سے اس کی اس دکان کا نمبر تلاش کر کے یہاں کرنل فریدی کی آواز میں فون کیا تھا۔ تب اسے پتہ چلا تھا کہ ذہبی کرنل فریدی کی وجہ سے اس سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔

”شکریہ۔..... عمران نے کی رنگ لیتے ہوئے اس کے ساتھ منسلک نوکن پر موجود کوٹھی کا نمبر اور پتہ پڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کی رنگ کو کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ملازم ٹرائل دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرائل پر کافی کے کپ موجود تھے۔ اس نے ایک ایک کپ سب کے سامنے رکھا اور پھر ٹرائل کو ایک طرف کھڑی کر کے وہ واپس چلا گیا۔

”ذہبی صاحب۔ یہاں کی حکومت نے ایک خفیہ سیکشن بنایا ہوا ہے جسے سپیشل سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس میں اس نے۔ یہودی اور اکیڑمی اینکین بھرتی کئے ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو اس کے بارے میں کوئی علم ہے۔“..... عمران نے کافی سب کرتے ہوئے پوچھا۔

”اوہ۔ نہیں عمران صاحب۔ میں اب ایسی باتوں سے بالکل لاتعلقی ہو چکا ہوں۔“..... ذہبی نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی ایسی ٹپ۔ جس سے اس بارے میں کسی بھی قسم کی

رکھا ہے۔ معاوضہ لے کر وہ ہر کام کر لیتے ہیں۔ ویسے بظاہر وہ انتہائی معزز آدمی ہیں اور بے شمار سماجی فلاحی تنظیموں کے حیرت میں بھی ہیں۔ میرے بڑے گہرے دوست ہیں۔ اگر میں انہیں نہ کہتا تو شاید وہ کسی غیر ملکی پراعتقاد نہ کرتے۔ لیکن اب آپ بے فکر ہو کر ان کے پاس چلے جائیں۔ وہ اس بارے میں جو کچھ بھی جانتے ہوں گے آپ کو ضرور بتا دیں گے۔..... ذہبی نے کہا۔

”ذیل کر اس کرنے کے عادی تو نہیں ہیں کہ ادھر ہمیں معلومات مہیا کر دیں اور اسپیشل سیکشن تک ہمارے بارے میں خبریں پہنچا دیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوه نہیں۔ ان معاملات میں وہ کھرے آدمی ہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو میں ان سے بات ہی نہ کرتا۔ تجھے آپ کی حیثیت کا پورا پورا احساس ہے۔..... ذہبی نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس سے اجازت لے کر وہ سب اس کے دفتر اور پھر دکان سے باہر آگئے۔

”آؤ اب ہوٹل سے سامان لے لیں پھر اس رہائش گاہ کی طرف چلیں گے۔..... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”معاوضہ اللہ میں دوں گا۔..... ذہبی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”مجھے معلوم نہیں ہیں کہ انہیں کس قسم کی معلومات چاہئیں۔ میں انہیں تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں۔..... ذہبی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔
 ”آپ کا کام ہو جائے گا عمران صاحب۔ میں پتہ لکھ کر آپ کو دیتا ہوں۔ آپ وہاں چلے جائیں۔..... ذہبی نے میز پر موجود ایک چٹ اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے قلمدان سے قلم نکالا اور اس چٹ پر پتہ لکھ کر اس نے چٹ عمران کی طرف بڑھا دی۔ چٹ پر ڈرامن ہوٹل شاہراہ سارگ لکھا ہوا تھا۔

”یہ ہوٹل کرنل ہی کی ملکیت ہے۔ آپ وہاں کاؤنٹر پر میرا نام لیں گے تو آپ کو کرنل تک پہنچا دیا جائے گا۔..... ذہبی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چٹ لے کر پڑھی اور اسے جیب میں رکھ لیا۔

”شکریہ ذہبی صاحب۔ لیکن ان کرنل بلکہ اوڈر کرنل صاحب کا ذرا تعارف بھی تو کر ادیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان کا نام رازی ہے۔ رازدان کی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف رہے ہیں۔ ریشتر ہونے کے بعد انہوں نے ہوٹل بزنس شروع کر دیا۔ آدمی بے حد تیز ہے اس لئے انہوں نے حکومت کے ساتھ اپنے تعلقات بنانے رکھے اور اب فوجی حکومت میں تو ان کا کافی عمل دخل ہے۔ درپردہ انہوں نے شراب کی سگٹنگ کا ادارہ ایک ہزار سگٹ قائم کر

”انہوں نے کرنل سے سپیشل سیکشن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے“..... جیگار نے جواب دیا تو کلف ایک لمحے کے لئے تو اس طرح خاموش بیٹھا رہا جیسے اس پر سستہ طاری ہو گیا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں جیسے آتش فشاں سا پھٹ پڑا ہو۔ اس طرح وہ کرسی پر اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو“..... کلف نے پھٹ پڑنے والے لمحے میں کہا۔

”میں باس۔ میرے پاس باقاعدہ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ٹیپ موجود ہے“..... جیگار نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو اہتائی خطرناک بات ہے۔ فوراً میرے پاس آؤ۔ فوراً“..... کلف نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔

”میں باس“..... دوسری طرف سے جیگار نے جواب دیا اور کلف نے ہونٹ کلپتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”سپیشل سیکشن کے بارے میں معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں سپیشل سیکشن کے خلاف کام کرنے آئی ہے۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حکومت کے مختلف ایک سرکاری ایجنسی کس طرح کام کر سکتی ہے“..... کلف نے جڑباتے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ اب اہتائی بے چینی سے جیگار کی قہر کا انتظار کر رہا تھا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور جیگار اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ بھی ستا ہوا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے کلف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”میں“..... کلف نے بڑے محتاط انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جیگار بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے جیگار کی آواز سنائی دی۔

”میں۔ کیا رپورٹ ہے“..... کلف نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

”باس۔ عمران اور اس کے ساتھی برٹش کالونی کی ایک کونٹری میں شہت ہو گئے ہیں اور انہوں نے کرنل رازی سے بھی ملاقات کی ہے“..... دوسری طرف سے جیگار نے جواب دیا تو کلف بے اختیار چونک پڑا۔

”کرنل رازی سے کیوں“..... کلف کے لہجے میں حیرت کے ساتھ

اسے مانیٹر کرنے لگا۔ وہاں اس عمران نے فون پر کرنل رازی سے بات کی اور پھر عمران اپنے دو ساتھیوں سمیت ایک کار میں کوٹھی سے نکلا اور کرنل رازی کے ہوٹل ڈرمن کی طرف بڑھنے لگا۔ تجھے چونکہ معلوم تھا کہ وہ کرنل رازی سے ملنے جا رہا ہے۔ اس لئے میں پہلے ہی وہاں پہنچ گیا۔ وہاں ہماری تعظیم کا ایک خاص آدمی موجود ہے۔ میں نے اسے تفصیلات بتائیں اور اسے کہا کہ وہ عمران اور کرنل رازی کے درمیان ہونے والی گفتگو کو خفیہ طور پر ریکارڈ کر کے تجھے دے۔ عمران وہاں تقریباً ایک گھنٹے تک رہا اور پھر واپس چلا گیا۔ ہمارے آدمی نے ریکارڈ دیکر دی جی میں ساتھ لے آیا ہوں..... جیگرنے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا باتیں ہوئی ہیں..... کلف نے ہوشمندانہ جاتے ہوئے کہا۔
 ”میں نے ابھی سنی تو نہیں ہیں البتہ اس آدمی نے تجھے زبانی بتایا ہے کہ ساری بات جیت پیٹل سیکشن کے بارے میں ہوئی ہے۔
 میں نے آپ کو وہیں سے فون کیا تھا..... جیگرنے کہا۔
 ”آن کرو ٹیپ“..... کلف نے کہا تو جیگرنے میز پر رکھے ہوئے منی ٹیپ ریکارڈر کا بٹن آن کر دیا۔

”آپ پہلے ہی بتائیں کہ آپ پیٹل سیکشن کے بارے میں کس قسم کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یہ کرنل رازی کی آواز ہے ہاں..... جیگرنے کہا تو کلف نے

”آؤ۔ آؤ۔ میں اچھائی بے چینی سے چہرہ انتظار کر رہا تھا۔“ کلف نے کہا اور جیگرنے سر ہلاتا ہوا میری دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے بیڑی سے چلنے والا ایک جدید ساخت کا منی ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے میز پر رکھ دیا۔
 ”پہلے تجھے زبانی تفصیل بتاؤ۔ اس کے بعد ٹیپ سنوں گا۔“ کلف نے کہا۔

”ہاں۔ آپ کے پاس سے جانے کے بعد میں واپس ہوٹل انٹر ہینچا تو عمران اور اس کے ساتھی کھانا کھانے کے بعد ہوٹل سے باہر گئیں گئے ہوئے تھے۔ میں نے بہر حال یہ موقع غنیمت سمجھا اور اس کمرے میں جو عمران کے ذاتی نام سے بک تھا ایس ایس ڈکٹا فون نصب کر دیا اور خود ساتھ والے خالی کمرے میں بیٹھ گیا۔ کافی دیر بعد عمران کمرے میں واپس آیا لیکن اس نے وہاں کوئی بات کرنے کی بجائے صرف سامان اٹھایا اور واپس چلا گیا۔ میں سمجھ گیا کہ اس نے کمرہ خالی کر دیا ہے۔ سہاچہ میں نے ڈکٹا فون ہٹایا اور پھر نیچے کاؤنٹر پر گیا۔ وہاں واقعی عمران اور اس کے ساتھی سامان سمیت موجود تھے۔ وہ ہوٹل چھوڑ رہے تھے۔ میں باہر گیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ لوگ تین ٹیکسیوں میں سوار ہو کر وہاں سے چل پڑے۔ میں محتاط انداز میں ان کا تعاقب کرتا رہا۔ یہ لوگ برٹش کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچے اور ٹیکسیاں واپس چلی گئیں۔ میرے پاس ایس ڈیوٹی ڈکٹا فون گن موجود تھی۔ اس کی مدد سے میں نے ایس ڈیوٹی ڈکٹا فون کوٹھی کے اندر فائر کر دیا اور خود

جداگانہ انداز کا ہے۔ راڈان کا صدر فوجی ہے۔ اس کی معاونت کے لئے ایک ملٹری کونسل ہے اس ملٹری کونسل کے چیئرمین کو یہاں چیف سیکرٹری کہا جاتا ہے۔ جس کا اہدہ ملک کے وزیراعظم جیسا ہوتا ہے۔ ملک کے تمام انتظامی امور کا سربراہ بھی چیف سیکرٹری ہی ہوتا ہے۔..... کرنل رازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ چیف سیکرٹری کون صاحب ہیں..... عمران کی آواز سنائی دی۔

”چیف سیکرٹری مقامی جنرل ہیں۔ جنرل صالح اور یہ بھی بتا دوں کہ راڈان پر اصل حکومت جنرل صالح کی ہے۔ سربراہ بس نمائشی ہے اور باقی ملٹری کونسل وغیرہ سب نمائشی ادارے ہیں۔ ایک لحاظ سے جنرل صالح کو آپ اس ملک کا ڈکٹیٹر سمجھ لیں۔ فوج کو بھی وہ کنٹرول کرتا ہے۔ چیف سیکرٹری کے لحاظ سے وہ فوج کا سپریم کمانڈر بھی ہوتا ہے اور انتظامیہ کا سربراہ بھی..... کرنل رازی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ سپیشل سیکشن جنرل صالح نے قائم کیا ہے اور اس کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے..... عمران نے کہا۔

”یہاں جو کچھ بھی ہو رہا ہے جنرل صالح کے تحت ہی ہو رہا ہے جتنا..... کرنل رازی کی آواز سنائی دی۔

”یہ جانسن صاحب کہاں مل سکیں گے..... عمران نے پوچھا۔

”ان کا دفتر شمالی علاقوں میں واقع ایک قدیم قلعے منگوچر فورٹ

اشیات میں سر ملادیا۔

”مجھے اس سیکشن کے ہیڈ کو آرڈر اور اس کے چیف کے بارے میں معلومات چاہئیں..... ایک اور آواز سنائی دی۔

”یہ علی عمران کی آواز ہے باس..... اس بار جیگانے کہا اور کلف نے ایک بار پھر اشیات میں سر ملادیا۔

”یہ انتہائی غفیہ سیکشن ہے۔ مجھے اس بارے میں تفصیلات کا تو علم نہیں ہے..... کرنل رازی نے کہا۔

”جو کچھ بھی آپ کو معلوم ہو۔ وہ بتا دیں..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ سپیشل سیکشن حکومت کا انتہائی غفیہ سیکشن ہے اور اس کے سربراہ کا نام ہے لیکن یہ آدمی مقامی نہیں ہے۔ البتہ اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس سیکشن کا ایک خاص آدمی جانسن نامی ہے جو راڈان کے چیف سیکرٹری کا فوجی مشیر ہے۔ کرنل رازی کی آواز سنائی دی۔

”چیف سیکرٹری کا فوجی مشیر۔ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا۔ چیف سیکرٹری تو سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ اس کا کام سیکرٹریٹ میں ہوتا ہے۔ اس کا مشیر ہونا اور وہ بھی فوجی مشیر کا کیا مطلب ہوا..... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

”آپ کو یہاں کے نظام حکومت کا علم نہیں ہے اس لئے آپ کے لئے واقعی یہ حیرانی کی بات ہو گی یہاں کا نظام باقی ملکوں سے قدرے

”کیا مطلب باس۔ میں سمجھا نہیں“..... جیگار نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ سپیشل سیکشن کا علم مجھے پہلی بار دو تین سال قبل ہوا تھا۔ جب میرے ایک دوست کو رجسٹریشن کے نام پر ہلاک کر دیا تھا۔ میرے اس کی تلاش لینے گیا تھا مجھے پہلی بار بتایا گیا کہ میرے دوست کا تعلق

جانسن تک یہ معلومات پہنچا دینی چاہئیں۔ اس کے بعد جانسن انہیں خود ہی سنبھال لے گا..... کلف نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ یقینی ہو سکتا ہے۔ انہیں ہمارے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ جبکہ ہمیں ان کے بارے میں معلومات حاصل ہیں۔ اگر ہم ان کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں جانسن کو پیش کر دیں تو یقیناً اس طرح ہماری اہمیت ان کی نظروں میں بے پناہ بڑھ جائے گی.....“ جیگار نے کہا۔

”اگر یہ عمران اتنی آسانی سے ختم ہو سکتا تو اب تک نہ جانے کتنی بار مرنچکا ہوتا۔ تم سے زیادہ میں اسے جانتا ہوں۔ اس لئے اس معاملے میں کوئی رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے“..... کلف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو جیگار نے اشتباہ میں سر ہلادیا۔

”کوئی نمبر کیا ہے.....“ کلف نے دوبارہ پوچھا۔
 ”برٹش کالونی۔“ کوٹھی نمبر ایک سو چھ۔ بی بلاک.....“ جیگار نے جواب دیا تو کلف نے فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”ہیں.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”ٹاپ سیل کا چیف کلف بول رہا ہوں۔ جانسن سے بات لراؤ.....“ کلف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”ہیں سر.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”دیکھو جیگار۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارا گروپ یہاں ایکریمیا کے مفادات پر نظر رکھنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ گو بظاہر ہم یہاں کی حکومت کے تحت ہیں لیکن دراصل ہمیں حکومت ایکریمیا کے احکامات کے تحت ہی کام کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں براہ راست اس معاملے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سپیشل سیکشن سے ہمارا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے.....“ کلف نے کہا۔
 ”لیکن باس۔ سپیشل سیکشن کی طرح ہمارا تعلق بھی تو بہر حال غیر ملک سے ہے۔ ہو سکتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہماری بھی تلاش ہو.....“ جیگار نے کہا۔

”نہیں جیگار۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ لوگ یقیناً ٹاپ سیل کے بارے میں بھی کر نل رازی سے کچھ نہ کچھ ضرور پوچھتے۔ عمران اور کر نل رازی کے درمیان ہونے والی گفتگو سے میں ایک نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا یہ علی عمران دراصل یہاں کے کسی اسلامی گروپ کی حمایت میں کام کر رہا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ سپیشل سیکشن بتایا ہی ان اسلامی گروپوں کے جڑے جڑے لیڈروں اور کارکنوں کو ٹریس کرنے اور پھر ہلاک کرنے کی غرض سے ہے۔ جبکہ ہمارا سیل صرف حکومت کی پالیسیوں کی چٹیک کرتا ہے اور یہاں جو گروپ ایکریمیا میں لابی کے خلاف کام کرتے ہیں ہم ان کا خاتمہ کرتے ہیں اور اگر ہم نے عمران یا اس کے ساتھیوں کو چھوڑا تو ہو سکتا ہے کہ وہ سپیشل سیکشن کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے لگ جائیں اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں

”کوئی غلط فہمی نہیں ہے بلکہ میرے پاس اس کا باقاعدہ ثبوت بھی موجود ہے“..... کلف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ وہ کیا“..... جانسن نے چونک کر پوچھا تو کلف نے اسے جیگاڑی پہلی اطلاع سے لے کر اب تک کی گفتگو اور ٹیپ کے بارے میں ساری تفصیلات بتا دیں۔

”ٹیپ تمہارے پاس موجود ہے“..... جانسن نے پوچھا۔
 ”ہاں۔ اگر تم کہو تو میں فون پر تمہیں سنوا دوں“..... کلف نے کہا۔

”اسی لئے تو میں نے پوچھا ہے“..... دوسری طرف سے جانسن نے کہا تو کلف کے اشارے پر جیگاڑنے جیب سے مٹی ٹیپ ریکارڈر نکالا اور بٹن دبا کر اسے ریورس کرنے کے بعد اس نے اسے آن کر دیا۔

”سنو“..... کلف نے کہا اور فون مائیک اس نے ٹیپ ریکارڈر کے ساتھ لگا دیا۔ ٹیپ چلتی رہی۔ جب گفتگو ختم ہو گئی تو کلف نے ریورس ٹاکر دوبارہ کان سے لگا لیا۔

”سن لی گفتگو۔ اب تو تمہیں یقین آگیا ہوگا“..... کلف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب واقعی یقین آگیا ہے۔ یہ لوگ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں“..... دوسری طرف سے جانسن نے پوچھا تو کلف نے اسے کالونی

ہد کو ٹیپ نمبر بتا دیا۔

”ان کے طے اگر بتا سکو تو“..... جانسن نے پوچھا۔

”ہیلو۔ جانسن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کلف بول رہا ہوں جانسن۔ میرے پاس تمہارے لئے ایک اہم اطلاع موجود ہے“..... کلف نے کہا۔
 ”کون سی اطلاع“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”ایشیائی ملک پاکیشیا کا نام جلتے ہو“..... کلف نے کہا۔
 ”ہاں۔ کیوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اگر جلتے ہو تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی یقیناً جانتے ہو گے“..... کلف نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ سنا ہوا تو ہے اس کے بارے میں۔ مگر تم کیوں یہ سب کچھ پوچھ رہے ہو“..... جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایک آدمی علی عمران اپنے نو ساتھیوں سمیت اس وقت یہاں دارالحکومت میں موجود ہے اور وہ پینٹل سیکشن کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے اور اس نے بنیادی معلومات بھی حاصل کر لی ہیں“..... کلف نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تو یہاں حکومت کے خلاف کام نہیں کر سکتی۔ تمہیں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے“..... دوسری طرف سے جانسن نے کہا۔

دراخت نہیں کرنی..... کلف نے کہا۔

”آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں باس۔ ویسے ایک لحاظ سے ہم نے اپنا لریڈٹ پلیٹ میں رکھ کر جانسن صاحب کو دے دیا ہے..... جیگار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔“

”جہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ نتائج کیا نکلتے ہیں لیکن ایک بات کا ہر حال میں خیال رکھنا کہ تم نے کسی بھی صورت میں سامنے نہیں آنا..... کلف نے سخت لہجے میں کہا تو جیگار سر ملاتا ہوا اٹھا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

”اس احمق نے صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سنا ہوا ہے جبکہ میں ان سے فکر ابھی چکا ہوں۔ اسے معلوم ہی نہیں کہ یہ لوگ کس تراز میں کام کرتے ہیں..... کلف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر مزید دیکھی ہوئی فائل اس نے اپنی طرف کھسکائی۔ اسے کھولا اور اس کے کھلنے میں مصروف ہو گیا۔

”جیگار نے انہیں دیکھا ہے۔ یہ بتائے گا..... کلف نے کہا اور رسیور جیگار کی طرف بڑھا دیا۔

”سر میں بتاتا ہوں..... جیگار نے رسیور لے کر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے پہلے عمران اور پھر باری باری اس کے ساتھیوں کے حلیے بتانے شروع کر دیئے۔

”ٹھیک ہے شکریہ..... دوسری طرف سے جانسن نے جواب دیا تو جیگار نے رسیور کلف کی طرف بڑھا دیا۔

”اب جہاد کیا پروگرام ہے جانسن..... کلف نے رسیور لے کر پوچھا۔

”میں انہیں سنبھال لوں گا۔ فکر مست کرو۔ ویسے میں جہاد مشکور ہوں کہ تم نے میرے سیکشن کے خلاف اس سازش کو ٹریس کیا اور اس قدر تفصیلی معلومات مجھے یہاں کیں۔ گڈ بائی..... دوسری طرف سے جانسن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کلف نے ایک لوہیل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اب مجھے اجازت دیں باس..... جیگار نے کہا۔

”سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ جہاد اموز غراب ہے۔ تم اس سے اپنا کریڈٹ بٹانا چاہتے تھے لیکن یقین کرو میں نے جہیں اور لپٹے پورے گروپ کو ان عفریتوں سے بچایا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں اس معاملے سے قطعی لائق نہیں رہ سکتا۔ اس لئے تم نے عمران اور اس کے اتھارڈ، مسلسل، نگرانی کرنی ہے۔ گتے کے کسے لے لے

”ہو سکتا ہے کہ کرنل رازی کی معلومات سو فیصد درست نہ ہوں“..... صفدر نے کہا۔

”بظاہر تو کرنل رازی کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہ تھی اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ لیکن بہر حال سو فیصد تو کوئی بات نہیں ہوتی“..... عمران نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے باس اگر اس جانسن کو کسی طرح قابو کر لیا جائے تو پھر حتمی معلومات مل سکتی ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ حکومت کا بہت بڑا عہدیدار ہے اور ہم غیر سرکاری طور

پر کام کر رہے ہیں“..... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے

کہ مزید کوئی بات ہوتی، اچانک باہر تڑتڑ کی آوازیں بھٹکتی ابھریں۔

”آوازیں بالکل ایسی تھیں جیسے لکڑی جلتے ہوئے پتھرنے کی آواز نکالتی ہے۔

یہ کیسی آوازیں تھیں“..... عمران نے چونک کر کہا۔ ٹائیگر

صفدر تیزی سے کرسیوں سے اٹھے۔ عمران نے بھی اٹھنے کی

کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اچانک

اپنی انتہائی گہرے اور تاریک کنوئیں میں گر کر تاجلا جا رہا ہو۔ اس نے

محسوس طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن

تاریک ہو گیا۔ پھر جس طرح اچانک اس کا ذہن تاریک ہوا تھا

اسی طرح اچانک اس کے ذہن میں ایک دھماکے سے روشنی ہوئی اور

ایک لمحے کے لئے تو اسے وہی احساس ہوا جو ذہن تاریک ہونے سے

پہلے اس کے ذہن میں موجود تھا کہ وہ کسی گہرے اور اندھیرے کنوئیں

عمران راڈان کا تفصیلی نقشہ سامنے رکھے اسے انتہائی غور سے دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کے ساتھ ٹائیگر اور صفدر بھی موجود تھے باقی ممبرز دوسرے کمرے میں بیٹھے کھانا کھانے کے بعد گپ شپ میں مصروف تھے۔ عمران نے انہیں کہہ دیا تھا کہ وہ آج کا دن آرام کر لیں تاکہ کل سے بھر پور انداز میں مشن کا آغاز کیا جاسکے۔ اسے معلوم تھا کہ راڈان کے شمالی علاقے انتہائی گھنے جنگلات پر مشتمل ہیں۔ اس لئے وہاں موجود فوجی چھاؤنی اور قلعے تک پہنچنے کے لئے اسے خصوصی انتظامات کرنے پڑیں گے۔

”عمران صاحب۔ کیا اب یہ بات طے شدہ ہے کہ سپیشل سیکشن کا ہیڈ کوارٹر اس قلعے کے اندر ہی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اب تک کی معلومات کے مطابق تو یہی لگتا ہے۔“ عمران

نے سر اٹھا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

ما بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے بازوؤں اور پیروں کو حرکت دے کر ان زنجیروں کی صحیح ماہیت معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن معمولی سی حرکت کے سوا اسے اور کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اسی لمحے اس تہہ اُٹنے لگا۔ اس کے اگلے قدم دروازے کی دوسری طرف اسے قدموں پر آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک مقامی جوان جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور جس نے ایک ہاتھ میں نیلے رنگ کی ایک لمبی گردن والی بوتل پکڑی ہوئی تھی اس نے کمانڈر وائسپ یونیفارم اور کیپ پہنی ہوئی تھی داخل ہوا۔

"میں چونکہ خود بخود بے ہوش ہوا تھا اس لئے خود بخود ہوش میں آگیا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خود بخود بے ہوش - اادہ - تو تم ہیجور رہے ہو کہ تم خود بخود بے ہوش ہوئے تھے حالانکہ ہمیں آر سینک گئیں سے بے ہوش کیا گیا تھا انور آر سینک گئیں سے بے ہوش ہونے والا آدمی خود بخود ہوش میں آ ہی نہیں سکتا۔..... نوجوان نے چپلے کی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آر سینک گئیں اصلی نہیں ہوگی۔ ملاوٹ والی ہوگی۔“ - عمران نے

رت تھی۔ وہ اب چوہان کی ناک سے وہ نیلے رنگ کی بوتل لگائے
اٹے تھا۔

”اس بے پناہ عقلمندی کے دور میں احمق ہونا تو ایک نعمت ہے
مگر..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام احسن ہے“..... نوجوان نے جواب دیا۔

”احسن اچھا نام ہے۔ تو احسن صاحب۔ آپ موت کے کیا لگتے ہیں
نی کے ماتحت ہیں یا ملازم“..... عمران نے کہا تو احسن بے اختیار
ہلکا کر ہنس پڑا۔

”تم واقعی عجیب آدمی ہو۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ جس آدمی کو
لکھنوں بعد موت صاف دکھائی دے رہی ہو۔ وہ ایسی باتیں بھی کر
کتا ہے“..... احسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”فی الحال تو مجھے تم دکھائی ہی نہیں آتی ہے“..... عمران
تھے جواب دیا تو احسن مڑا اور پھر عمران کے سامنے اُگڑ کر گیا۔

”مجھے افسوس ہے عمران صاحب۔ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر
سکتا..... احسن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار
ہلکا کر ہنس پڑا۔

”تمہیں میرے نام کا کیسے علم ہوا ہے“..... عمران کے لہجے میں
لکھنوں حقیقی حیرت تھی۔

”تمہارے جیف جانسن نے خاص طور پر تمہارا حلیہ بنا کر ہدایت کی

بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم واقعی بہادر آدمی ہو کہ اس حالت میں بھی ایسی باتیں کر رہے
ہو۔ ورنہ تو لوگ اس حالت میں ہوش میں آتے ہی چیخاؤ اور رونا شروع
کر دیتے ہیں“..... نوجوان نے کہا اور پھر وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل
سمیت عمران کے ساتھ عمران کے ہی انداز میں جکڑے ہوئے تنویر کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور پھر اس لمبی گردن والی
بوتل کو ہاتھ اٹھا کر اس نے پلیٹ کے اوپر رکھے ہوئے تنویر کے سر کے
قریب کر کے اس کی ناک سے لگا دیا۔ اب عمران کو اندازہ ہوا کہ ان
پلیٹوں کی وجہ سے ایسی بوتل کا انتخاب کیا گیا ہے۔ سجدہ لمحوں بعد اس
نے بوتل ہٹائی اور پھر ساتھ بندھے ہوئے نعمانی کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ ہم کن صاحب کے مہمان ہیں۔ کم از کم میزبان کا پتہ تو ہوتا کہ
ان کا شکریہ ادا کیا جائے“..... عمران نے نوجوان سے مخاطب ہو کر
کہا تو نوجوان کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

”تم موت کے مہمان ہو۔ جہاڑی میزبان موت ہے۔“ نوجوان
نے اور آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”واہ۔ بڑے عرصے بعد کسی صنف نازک نے ہمیں مہمان بنانے
کا شرف حاصل کیا ہے۔ لیکن یہ محترمہ موت صاحبہ شادی شدہ ہیں یا
غیر شادی شدہ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم کہیں احمق تو نہیں ہو کہ ایسی باتیں کر رہے ہو۔“ نوجوان
نے اس بار گردن موڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں

وجہ تھی کہ عمران کے جن ساتھیوں کو اپنی گیس سٹگھائی جا چکی تھی وہ بھی بدستور بے ہوش تھے۔

”کیا ہم اس وقت سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں؟“ عمران نے کہا۔

”ہیڈ کوارٹر تو نجانے کہاں ہوگا۔ اس سے تو سوائے چیف کے اور کوئی واقف نہیں ہے۔ البتہ یہ سپیشل سیکشن کا ایک خفیہ اڈہ ہے اور شہر میں ہی ہے۔“ احسن نے جواب دیا۔

”کیا چیف جانسن یہاں خود آئے گا؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ اڈوں پر نہیں آیا کرتا۔ اس اڈے کا انچارج راجر ہے۔ وہی تم سے پوچھ گچھ کرے گا البتہ ایک بات بتا دوں کہ راجر تشدد کرنے کے معاملے میں بے حد سفاک آدمی ہے۔ اس تہہ خانے میں اس نے ایسے ایسے انداز میں تشدد کیا ہوا ہے کہ دیواریں کانپ اٹھتی ہیں۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ وہ جو کچھ پوچھے تم کچھ بچا دینا۔“ احسن نے اسے تلقین کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمیں تو معلوم ہوا ہے کہ سپیشل سیکشن مسلمان لیڈروں کے خلاف قائم کیا گیا ہے پھر اس میں تم جیسے مسلمان کیسے کام کر سکتے ہیں؟“ عمران نے مزید پوچھا۔

”صرف مسلمان صحت کو حکومت کے باغی کہو۔ اگر کوئی مسلمان حکومت کا باغی ہو تو کیا وہ قابل معافی ہو جاتا ہے؟“ احسن نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ احسن اب آخری آدمی کی ناک

تھی کہ ہمیں ہر وقت نگاہ میں رکھا جائے۔ جہار اناں بھی انہوں نے ہی بتایا تھا اور ان کے کہنے کے مطابق تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو اور یہ باقی سب جہارے ساتھی ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ تم سب ابھی تک زندہ ہی اس لئے ہو کہ جہارے ساتھیوں کے بارے میں ابھی تک چیف پوری طرح باخبر نہیں ہے۔“ احسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہار اناں مطلب ہے کہ ہم سپیشل سیکشن کے قبضے میں ہیں۔“ عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ سپیشل سیکشن کا ہی قید خانہ ہے۔“ احسن نے جواب دیا اور پھر وہ عمران کے بائیں ہاتھ پر موجود اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

”لیکن ہمیں تو معلوم ہوا تھا کہ سپیشل سیکشن میں تمام غیر ملکی شامل ہیں مگر تم تو مقامی ہو اور نام سے مسلمان بھی لگتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”جہاری اطلاع غلط ہے۔ سپیشل سیکشن بے حد وسیع سیکشن ہے اس کے تحت بے شمار لوگ کام کرتے ہیں جن میں غیر ملکی بھی ہیں اور مقامی بھی۔“ احسن نے جواب دیا۔ وہ ساتھ ساتھ عمران کے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کارروائی بھی جاری رکھے ہوئے تو لیکن عمران جانتا تھا کہ آر سینک گیس سے بے ہوش آدمی اس کا ایڈو سو نگھنے کے باوجود کم از کم نصف گھنٹے بعد ہی ہوش میں آسکتا ہے۔

سے بوتل لگا کر واپس آ رہا تھا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن بند کر دیا تھا۔
 ”مجھے تم سے ہمدردی ہے لیکن یقین کرو میں جہاد کوئی مدد
 نہیں کر سکتا۔“ احسن نے ایک بار پھر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے
 کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 ”کم از کم اساتو بتا سکتے ہو کہ اس لوہے کی پلیٹ میں گردنیں
 پھنسانے سے کیا حاصل ہوتا ہے جبکہ ہم ویسے بھی تو زنجیروں سے
 جکڑے ہوئے ہیں۔“ عمران نے کہا تو دروازے کے قریب پہنچا
 ہوا احسن مڑا۔

”اس سے قیدی ایک تو مکمل طور پر بے بس ہو جاتا ہے اور دوسرا
 اس کی مدد سے اس کے جسم کو الیکٹریک شاک آسانی سے لگائے جاسکتے
 ہیں۔ ایسے شاک کہ اس کی روح صدیوں تک کانپتی رہتی ہے۔“ احسن
 نے مڑ کر کہا اور پھر دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ دروازہ اس
 کے عقب میں بند ہوا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور
 پھر تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آنے لگے
 گئے۔ عمران نے اپنے طور پر اپنے آپ کو آزاد کرانے کی کوششیں
 شروع کر دی تھیں لیکن اس پلیٹ کے علاوہ اس کے ہاتھ اور پیر اس
 انداز میں جکڑے ہوئے تھے کہ باوجود کوشش کے کوئی ایسی ترکیب
 اس کے ذہن میں نہ آسکی تھی جس سے وہ ان سے نجات حاصل کر سکتا
 اس نے جب اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ وہ سپیشل سیکشن کی قید میں پہنچ
 چکے ہیں تو وہ سب بھی عمران کی طرح بے حد حیران ہوئے۔ لیکن ظاہر

ہے کہ حیرت کے علاوہ وہ اور کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔ اسی لمحے اچانک
 دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔
 اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات جیسے ثبت ہوئے دکھائی
 دے رہے تھے۔ اس کے پیچھے احسن تھا۔ مشین گن ابھی تک اس کے
 گاندھ سے لٹکی ہوئی تھی وہ عمران سمجھ گیا کہ یہ غیر ملکی اس اڈے کا
 انچارج راجر ہے۔ راجر کی نظروں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے
 ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول بنا آلا تھا۔ جس پر کئی رنگوں
 کے بٹن موجود تھے۔

”جہاد! نام علی عمران ہے اور جہاد تعلق پاکستانیہ سے ہے اور تم
 یہاں سپیشل سیکشن کے خلاف کام کرنے آئے تھے۔“ راجر نے
 اچانک عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں سختی کے ساتھ
 ساتھ ہلکی سی غراہٹ بھی موجود تھی۔

”ہاں۔“ عمران نے مختصر سا جواب دیا تو راجر بے اختیار
 ہلکے پڑا۔ اس کے چونکنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی طرف
 ایسے جواب کی توقع نہ تھی۔

”باس۔ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ اگر وہ آسان موت مرنا چاہتا
 ہے تو باس کے سہیلوں کے درست جواب دے۔“ غیر ملکی کے
 ہاتھ میں کھڑے احسن نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”ہو نہ۔ تو تم اب چاچا بتا دو کہ کیا جہاد نے ان ساتھیوں کا
 انجیل پاکستانی سیکٹ سروس سے ہے۔“ راجر نے عمران سے

نے کہا۔

”ظاہر ہے کسی پارٹی نے ہی میرے گروپ کو ہار کیا ہوگا۔ ورنہ لب مجھے ذاتی طور پر تو کسی گروپ سے کوئی دشمنی نہیں ہو سکتی۔“
عمران نے جواب دیا۔

”کس پارٹی نے ہار کیا ہے تمہیں؟“..... راجہ نے کہا۔

”کیا تم میری بات پر یقین کر لو گے؟“..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”اگر تم مجھ کو لو گے تو یقین بھی کر لوں گا؟“..... راجہ نے جواب دیا۔

”گابالا کے چیف ابو نصر نے؟“..... عمران نے جواب دیا تو راجہ اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں میں اپنا کانم بھٹ پڑا ہو۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ابو نصر نے۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔“
راجہ کے گلے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں خواہ مخواہ تشدد برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”تمہارا ابو نصر سے رابطہ ہے؟“..... راجہ نے ہونٹ چھیٹے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ اس کے بغیر وہ میری خدمات کیسے ہار کر سکتا؟“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو بتاؤ وہ کہاں چھپا ہوا ہے؟“..... راجہ نے کہا۔

مخاطب ہو کر کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس ہم جیسے احمقوں کا ٹولہ نہیں ہے کہ اس طرح آسانی سے تمہارے ہاتھ لگ جائیں۔ یہ میرے ذاتی گروپ کے ممبر نہیں۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”ذاتی گروپ۔ کیا مطلب۔ تمہارا ذاتی گروپ کہاں سے آگیا۔“
راجہ نے چونک کر کہا۔

”گروپ آتا کہاں سے۔ گروپ بنایا جاتا ہے۔ میں فری لانسر آدمی ہوں۔ سیکرٹ سروس کو جب میری خدمات کی ضرورت ہوتی ہے وہ مجھ سے معاوضے کے عوض کام لے لیتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے میں صرف سیکرٹ سروس کے لئے کام کے انتظار میں بھوکا تو نہیں مر سکتا۔ اس لئے میں نے اپنا ذاتی گروپ بھی بنایا ہوا ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس لئے ہم حیران تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیسے حکومت رازدان کے خلاف کام کر سکتی ہے جبکہ رازدان اور پاکیشیا کے درمیان انتہائی اچھے تعلقات موجود ہیں۔“..... راجہ نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”مکئی معاملات میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے تو صرف اپنے معاوضے سے دلچسپی رہتی ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات تسلیم کرتا ہوں لیکن تم سپیشل سیکشن کے خلاف کس کی ایما پر کام کرنے چاہا آئے ہو۔“..... راجہ

دونوں ہاتھوں کو عقب میں کر کے ہتھکڑی ڈال دو۔ اس کے بعد اسے میرے پاس لے آؤ۔ جبکہ اس کے ساتھی اسی حالت میں رہیں گے اور اگر عمران نے مجھے پوری طرح مطمئن کر دیا تو پھر اس کے ساتھیوں کو بھی آزاد کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔ راجہ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”یس باس“..... احسن نے جواب دیا اور جب راجہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تو احسن عمران کی طرف بڑھا۔

”تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ تم نے بہر حال وقتی طور پر باس کے ذہن کو لٹھا کر اپنے اور اپنے ساتھیوں پر ہونے والا خوفناک تشدد در روک دیا ہے“..... احسن نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے۔ مجھے کیا ضرورت ہے خواہ عوام کا تشدد برداشت کرنے کی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو احسن نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے عمران کے دونوں ہاتھ کڑوں سے آزاد کر دیئے۔ لیکن اس کی گردن اسی طرح لوہے کی پلیٹ میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس پلیٹ کی وجہ سے وہ خود یہ نہ دیکھ سکتا تھا کہ احسن کیا کارروائی کر رہا ہے۔ لیکن اسے احساس ہو رہا تھا کہ کیا کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اس کے ہاتھوں ہاتھوں میں موجود کڑے ہتھوں کی مدد سے کھولے پتار رہے ہیں چونکہ ہتھیاری کلک کلک کی آواز کے ساتھ ہی دونوں کڑے اس کی ہاتھوں سے اتر گئے تھے سجدہ لمحوں بعد ایک بار پھر کلک کلک کی ہتھی

”سنو راجہ۔ تمہیں شاید ایسے معاملات کا پوری طرح تجربہ نہیں ہے ہم معاوضے کے لئے کام کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک معاوضہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ابو نصر نے ہمیں معاوضہ ضرور دیا ہے لیکن ظاہر ہے وہ حکومت کے مقابلے میں تو وہ معاوضہ نہیں دے سکتا۔ اس لئے اگر تم لوگ واقعی ابو نصر کو ٹریس کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں مجھ سے باقاعدہ سودے بازی کرنا ہوگی اور سودا بازی کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ تم ہمیں اس طرح جکڑ کر کھڑے کر دو اور پھر سودے بازی کرو۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم ہمیں عرت اور معاوضہ دو۔ ہم جہاری مدد کریں گے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں ابھی اور اسی وقت بتانا ہوگا“..... راجہ نے کہا۔
”اس طرح تم کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکو گے۔ تم زیادہ سے زیادہ یہی کرو گے کہ ہم پر تشدد کر کے ہمیں ہلاک کر دو گے۔ لیکن ابو نصر ہماری جگہ کوئی اور گروپ ہائر کر لے گا۔ تم کس کس گروپ کا خاتمہ کرتے رہو گے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو“..... راجہ نے کہا۔
”میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ مجھے معاوضے سے دلچسپی ہے اور بس“.....

عمران نے جواب دیا۔

”احسن“..... راجہ نے مڑ کر احسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“..... احسن نے چونک کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اس عمران کو آزاد کر دو۔ لیکن پہلے کوئے کھول کر اسے“

”جہاں کافی لوگ ہیں۔ آؤ جلدی کرو۔ ورنہ باس ناراض بھی ہو جاتا ہے۔“ احسن نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کی جگہ کلپ ہتھکڑی کے درمیانی بین پر پہنچ گئی۔

”یہ تم نے کیسی ہتھکڑی لگائی ہے۔ میری تو کلائی کی ہڈیاں ہی لوٹ رہی ہیں۔“ اچانک عمران نے کہا تو احسن تیزی سے واپس ہوا۔ وہ شاید عمران کے عقب میں آکر اس کی ہتھکڑی کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ اسی لمحے کلپ کی آواز کے ساتھ ہی عمران کی دونوں کلائیاں دو گئیں۔

”یہ۔ یہ کیسی آواز تھی۔“ احسن نے چونک کر کہا۔

”اسے تم آزادی کا نغمہ بھی کہہ سکتے ہو۔“ احسن نے لکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے سائین پر ہٹا اور اس سے پہلے کہ احسن کچھ کہتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے لٹ میں آیا اور احسن پنج مار کر اچھلا اور ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گر پڑا۔ نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سرے لمحے عمران کی لات حرکت میں آئی اور احسن کنبہ پر بھر پور بپ کھا کر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عمران ہتھکڑی سے جھک کر سب سے پہلے اس کے کاندھے سے اب تک پہنچی مٹھیں گن اتاری اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر کے اس کی چٹختی چڑھا دی۔ پھر اس نے احسن کے سر میں سوئے پونٹل والی جگہ پر ہاتھ مارا تو سوئے پونٹل دوبارہ نمودار ہو

سی آوازیں ابھریں اور عمران نے محسوس کیا کہ اس کے دونوں پیر بھی زنجیروں سے آزاد ہو گئے ہیں۔ پھر عمران کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کئے گئے اور اس کے بعد کلپ ہتھکڑی کا بین دینے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں جکڑ دیئے گئے۔ احسن بیچھے ہٹا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر ایک جگہ کو ہاتھ سے مخصوص انداز میں تھپتھپاتا وہاں ایک سوئے پونٹل نمودار ہو گیا۔ اس پر دو قطاروں میں سرخ رنگ سجے بین نصب تھے اور سائینڈوں پر باقاعدہ نمبر لگے ہوئے تھے۔ احسن نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا اور پھر ایک بین کو انگلی سے پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے کرر کی تیز آواز سے عمران کی گردن کے گرد موجود فولادی پلیٹ درمیانی سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور پھر اس کی دونوں سائینڈیں عقبی دیوار میں غائب ہو گئیں اور عمران آزاد ہو کر دو قدم آگے بڑھ آیا اب صرف اس کے ہاتھ اس کے عقب میں ہتھکڑی سے بندھے ہوئے تھے۔

”آؤ۔۔۔۔۔ احسن نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سوئے پونٹل ایک بار پھر دیوار میں غائب ہو گیا تھا۔ اس آڈے میں کہتے افراد ہیں۔“ احسن نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس دوران اس کی انگلیوں نے کلپ ہتھکڑی کے درمیانی بین کو ٹٹولنا شروع کر دیا تھا۔

”جھا۔ اسی لمحے اسے رسیور رکے جانے کی آواز سنائی دی۔

”یہ احسن ابھی تک اسے لے کر نہیں آیا“..... راجر کی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے عمران دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے راجر کو باہر آتے دیکھا تو وہ کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر بھٹ پڑا۔ اس کا بازو راجر کی گردن کے گرد جم سا گیا تھا۔ راجر نے بھٹکا دے کر اپنے آپ کو چھوڑنے کی کوشش کی۔ پھر اس نے دونوں ہاتھیں عمران کے پہلوؤں پر مارنا چاہیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی خطرناک ضرب لگا سکتا۔ اس کا جسم نیگٹ ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے جان بوجھ کر یہ سب کچھ کیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ راجر کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل سکے۔ کیونکہ احسن نے بتایا تھا کہ ہمت سے افراد ہمیشہ موجود ہیں۔ جب راجر کا جسم ڈھیلا پڑ گیا تو وہ اسے لٹھیتا ہوا کرے کے اندر لے گیا۔ کرے کے فرش پر قالین پٹھا ہوا تھا جس نے راجر کے جسم کو دروازے کی اوٹ میں قالین پر ڈالا اور پھر مطمئن گن لئے وہ ایک بار پھر راداری میں آیا۔ لیکن پھر پوری عمارت لٹھیم لینے کے باوجود اسے اور کوئی آدمی نہ ملا تو اس نے بے اختیار ایک فولیل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ احسن نے جھوٹ بولا تھا۔ راجر لڑے میں ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر ایک بار پھر تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ سیڑھیوں میں پہنچا تو اس نے صفدر کو راداری میں آتے ہوئے دیکھا۔ صفدر عمران کو دیکھ کر رک گیا۔

گیا۔ عمران کے ہاتھ اس طرح سرخ رنگ کے بنوں پر چلنے لگے جیسے کسی ماہر موسیقار کی انگلیاں بیانوبجاتے ہوئے حرکت کرتی ہیں۔ کرر کرر کی تیز آوازوں کے ساتھ اس کے ساتھیوں کی گردنوں کے گرد موجود پیلٹیں کھل کر عقبی دیوار میں غائب ہوتی چلی گئیں۔ جب سب ساتھی ان فولادی طوقوں سے آزاد ہو گئے تو عمران تیزی سے مڑ کر ان کی طرف بڑھا اور اس نے تنویر اور صفدر دونوں کے ہاتھوں کے کڑے بنن دبا کر کھول دیئے۔

”اپنے آپ کو اور باقی ساتھیوں کو کھولو۔ میں باہر جا رہا ہوں۔“ عمران نے ان دونوں سے کہا اور پھر تیزی سے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا۔ باہر موجود راداری کو پہلے ہی وہ دیکھ چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ کمرہ تہہ خانہ ہے اس لئے راجر اور اس کے دوسرے ساتھی لا محالہ اوپر والے حصہ میں ہی ہوں گے۔ وہ مشین گن پکڑے باہر راداری میں آیا۔ راداری ایک طرف سے بندھم جبکہ دوسری طرف اس کا اختتام سیڑھیوں پر ہوا اور ان سیڑھیوں سے اوپر ایک دروازہ تھا جو اوسے سے زیادہ کھلا ہوا تھا۔ عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا اور اس نے ایک لمحے کے لئے دروازے میں رک کر باہر جھانکا۔ یہ بھی ایک راداری تھی جس کے دونوں طرف کمرے کے دروازے تھے اور سامنے ایک برآمدہ اور اس کے بعد کھلا صحن نظر آ رہا تھا۔ ایک سرخ رنگ کی جدید ماڈل کی کار بھی برآمدے کی دوسری طرف کھڑی نظر آ رہی تھی۔ راداری خالی تھی۔ عمران تیزی سے آگے

”زیادہ کا مطلب ہوا کہ تم بہر حال میری خوبصورتی کو تسلیم کرتے
 ہو۔ چلو میرے لئے استہی کافی ہے۔ باقی کم یا زیادہ کا حساب تو کوئی
 نمبر ہی کر سکتا ہے۔ کیوں جو کیا۔“ عمران نے جویا کی طرف
 دیکھتے ہوئے بڑے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو کرے میں موجود
 مارے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”میرا دوت تو تنہا کی طرف ہوگا۔“ جویا نے مسکراتے ہوئے
 کہا تو تنہا کا چہرہ یکھت کھل اٹھا اور اس بار سارے ساتھی قہقہہ مار کر
 اٹھ پڑے۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ دوت تو ہم جنس کے حصے میں ہی آتا
 ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر تو جیسے تہہ خانے میں بے اختیار ہنسی
 کے فوارے سے بھوٹ پڑے۔

”اس دوران راجہ اور احسن دونوں کو زنجیروں سے جکڑ دیا گیا اور
 ان کے سر پکڑ کر صدر اور نعمانی کھڑے ہو گئے عمران مڑا اور سوچ
 بھل کی طرف بڑھ گیا چونکہ سوچ پھل پر باقاعدہ ضرب لگے ہوئے تھے
 ہی لئے عمران نے دی بین پریس کئے جن کے نیچے راجہ اور احسن
 لہوے ہوئے تھے۔ اسی لمحے کر کر کر کر تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان
 دونوں کی گردنوں کے گرد طوق بنا فولادی پلیٹیں فٹ ہو گئیں تو
 عمران مڑ کر ان کی طرف بڑھا۔

”کمیشن شکیل اب جہاں ضرورت پڑ گئی ہے۔ جہاں اقدار لبا ہے۔
 میں نے جہاں ہاتھ ان فولادی پلیٹوں سے اوپر ان کے ناک اور منہ

”فائرنگ کی آواز تو نہیں آئی۔“ صدر نے کہا۔
 ”پولیس والوں کی طرح خفیہ مار ماری ہے۔“ عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا اور صدر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران راجہ کو
 اٹھائے تہہ خانے میں داخل ہوا تو سب ساتھی آواز ہو چکے تھے۔
 ”راجہ اور احسن دونوں کو زنجیروں میں جکڑ دو اور صدر اور نعمانی
 ان دونوں کے سراس وقت تک پکڑے رکھیں گے جب تک میں ان
 کے گلے میں طوق نہ ڈال دوں اور سوائے تنہا اور جویا کے باقی سب
 باہر جا کر نگرانی کریں۔ کہیں اچانک کوئی آئے جائے۔“ عمران
 نے راجہ کو زمین پر لٹاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”یہ جویا اور تنہا کے ساتھ خاص رعایت کیوں ہے۔“ نعمانی
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آخر راجہ سے پوچھ گچھ کرنی ہے۔ کم از کم کوئی تو صورت یہاں
 ایسی ہونی چاہئے جسے دیکھ کر ہی وہ دشت زدہ ہو کر سب کچھ بتا
 دے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہاں مطلب ہے کہ ہماری شکلیں خوشفاک ہیں۔“ جویا نے
 غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے میں نے صرف ایک صورت کہا ہے۔ صورتیں نہیں
 کہا۔“ عمران نے کہا اور کہہ تمہوں سے گونج اٹھا۔

”تم سے تو میں زیادہ خوبصورت ہوں۔“ تنہا نے منہ بناتے
 ہوئے کہا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "مجھے کیا کسی کو بھی معلوم نہیں ہے؟..... راجر نے منہ بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تو تم سے گفتگو کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔"
 عمران نے بھی منہ بتاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیڑھی کر لی۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں سفائی کے تاثرات ابھرائے۔

"تم یقین کرو۔ مجھے یا کسی کو بھی ہینڈ کوارٹر کے بارے میں علم نہیں ہے۔..... راجر نے اس بار قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "تم فون پر کس سے بات کر رہے تھے؟..... عمران اس طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"لپے ایک دوست سے۔..... راجر نے جواب دیا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"اوکے۔ پھر اس دوست کی آمد کا انتظار کرو۔ کیونکہ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح تو ہم یہاں بھوکے پیاسے مرجائیں گے۔ یہاں گولی نہیں آئے گا۔..... راجر نے اور زیادہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا اپنا سیٹ اپ ہے۔ میں نے نہیں چاہتا کہ یہاں خواہ نگاہ قتل و غارت کردوں۔..... عمران نے جواب دیا۔ پھر وہ ایک طرف کھڑے تنویر اور جولیا کی طرف مڑ گیا۔

تک پہنچ جائیں گے۔ انہیں ہوش میں لانا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے ایک طرف کھڑے کیپٹن شیل سے کہا تو کیپٹن شیل مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور چند لمحوں بعد ہی احسن اور راجر دونوں کے ڈھکے ہوئے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے۔
 "اب ہم باہر جائیں۔..... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب میں اوپر گیا تھا تو راجر کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے کسی کو بلایا ہو۔"
 عمران نے کہا اور سوائے تنویر اور جولیا کے باقی سب ساتھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے احسن اور راجر دونوں ہی یکے بعد دیگرے کرلیچے ہوئے ہوش میں لگے۔

"تم۔ تم نے ہتھکڑی کیسے کھول لی۔..... احسن نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ راجر نے ہوش میں آتے ہی ہونٹ بھیچ لئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں سرخی سی نمودار ہو گئی تھی اور چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا لیکن وہ خاموش تھا۔

"میں نے بازی گری میں بھی ڈاکٹریت کی ہوئی ہے۔ البتہ یہ طوق بنا پیلشیں ایک نیا کام تھا۔ یہ یقیناً میرے ڈاکٹریت کے مقالے میں شامل ہے۔ تمہا اس لئے مجھے مجبوراً راجر صاحب کو جکڑ دینا پڑا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟..... اچانک راجر نے بڑے سرد لہجے میں پوچھا۔
 "صرف اس بات کو کہ سیشل سیشن کا ہینڈ کوارٹر کہاں ہے۔"

نران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں درست بتایا ہے کہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ہم
میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ صرف چیف جانسن کو اس کا علم
وگا۔" راجر نے کہا۔

"پھر وہی بات۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم یقین کرو مجھے واقعی نہیں معلوم۔" راجر نے اپنی بات پر
زور دیتے ہوئے کہا۔

"چیف جانسن کے علاوہ اور کوئی آدمی بتاؤ جسے ہیڈ کوارٹر کے
بارے میں علم ہو۔" عمران نے کہا۔

"صرف چیف جانسن ہی جانتا ہے۔ وہی وہاں کا انچارج ہے۔" راجر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے فون کسے کیا تھا۔" عمران نے کہا۔

"چیف جانسن کو۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ تم معاوضہ لیکر ابو نصر
کے بارے میں معلومات مہیا کرنے پر تیار ہو۔ تو اس نے کہا تھا کہ
جسٹا معاوضہ بھی تم طلب کرو تمہیں دے دیا جائے۔" راجر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا فون نمبر ہے اس کا۔" عمران نے پوچھا تو راجر نے فون

نمبر بتا دیا۔

"یہ فون کہاں نصب ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ البتہ اس نمبر پر اس سے بات ہو جاتی ہے۔"

"آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے ان سے کہا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔

"مسٹر عمران۔ کم از کم مجھے تو رہا کر دو۔ میں تو بس ایک عام سا

ملازم ہوں۔" لکھت احسن نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"اپنی مدد آپ کرو مسٹر۔" عمران نے مڑے بغیر کہا اور دروازہ

کھول کر باہر گیا۔ اس کے پیچھے تنہا اور جو لیا بھی باہر نکلے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ اس طرح ہمیں

چھوڑ کر مت جاؤ۔" اچانک اندر سے راجر کی چیخنی ہوئی آواز سنائی

دی اور عمران مسکراتا ہوا واپس اندر آگیا۔ راجر کے چہرے پر اب

ہواشیاں اڑ رہی تھیں۔ عمران کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس کے

چہرے پر قدروے اطمینان کے تاثرات ابھرائے۔

"سنو راجر۔ میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا ہے کہ میں خواہ مخواہ کی

قتل و غارت کا قاتل نہیں ہوں۔ ورنہ میرے لئے یہ کام کہیں زیادہ

آسان ہے کہ میں نریگر دباؤوں اور تم دونوں ہی لپٹنے انجام کو پہنچ جاؤ۔

اس لئے میں واقعی لپٹنے سناہیوں کے ساتھ تمہاں سے چلا جاؤں گا۔ اس

کے بعد کیا ہوتا ہے یہ تم بہتر سمجھ سکتے ہو۔ تم اسی حالت میں ایڑیاں

رگڑ رگڑ کر اور بھوک پیاس سے جڑبڑپ کر اہتہانی عبرت ناک انداز

میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ مجھے ہیڈ کوارٹر

کے بارے میں بتا دو۔ اگر تم نے مجھے سچ بتا دیا تو پھر میں تمہیں اس

گرفت سے آزاد کر کے صرف بے ہوش کر کے واپس چلا جاؤں گا۔

مجھے ہوئے تنہا رہنے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس کی اسی کمزوری سے تو میں نے فائدہ اٹھایا ہے ورنہ اس کی یہ ایک بوٹی کاٹ لی جائے تب بھی اس کی زبان نہ کھل سکتی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نے اس کی یہ کمزوری کیسے چیک کر لی“..... جولیانا نے پران ہو کر پوچھا۔

”اس کی آنکھوں کی مخصوص بناوٹ سے۔ ایسی آنکھوں والے افراد سسک سسک کر مرنے سے لاشعوری طور پر شدید خوفزدہ رہتے ہیں“۔ عمران نے جواب دیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ بہت جلدی معلومات حاصل کر لیں۔“ پر والی راہداری میں موجود صفدر نے انہیں آتے دیکھ کر حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ابھی کہاں۔ ابھی تو ابتدا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کمرے میں داخل ہو گیا جس میں سے راجہ باہر نکلتا تھا۔ وہاں ایک تپائی پر فون موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور انگوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔ کیونکہ انگوائری کے نمبر ہر جگہ ایک ہی رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے اسے یہ نمبر ڈائل کرنے سے پہلے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔

”انگوائری پلیئر“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں پہلے اس بات کی تصدیق کر لوں کہ تم نے درست نمبر بتایا ہے یا نہیں۔ اگر نمبر درست ہوا تو میں واپس آؤں گا ورنہ باہر سے ہی واپس چلا جاؤں گا“..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تمہیں چکر دینا ناممکن ہے۔ سنو۔ ہیڈ کو اڈر ٹر منگوبر قلعے کے اندر ہے اور قلعہ منگوبر چھاؤنی میں ہے۔ چیف جانسن وہیں رہتا ہے“..... راجہ نے یلخت چمکتے ہوئے کہا۔

”اب وہاں کا درست فون نمبر بھی بتا دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور راجہ نے ایک اور فون نمبر بتا دیا۔

”اوکے۔ میں چیک کرتا ہوں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”میں نے درست نمبر بتایا ہے۔ ہمیں اس حالت میں چھوڑ کر مت جاؤ۔ پلیئر“..... راجہ نے خوفزدہ لمحے میں کہا اور عمران اشتباہ میں آہلانا ہوا دروازے سے باہر راہداری میں آگیا۔ تنہا اور جولیانا اس کے پیچھے ہی باہر نکلے۔

”عجیب آدمی ہے۔ بظاہر تو مضبوط اعصاب کا لگتا ہے لیکن اس طرز چھوڑ کر جانے کی بات پر انتہائی خوفزدہ بھی ہو جاتا ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ ہم اسے زندہ چھوڑ کر بھی نہیں مار سکتے۔“

"اب دوسرا نمبر نوٹ کرو اور اس کا تفصیلی پتہ بتاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار اس نے دوسرا نمبر دوہرایا جو راجہ نے بتایا تھا۔
 "یس سر۔ میں ابھی بتاتی ہوں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
 "ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد انکو انری آپریٹر نے پوچھا۔

"یس۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ نمبر ٹاپ سیکرٹ نمبرز میں سے ہے سر۔ اس کے بارے میں لمبی کو بھی معلوم نہیں ہے سر۔ یہ سپیشل سیکرٹ ایکس چینج کا نمبر ہے سر۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔
 اوکے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل پلایا اور وہی پچھلے والا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔
 "یس۔ انتیلی جنس ہیڈ کو وارنر۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک وردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف سے بات کراؤ۔ میں راجہ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے مایا راجہ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 "آپ کا مطلب ہے ڈائریکٹر جنرل صاحب سے۔۔۔۔۔ دوسری طرف کہا گیا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز ملنی دی۔

"چیف سیکرٹری آفس سے بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے سخت اور تھکمانے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 "یس سر۔ ییس سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ نکلتا مودبانہ ہو گیا تھا۔

"ایک فون نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔
 عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ نمبر دوہرایا جو راجہ نے پہلے بتایا تھا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں۔ میں کمیونٹری سے چیک کر کے بتاتی ہوں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس۔۔۔۔۔ عمران نے اسی لہجے کہا۔
 "سر۔ یہ فون نمبر ناوہاؤس میں نصب ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پورا پتہ دوہراؤ۔۔۔۔۔ عمران نے سرگرمی سے کہا۔
 "سر۔ ناوہاؤس سرکل روڈ۔ جہاں انتیلی جنس کا ہیڈ کوارٹر۔
 جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ لڑکی کے لہجے پر حیرت کی جھلکیاں تھیں جیسے اسے اس بات پر حیرت ہو رہی ہو۔
 چیف سیکرٹری کے آفس سے فون کرنے والا ناوہاؤس کے بارے میں جانتا ہو۔

”ٹھیک ہے۔ کرا دو بات۔ اس طرح ہم اس درد ساری سے بچ جائیں گے۔“ آرتھر نے جواب دیا۔

”اگر تمہارا مشورہ ہے تو کراؤ تاہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اس میں الجھانے کی کیا بات ہے راجر۔ چیف نے ہماری ڈیوٹی لگائی ہے کہ اس سے ابو نصر کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ اب اگر وہ خود ہی یہ معلومات مہیا کرنے پر رضامند ہے تو ہماری درد مری ختم ہو جاتی ہے۔ چیف کو نجانے کیا سوچھی ہے کہ اس چکر میں اس نے انتیلی جنس کے سپیشل گروپ کو بھنسا دیا ہے۔“ دوسری طرف سے آرتھر نے کہا۔

”اوکے۔“ عمران نے اس انداز میں سر ملاتے ہوئے کہا جیسے اب اسے اصل بات کی سمجھ آئی ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دیا اور پھر دوسرے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔“ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”میں انتیلی جنس سپیشل سیل کا راجر بول رہا ہوں۔ چیف سے پاکیشیائی علی عمران کے بارے میں ایک اہم بات کرنی ہے۔“ عمران نے راجر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہولڈ آن کرو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس۔“ جانسن بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔“ چند لمحوں بعد

ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ ”لجے بے حد کثرت تھا۔“

”انتیلی جنس سپیشل سیل کا راجر بول رہا ہوں جناب۔“ عمران

”یس۔“ بولنے والے کے لہجے میں ہلکا سا اکڑہین نمایاں تھا۔

”راجر بول رہا ہوں۔“ عمران نے راجر کے لہجے میں بات

کرتے ہوئے کہا۔

”پھر مجھے فون کیوں کیا گیا ہے۔ آرتھر سے بات کرو۔“ دوسری

طرف سے اطمینانی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

گیا۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور کریڈل دبا کر ایک

بار پھر وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”انتیلی جنس ہیڈ کوارٹر۔“ دوسری طرف سے وہی پہلے والی

آواز سنائی دی۔

”آرتھر سے بات کراؤ۔“ میں راجر بول رہا ہوں۔“ عمران نے

کہا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ آرتھر بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے

بات کی گئی۔

”راجر بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا ہوا۔ اس عمران نے ابو نصر کے بارے میں کچھ بتا

ہے۔“ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”میں نے اس سے ابھی بات کی ہے۔ وہ کہتا ہے اس کی بات چیف

جانسن سے کراؤ۔ وہ اس سے فون پر بات کرے گا۔“ عمران نے

کہا۔

نصر کے بارے میں معلومات بھی موجود ہوں گی۔ لیکن ہو سکتا ہے وہ ڈائج وینا چاہتا ہو۔ یہ ایشیائی لوگ بے حد شاطر اور مکار ہوتے۔ لیکن میرے سامنے اس کی کوئی مکاری نہیں چل سکتی۔“ جانسن نے کہا۔

”بالکل جتنا۔ آپ کی بات درست ہے۔ آپ کے سامنے تو وہ ہمارے کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکے گا۔“ عمران نے کہا۔

”میرے سامنے تو بڑے بڑے شاطر اور مکار اپنی مکاریاں بھول لےتے ہیں۔ لیکن میرے پاس دقت نہیں ہے۔“ جانسن نے کہا۔

”جتنا۔ اگر آپ حکم دیں تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو بے دخل کر کے بھجوا دیا جائے۔ جب بھی آپ کو فرصت ملے۔ اس سے طومات حاصل کر لیں۔ آپ کے سامنے تو وہ کسی صورت بھی جھوٹ بول سکے گا۔“ عمران نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”ہو نہہ۔ تمہاری تجویز تو درست ہے لیکن میں اسے ہیڈ کوارٹر میں منگواسکتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں دقت نکال کر تمہارے ہاتھ ٹو پر آجاؤں۔“ جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”جیسے آپ بہتر سمجھیں جتنا۔ کیونکہ بہر حال آپ چیف ہیں۔“ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس سے فوری معلومات حاصل کے ابو نصر کو گرفتار کر لیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا۔ کیونکہ اگر اس کانوں اس عمران اور اس کے گروپ کی گرفتاری کی خبر پہنچ گئی تو

نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں۔ کیا وہ پاکیشیا سکیورٹ سروس کے لوگ ہیں۔ کیا تم نے کوئی واضح ثبوت حاصل کر لیا ہے ان سے۔ جس کی بنیاد پر حکومت پاکیشیا سے سرکاری سطح پر بات کی جاسکے یا مجھے ہی اپنی عقل استعمال کرنی پڑے گی۔“ جانسن نے اسی طرح کرحش لہجے میں کہا۔

”اس کا کہنا ہے کہ وہ فری لانسر ہے اس کے ساتھیوں کا تعلق اس کے ذاتی گروپ سے ہے اور اس کے گروپ کو ابو نصر نے ہار کیا ہے۔ تاکہ سپیشل سیل کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ کیا جاسکے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ہمیں پہلے ہی اطلاعات ملی تھیں کہ ابو نصر نے امداد کے لئے پاکیشیا سے رابطے کئے ہیں لیکن انہوں نے سرکاری طور پر کسی امداد سے معذوری ظاہر کر دی تھی چنانچہ اس نے اب یہ گروپ ہار کیا ہے۔ میرا پہلے ہی یہی خیال تھا اور آخر کار میرا خیال ہی درست نکلا۔“ جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن وہ کہتا ہے کہ ابو نصر کے بارے میں معلومات کسی بہت بڑے اور سب سے زیادہ ذمہ دار آفیسر کو ہی سپاہی کروں گا اور جتنا سب سے اہم اور ذمہ دار آفیسر تو آپ ہی ہیں۔“ عمران نے اس بات کو خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”اگر اسے واقعی ابو نصر نے ہار کیا ہے تو پھر اس کے پاس یقیناً

"ایسے ملکوں میں کام کرنے والے غیر ملکی افراد کی ایسی ہی نفسیاتی کیفیت ہوتی ہے"..... عمران نے رسیور کھ کر مسکراتے ہوئے کہا "لیکن تمہیں کیسے ان لوگوں کی نفسیاتی کمزوریوں کا اس طرح علم ہو جاتا ہے۔" پلور راجر کی حد تک تو بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ تم نے اس کی آنکھوں کی ساخت دیکھ کر قیافہ شناسی کر لی۔ لیکن جانسن سے تو صرف تمہاری بات ہی ہوئی ہے اور وہ بھی پہلی بار"..... تنویر نے کہا "تم نے اس کی باتوں سے اندازہ نہیں لگایا کہ وہ اس زعم کا شکار ہے کہ وہی سب سے قابل اور ذمہ دار آدمی ہے اور اس کے سامنے کسی لی مکاری اور عیاری نہیں چل سکتی۔ انہی فکروں سے اس کی نفسیاتی کمزوریوں کا پتہ چلتا ہے۔ میں نے تو صرف ان کمزوریوں کو استعمال کیا ہے۔ بہر حال اب وہ آ رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اکیلا ہی آئے گا کیونکہ اس کو تسلی ہو چکی ہے کہ ہم بے بس ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن بہر حال کسی نہ کسی کو تو بھانک کھولتے ہوئے سامنے آنا ہی پڑے گا"..... صفدر نے کہا۔

"اس نے محافظ کے بارے میں پوچھا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ سے محافظ کے بارے میں علم نہیں ہے اس لئے تم سب مختلف جگہوں پر چھپ جاؤ۔ میں بطور محافظ اس کا استقبال کروں گا۔ اس کے بعد جو لوگ دیکھا جائے گا"..... عمران نے کہا اور ان سب نے اثبات میں فرما دیا "اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھال چکے

ہو سکتا ہے کہ وہ ہوشیار ہو جائے"..... عمران نے اسے چکر دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم خاصے عقلمند آدمی ہو۔ لیکن بہر حال مجھ سے تو کم ہی ہو۔ ٹھیک ہے۔ اس کام میں در نہیں ہونی چاہئے۔ میں ابھی آ جاتا ہوں تاکہ اس اہم کام کو جلد از جلد منشا یا جاسکے۔ لیکن کیا عمران اور اس کے ساتھی پوری طرح بے بس ہیں"..... چیف جانسن نے کہا۔

"وہ جناب دیوار کے ساتھ زنجیروں میں پوری طرح جکڑے ہوئے ہیں اور فولادی کمیونرائزڈ طوق ان کی گردنوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس صورت میں ان کی صرف زبان ہی حرکت کر سکتی ہے۔ وہ خود حرکت نہیں کر سکتے"..... عمران نے جواب دیا۔

"پوائنٹ ٹو پرنکٹے محافظ ہیں"..... جانسن نے پوچھا۔
"صرف ایک محافظ ہے جناب۔ زیادہ کی یہاں ضرورت بھی نہیں ہے"..... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ تم محافظ سمیت میرا استقبال کرو گے"..... جانسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہاں کا تو ہر آدمی بی باون گرا معلوم ہوتا ہے۔ پہلے وہ راجہ صاحب ہیں۔ وہ سسک سسک کر مرنے کے تصور سے ہی خوفزدہ ہیں۔ دوسرے یہ جانسن صاحب ہیں جو اپنے آپ کو پوری دنیا میں سب سے عقلمند سمجھتے ہیں"..... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ادھر ادھر سے باقی ساتھی بھی سامنے آگئے۔

"جگد۔ اب اسے اٹھا کر تہہ خانے میں لے چلو اور اسے دوسرے لوگوں کے ساتھ باندھ دو"..... عمران نے چوہان سے کہا اور چوہان نے ہنک کر بے ہوش پڑے ہوئے غیر ملکی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

"یہ ہے جاسن ہی"..... صفدر نے کہا۔

"ابھی پتہ لگ جائے گا"..... عمران نے کہا اور چوہان کے ساتھ ہی وہ تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جیسے ہی وہ تہہ خانے میں داخل ہوئے راجہ اور احسن دونوں ہی بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ۔ یہ چیف جاسن۔ یہ یہاں"..... لکھت راجہ نے حیرت کی شدت سے چیخے ہوئے کہا کیونکہ چوہان نے کاندھے پر لدے ہوئے غیر ملکی کو فرش پر لٹا دیا تھا اور راجہ اس کا چہرہ سامنے آتی ہی جمع پڑا تھا۔

"میں نے سوچا کہ دو سے تین بچلے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ راجہ نے کنفرم گر دیا تھا کہ یہی جاسن ہے۔ عمران کے باقی ساتھی بھی تہہ خانے میں آگئے تھے سچا خچہ جلد ہی انھوں بعد راجہ اور احسن کے ساتھ جاسن کو بھی اسی طرح زنجیروں اور فولادی طوق میں جکڑ دیا گیا۔

"یہ یہاں کیسے آگیا۔ یہ تو کسی صورت بھی کہیں نہیں جاتا"۔ راجہ کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

"بلانے والے کی طلب سچی ہو تو آنے والا ہی جاتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور راجہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

تھے جبکہ عمران پچانک کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ مشین گن ابھی تک اس کے کاندھے سے لگی ہوئی تھی۔ تقریباً دس منٹ بعد باہر سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو عمران نے جلدی سے پچانک کا بڑا کنڈا کھولا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس نے ایک بڑا پٹ کھولا اور پوری رفتار سے دوڑ کر دوسرے پٹ کی آڑ میں ہو گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کار میں بیٹھے ہوئے افراد اسے غور سے نہ دیکھ سکیں اور صرف اس کے کاندھے سے لگی ہوئی مشین گن پر ہی ان کی نظر پڑے۔ دوسرا پٹ کھلتے ہی سیاہ رنگ کی ایک جدید ماڈل کی رولس رانس کار تیزی سے اندر داخل ہوئی اور عمران پچانک کے بڑے پٹ کی اوٹ سے یہ دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کہ اس کی توقع کے عین مطابق جاسن اکیلے آیا تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر ادھر ادھر چہچہے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور خود اس نے اطمینان سے پچانک بند کرنا شروع کر دیا۔

"یہ۔ یہ راجہ کہاں ہے۔ وہ محافظ"..... کار سے نکل کر اس غیر ملکی نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح جھٹکا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے چھپے ہوئے چوہان نے بڑی ہوشیاری سے اچانک اس پر چھلانگ لگائی تھی۔ عمران نے پچانک بند کیا اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھ آیا۔ جاسن نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن چوہان کی ایک ہی لٹ اسے دنیا دانیہا سے بے نیاز کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی

کیپٹن شکیل چونکہ تم کیپٹن ہو۔ اس لئے چیف صاحب کو ہوش میں لانے کا اعزاز ہمیں ہی ملنا چاہئے۔..... عمران نے کیپٹن شکیل مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے پہلے لی طرح ہاتھ اٹھا کر اور پلیٹ کے اوپر لاکر جانسن کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب جانسن کے جسم میں رکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو کیپٹن شکیل جچے ہٹ گیا فوڈی در بعد جانسن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے چند فوٹ تک تو اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی پھر جیسے ہی شعور کی لہک بیدار ہوئی تو وہ بے اختیار جچ پڑا۔

”یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب تجھے۔ میرا مطلب ہے مجھے۔ اودہ۔ اودہ۔ ابر تم۔ یہ۔ یہ کون ہیں۔ یہ سب کیا ہے۔“..... جانسن نے بری لڑجھک بول کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنی حالت پر کسی طرح یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

”تم بے حد عقلمند تھے ناں اور بزرگوں کا کہنا ہے کہ زیادہ عقلمندی اور حماقت کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اس لئے جیسے ہی تم نے یہ رد کر اس کی تم اس حال کو پہنچ گئے۔“..... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ جانسن کے بولتے ہی عمران کنفرم ہو گیا تھا کہ یہ اچھی چیف سیکرٹری کا فوجی مشیر اور سپیشل سیکشن کا چیف جانسن ہی ہے۔

”تم۔ تم کون ہو۔“..... جانسن نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے

”ٹائیگر۔“..... اچانک عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔
”یہں باس۔“..... ایک طرف کھڑے ہوئے ٹائیگر نے چونک کر جواب دیا۔

”راجہ کی نکلاشی لو۔ جب یہ پہلی بار یہاں آیا تھا تو اس کے ہاتھ میں ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ موجود تھا۔ وہ یقیناً اس کی جیب میں ہوگا۔“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ملاتا ہوا تیزی سے ذخیرہ میں جھلکے ہوئے راجہ کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ اس کی ایک جیب سے وہ آلہ برآمد کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔

”اے۔ اے۔ اسے مت استعمال کرنا۔ ورنہ ہم مرجائیں گے۔“ راجہ نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

”اگر تم اس کی تفصیل کے بارے میں بتاؤ تو استعمال نہیں کروں گا۔ ورنہ بہر حال تجربہ تو ضروری ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ یہ الیکٹریک شاکر ہے۔ اس پر بٹن ہیں جو بٹن بھی پریس کیا جائے گا اس نمبر کی فولادی پلیٹ میں کرنٹ آجاتا ہے اور جتنا زیادہ دبایا جائے اتنی ہی تیز کرنٹ آتا ہے۔ لیکن زیادہ کرنٹ سے آدمی ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔“..... راجہ نے فوراً ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اذیت میں سر ملادیا کیونکہ اب وہ اس الیکٹریک شاکر کی صحیح نوعیت کو پوری طرح سمجھ گیا تھا۔ اس نے الیکٹریک شاکر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

سے الیکٹرک شاک نکال کر اس نے ایک بن دبا کر اسے آن کیا اور پھر اس پر موجود بنوں میں سے اس بن پر انگلی رکھ دی جس پر وہی نمبر درج تھا جو جانسن کے سر کے اوپر دیوار پر لکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ سے بن کو دبایا تو کرہ ٹکٹ جانسن کے حلق سے نکلنے والی جیٹوں سے گونج اٹھا۔ اس کا جسم انتہائی بری طرح تڑپا تھا۔

"یہ سب سے کم پاور الیکٹرک شاک ہے جانسن۔ اس لئے سب کچھ بتادو۔ ورنہ"..... عمران کا لہجہ ٹکٹ سرد ہو گیا۔

"رک جاؤ۔ مجھے جھوڑ دو۔ یقین کرو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ میں تم سے ابونصر کے بارے میں بھی نہ پوچھوں گا۔ مجھے جھوڑ دو۔" جانسن نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی ضرورت سے زیادہ عقلمند ہو اور شاید اسی لئے یہاں کی حکومت نے تمہیں اپنا مشیر بنا رکھا ہے"..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بن پر رکھی ہوئی انگلی کو ایک بار پھر دبا دیا۔ اس بار چونکہ دباؤ ذرا زیادہ تھا اس لئے کرہ جانسن کے حلق سے نکلنے والی مسلسل جیٹوں سے گونج اٹھا۔ جانسن کی حالت ٹکٹ انتہائی غیر ہو گئی تھی۔ اس کا پورا جسم پانی سے نکلی ہوئی پھلی کی طرح پھڑک رہا تھا۔ حتیٰ کہ چہرے کے عضلات بھی اس طرح پھڑک رہے تھے جیسے کسی نے ان میں پارہ بھر دیا ہو۔ اس کی زبان باہر نکل آئی تھی اور آنکھیں ابل آئی تھیں۔ عمران نے انگلی ہٹائی تو آہستہ آہستہ جانسن کی جیٹیں مدھم پڑتی چلی گئیں اور پھر وہ کرہ بسنے لگا۔

لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں اور یہ بھی سن لو کہ راجر کی آواز میں فون پر تم سے بات چیت بھی میں نے ہی کی تھی اور تم جیسے عقلمندی کے زعم میں بسلا آدمی کو کہاں بلانے پر مجھے زیادہ محنت نہیں کرنا پڑی"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر میں تو راجر کی آواز پہچانتا ہوں"..... جانسن نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"بس اب میرا انٹرویو ختم۔ اب جہاز انٹرویو شروع"..... عمران نے اس بار راجر کے لہجے میں کہا تو جانسن کے ساتھ ساتھ راجر اور احسن کے چہروں پر بھی شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم۔ تم کیا چاہتے ہو۔ سنو۔ اگر تم معاوضہ چاہتے ہو تو جتنا بھی معاوضہ کہو۔ میں دینے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے علاوہ بھی تم جو چاہتے ہو وہ میں تمہیں دے سکتا ہوں۔ تم بس بتادو کہ تم یہ چاہتے ہو"..... جانسن نے کہا۔

"میں استا چاہتا ہوں کہ تم سپیشل سیکشن کے ہیڈ کو ارڈر کے بارے میں پوری تفصیلات بتادو"..... عمران نے کہا۔

"کک۔ کک۔ کون سا سپیشل سیکشن۔ میں تو چیف سیکرٹری خصوصی مشیر ہوں۔ مجھے کسی سیکشن کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے"..... جانسن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ جیسے جہازیں مرضی"..... عمران نے کہا اور پھر جیسے

”دیکھو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں۔ یا تو مجھے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دو یا پھر واقعی بہادری سے موت کو گلے لگا لو۔ ہیڈ کوارٹر میں خود ہی تلاش کروں گا۔“ عمران نے مشین گن کا رخ جانسن کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

”بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ لیکن پہلے وعدہ کرو کہ تم مجھے نہیں مارو گے۔ مجھے جھوڑو گے۔“ جانسن نے اس بار انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اگر تم واقعی سچ بچاؤ گے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں گولی نہیں ماروں گا۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہیڈ کوارٹر پہاڑی کے اندر ہے۔ انتہائی خفیہ ہے۔ وہاں کوئی وحی نہیں جاسکتا۔ کسی طرح بھی۔“ جانسن نے کہا۔

”لیکن ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ ہیڈ کوارٹر منگوچر فورٹ کے اندر ہے۔ منگوچر جھاڑنی اس کے گرد ہے۔“ عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”ہم نے جان بوجھ کر یہ بات پھیلایا ہوئی ہے۔ ویسے وہاں میرا قہر ہے۔“ جانسن نے جواب دیا۔

”ہیڈ کوارٹر کی پوری تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے کہا اور جانسن نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ پھر عمران اس سے سوالات کرتا گیا اور انہن کی چونکہ قوت ارادی الیکٹریک شاک اور موت کے خوف کی وجہ سے مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی اس لئے وہ عمران کے سب سوالوں کے جواب دیتا چلا گیا۔

”اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ بتا دو۔ ورنہ۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”مجھے مار ڈالو۔ مجھے گولی مار دو۔ مجھے مار ڈالو۔“ یکھت جانسن نے ہڈیانی انداز میں چپختے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو یہ بھی پوری ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر ہاتھ میں لے لی۔

”مار ڈالو۔ مجھے مار ڈالو۔“ جانسن نے اسی ہڈیانی کیفیت میں کہا۔ ”تم نے ابھی صرف موت کا نام ہی سنا ہے۔ میں تمہیں پہلے موت کا منظر دکھا دوں۔ پھر بھی اگر تم کہو گے تو پھر تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دوں گا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ راہجر کی طرف کیا اور دوسرے لمحے مشین گن چلنے کی آواز اور راہجر کی گٹھی گٹھی جھج سے کرہ گونج اٹھا۔ مشین گن کا پورا برست اس کے جسم میں اتر گیا تھا۔

”اب دیکھو مرنے والے کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور اگر ابھی پوری طرح نہ دیکھ سکو تو پھر دوسرا برست اس محافظ کے سینے میں اتار دیتا ہوں۔“ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا جبکہ محافظ احسن خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔

”نہیں نہیں۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے۔ تم تو۔ تم تو قالم ہو سفاک ہو۔“ جانسن نے اس بار انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

نے کہا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ تو واقعی دھماکہ خیز خبر ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ کلف نے ہونٹ ہینچتے ہوئے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جیگر بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”باس۔ آپ نے مجھے عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کا حکم دیا تھا چنانچہ میں یہاں سے سیدھا وہاں گیا۔ ٹیلی ویو ڈکٹافون وہاں پہلے ہی موجود تھا اس لئے میں وہاں ان کی نگرانی کرنے لگا۔ اس دوران میں نے اٹیلی جنس کے سپیشل سیل کے چیف آر تھر اور اس کے اسسٹنٹ راجر کو اپنے کئی ساتھیوں سمیت وہاں دیکھا۔ انہوں نے وہاں پہنچنے ہی کو ٹھہری کے چاروں طرف پھیل کر اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے بے شمار فائر کئے اور پھر وہ سب گیس ماسک پہنے اندر داخل ہو گئے۔ چونکہ ان کے گیس ماسکس کے اندر ٹرانسمیٹر نصب تھے مائے ان کی آوازیں مجھ تک پہنچ رہی تھیں۔ آر تھر نے راجر سے کہا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹیلی جنس کے پوائنٹ ٹو پر لے آئے اور وہاں ان پر تشدد کر کے ان سے معلومات حاصل کرے کہ کیا ہاکا تعلق پاکستانی سیکرٹ سروس سے یا نہیں۔ اس کے بعد ایک بڑی رن میں وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈال کر لے گئے۔ چونکہ وہ ان کے پوائنٹ ٹو کے محل وقوع کا علم تھا اس لئے میں نے فوری طور پر ان کے پیچھے جانے کی بجائے مناسب بھی سمجھا کہ میں کو ٹھہری کے دورے ٹیلی ویو ڈکٹافون کے لوں پھر اسے وہاں جا کر فائر کر دوں تاکہ

کرے گا دروازہ زور دار دھماکے سے کھلا تو آرام کرسی پر نیم دراز کلف بے اختیار چونک پڑا۔ دروازے سے جیگر انتہائی متوحش چہرہ لئے اندر داخل ہو رہا تھا۔

”کیا مصیبت ہے۔ کیا تم آرام سے اندر نہیں آ سکتے تھے۔“ کلف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”بب۔ بب۔“ باس غصب ہو گیا۔ چیف جانسن عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ”..... جیگر نے کلف کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسی طرح متوحش لہجے میں کہا تو کلف بے اختیار جھل کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نفے میں تو نہیں ہو.....“ کلف نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ واقعی ایسا ہو چکا ہے.....“

ہے تاکہ اسے تباہ کر سکے۔ میں نے سوچا کہ میں جا کر آتھر کو اطلاع کر دوں تاکہ آتھر اپنے ساتھیوں سمیت آکر انہیں کوڑ کر لے۔ میں نے قریبی مارکیٹ جا کر آتھر کو فون کیا تو پتہ چلا کہ آتھر کہیں گیا ہوا ہے انہوں نے مجھے وہاں کا نمبر دے دیا۔ میں نے وہاں فون کیا تو وہاں سے بھی آتھر جا چکا تھا۔ میں ناکام ہو کر واپس گیا تو وہاں کو بھی خالی پڑی ہوئی تھی اور جانسن کی لاش بھی غائب تھی۔ شاید وہ اسے ساتھ لے گئے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ یہ لوگ واپس اپنی رہائش گاہ پر گئے ہوں گے اس لئے میں وہاں پہنچا لیکن یہ وہاں بھی موجود نہ تھے۔ سہتاچہ میں آپ کے پاس آگیا ہوں..... جیگانے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ تو انتہائی خطرناک ترین صورت حال ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی اب نظر بھی نہ آئیں گے اور وہ سپیشل سیکشن کا ہیڈ کوارٹر بھی قینا تباہ کر دیں گے۔ عمران جانسن کے میک اپ میں یہ سارا کھیل سانی سے کھیل لے گا..... کلف نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”پھر باس۔ اب کیا کیا جائے..... جیگانے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”صرف ایک پوائنٹ ہمارے حق میں جاتا ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ جانسن کے میک اپ میں عمران ہے اور ہیڈ کوارٹر جہاں بھی ہوگا۔ پھر حال فوری طور پر تو عمران وہاں نہ پہنچ سکے گا۔ وہ لا محالہ اس کے لئے کوئی خاص منصوبہ بندی کرے گا اس لئے اسے پکڑا جا سکتا ہے۔“

اب نے کہا۔

ان کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سن سکوں اور کارروائی دیکھ سکوں۔ سہتاچہ میں کو بھی کے اندر داخل ہو گیا لیکن میری حماقت کہ مجھے یہ خیال ہی نہ رہا کہ اندر بے پناہ گیس فائر کی گئی تھی سہتاچہ کو بھی کے اندر داخل ہوتے ہی اس گیس کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا پھر مجھے ہوش آیا تو کافی وقت گزر چکا تھا۔ پھر بھی میں دھکا فون لے کر پوائنٹ ٹو کی طرف بھاگا۔ وہاں جا کر میں نے ٹیلی ویو اندر فائر کیا اور پھر جب میں نے اسے مانیٹر کا شروع کیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک تہہ خانے میں راجر اور ایک مقامی آدمی کی لاشیں زنجیروں میں جکڑی ہوئی موجود تھیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور ایک دوسرے کمرے میں عمران اور اس کے سب ساتھی صحیح سلامت موجود تھے اور سب سے حریت انگیز بات یہ تھی کہ فرش پر جانسن کی لاش بھی پڑی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی اور عمران اپنے چہرے پر جانسن کا میک اپ کر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ لوگ باتیں بھی کر رہے تھے۔ ان کی گفتگو سے پتہ چلا کہ اس عمران نے کسی طرح جکڑ دے کر اپنے آپ کو راجر کی قید سے چھوڑا لیا اور پھر راجر کو قید کر کے اس سے جانسن کے بارے میں معلومات حاصل کیں اس کے بعد اس نے فون پر بطور راجر جانسن سے بات کی اور جانسن اکیلا وہاں پہنچ گیا۔ پھر عمران نے اسے قید کر کے اس پر تشدد کر کے اس سے سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنی ہیں اور اب وہ خود جانسن کے میک اپ میں اپنے ساتھیوں سمیت اس ہیڈ کوارٹر پر جاوا

”وہ کیسے پاس..... جیگار نے چونک کر پوچھا۔

”پیشل سیکشن کا ہیڈ کو اڑا کر انچارج کرنل ناروٹ میرا دوست ہے وہ بھی میرے ساتھ ایکریمن ملٹری انٹیلی جنس میں رہ چکا ہے اور اس عمران اور اس کی کارکردگی سے اچھی طرح واقف ہے۔ جانسن نے یقیناً اسے عمران کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہو گا اور ہماری اطلاع کو بھی جانسن نے اتنی اہمیت نہیں دی جتنی اسے دینی چاہیے تھی۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ لپٹے سیکشن کو ان کے مقابلے پر لے آتا۔ اس کی بجائے وہ انٹیلی جنس کے پیشل سیل کو ان کے مقابلے پر لے آیا اور پھر اس نے بڑی حماقت یہ تھی کہ وہ اکیلا وہاں چلا گیا۔ بہر حال اگر کرنل ناروٹ کو اس ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا جائے تو وہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹرپ کر کے ختم کر دے گا..... کلف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کرنل ناروٹ سے رابطہ کر سکتے ہیں..... جیگار نے کہا۔

”ہاں۔ میرے پاس اس کی مخصوص فریکوئنسی موجود ہے۔ وہ چونکہ میرا دوست ہے اس لئے اس کے ساتھ اکثر گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ میں ٹرانسمیٹر لے آتا ہوں اور تمہارے سامنے ہی اس سے بات کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے کوئی مزید تفصیل معلوم کرے..... کلف نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ ساتھ پر موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ دوسری طرف موجود کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا وسیع

فیصلہ عمل کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر میرے رکھا اور اس پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ کلف کاننگ کرنل ناروٹ۔ اوور..... ٹرانسمیٹر آن کر کے اس نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

”میں کرنل ناروٹ اٹنڈنگ۔ اوور..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کرنل ناروٹ۔ تمہارے لئے ایک اہم خبر ہے اور.....“

”اہم خبر۔ کونسی۔ اوور..... دوسری طرف سے کرنل ناروٹ لمبے میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

”تمہارے چیف جانسن کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوور..... کلف نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں تک کوئی جواب نہ آیا۔ پھر

”تک کرنل ناروٹ کی تجلجی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تم۔ تم نفٹے میں تو نہیں ہو۔ کہیں تمہارا دماغ خراب تو نہیں ہو۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ اوور.....“

”وٹ نے حلق کے بل جھنجھتے ہوئے کہا اور کلف بے اختیار مسکرا دیا۔

”نہ ہی میں نفٹے میں ہوں اور نہ میرا دماغ خراب ہوا ہے۔ یہ سو

بد درست خبر ہے اور یہ بھی سن لو کہ پیشل سیکشن کا ہیڈ کو اڑا کر وقت شدید خطرے کی زد میں ہے۔ میں صرف دوستی کی خاطر

جی آگاہ کر رہا ہوں۔ اوور..... کلف نے منہ بناتے ہوئے جواب

بشن کے خلاف کام کر رہا ہے۔ اور..... کلف نے جواب دیتے
کے کہا۔

• علی عمران یہاں کام کر رہا ہے سیشل سیکشن کے خلاف۔ کیا
لب۔ پاکیشیا کے ساتھ تو راڈان کے انتہائی اچھے دوستانہ تعلقات
ہے اور علی عمران کے متعلق میں نے اب تک جو کچھ پڑھا ہے اس کے
مابین وہ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور سیکرٹ
وس ایک سرکاری ادارہ ہے۔ وہ کیسے راڈان کے خلاف کام کر سکتا
ہے۔ اور..... کرنل ناروٹ نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ علی عمران اس بار اپنے نو
آہنیوں کو ساتھ لے کر یہاں دارالحکومت پہنچا۔ میرے گروپ کے
انہیں ہوٹل انجیر میں کھانا کھاتے چیک کر لیا۔ اس نے مجھ
بات کی تو میں نے اس کی نگرانی کرائی۔ پھر یہ لوگ ہوٹل سے
ہر ایک کالونی کی کوٹھی میں پہنچ گئے۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ ان کا
بعد سیشل سیکشن کے ہیڈ کوآرٹر کے خلاف کام کرنا ہے۔ چنانچہ
انہیں ہمارے چیف جانسن کو فون کر کے ساری تفصیل بتا دی۔
انہوں نے کس اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کی
اہل تمہیں جیگا بتائے گا۔ جس نے ابھی آکر مجھے تفصیلی رپورٹ
دے۔ اور..... کلف نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اس طرح مجھے زیادہ تفصیلی رپورٹ مل جائے گی۔
..... دوسری طرف سے کرنل ناروٹ نے کہا تو جیگا نے اسے

دیا۔

• اوہ۔ اوہ۔ مگر یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ چیف جانسن کس طرح
ہلاک ہو سکتے ہیں۔ کون ایسا کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ کیا کسی
رجعت پسند کا کام ہے۔ کیا ہوا ہے۔ پلیز کلف۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ تم
نے تو میرے دماغ پر ایٹیم بم فائر کر دیا ہے۔ یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو
اور..... کرنل ناروٹ کی آواز بتا رہی تھی کہ واقعی یہ خبر اس کے
لئے ایٹیم بم ہی ثابت ہوئی ہے۔

• اپنے آپ کو پوری طرح کنٹرول میں رکھو کرنل ناروٹ۔ حالات
بے حد نازک ہیں۔ اگر تم کہو تو میں دس پندرہ منٹ بعد تمہیں دوبارہ
کال کروں گا تب تک تم اپنے آپ کو سنبھال لو۔ اور..... کلف
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

• اوہ۔ اوہ۔ نہیں۔ ٹھیک ہے کلف۔ اب میں بالکل ٹھیک ہوں
تم نے دراصل خبری ایسی بتائی ہے جس نے میرے اعصاب پر اثر کر
دیا تھا۔ بہر حال اب میں ٹھیک ہوں۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ جہاں کا
مہربانی۔ اور..... کرنل ناروٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

• پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کو تم جلتے ہو اور.....
کلف نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

• ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہاں علی عمران کا کیا ذکر
اور..... کرنل ناروٹ کے لہجے میں حیرت تھی۔

• یہ کام علی عمران نے ہی کیا ہے۔ وہ یہاں پہنچ چکا ہے اور سیشل

میرا اس سے دو تین بار معمولی سا نکر او بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے میں اس کی فطرت کو کئی حد تک جانتا ہوں۔ تم نے اس کے بارے میں صرف سنا ہوا ہے اور پڑھا ہوا ہے۔ اس لئے تم نے اگر اسی طرح جوش میں آکر جیسا کہ اب جوش اور غصے میں بول رہے ہو۔ کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کی تو پھر نتیجہ تمہاری توقع کے برعکس بھی نکل سکتا ہے۔ تمہیں انتہائی ٹھنڈے دماغ کے ساتھ اس کے خلاف کارروائی کرنی پڑے گی۔ اور۔۔۔۔۔ کلف نے کہا۔

”میں تمہاری بات سمجھ گیا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کلف کہ تم اس گیس میں میری مدد کرو۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے کہا۔

”مدد تو کر رہا ہوں۔ میں نے پہلے بھی چیف جانسن کو اطلاع دی تھی اور اب تمہیں بھی بتا رہا ہوں۔ اگر یہ گیس ہمارے گروپ کا ہوتا تو پھر میں خود ہی اس سے نمٹ لیتا۔ لیکن ہمارے گروپ کو ایسے اہوں سے بالکل لا تعلق رہنے کا حکم ہے۔ اس لئے میں صرف اطلاع دے سکتا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس آ جاؤ۔ کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ تم ایسے معاملات کو بہترین انداز میں ذیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے کہا۔

”یہ تمہاری مہربانی ہے کرنل ناروٹ کہ تم میرے متعلق ایسا پوچھتے ہو۔ لیکن میں ذاتی طور پر تو تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ سرکاری طور پر نہیں۔ اور۔۔۔۔۔ کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تمام رپورٹ دوہرا دی جو اس سے پہلے وہ کلف کو بتا چکا تھا۔
”تم نے سن لی ہے تفصیل۔ اور۔۔۔۔۔ کلف نے کہا۔

”ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف جانسن سے بہت بڑی حماقت ہوئی ہے۔ اسے یہ کام ہمارے سپرد کرنا چاہئے تھا جبکہ اس نے یہ کام انتہائی جنس کے سپیشل سیل کے ذمے ڈال دیا۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال تھا۔ بہر حال اب تم بتاؤ۔ تمہارا کیا پروگرام ہے۔ عمران جانسن کے روپ میں تمہارے پاس پہنچے گا۔ اور۔۔۔۔۔ کلف نے کہا۔

”تمہارا بے حد شکریہ کلف۔ تم نے حقیقتاً یہ اطلاع دے کر سپیشل سیکشن کو بچایا ہے۔ اب میں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا ایسا حشر کروں گا کہ ان کی نسلیں بھی صدیوں تک جیتتی رہیں گی۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہارا اس عمران سے کبھی نکر او ہوا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ کلف نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نے اس کے بارے میں سنا ہے اور پڑھا ہوا ہے کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کرنل ناروٹ۔ عمران بے حد چالاک، شاطر اور عیار آدمی۔ وہ ہر قسم کی آوازیں اور لہجے بھی بنا لیتا ہے اور میک اپ کا بھی ماہر

ہیں سر ہلادیا اور پھر میرے رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے پڑی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 "ہیں۔ پلی اے ٹو چیف سیکرٹری..... ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔"

"سپیشل گروپ کا چیف کلف بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری صاحب کو انتہائی اہم اور امیر جنسی اطلاع دینی ہے۔ وہ جہاں بھی ہوں میری ان سے فوری بات کرائیں..... کلف نے بھی باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔"

"ہیں سر۔ ہولڈ آن کریں۔ میں بات کرتا ہوں..... دوسری طرف سے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔"

"ہیلو..... چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی اور کلف فوراً پہچان گیا کہ یہ چیف سیکرٹری صاحب ہیں۔ جن کا رتبہ وزیراعظم کے برابر ہوتا ہے۔"

"سر میں سپیشل گروپ کا چیف کلف بول رہا ہوں۔ ایک انتہائی مخلص ناک خبر ہے میرے پاس۔ آپ کے فوجی مشیر اور سپیشل میٹشن کے چیف جانسن صاحب کو ہلاک کر دیا گیا ہے..... کلف نے مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے..... چیف سیکرٹری کے لہجے میں یقین نہ آنے والا تاثر موجود تھا۔
 "ایسا ہو چکا ہے سر اور ایسا کرنے والا پاکیشیا سیکرٹ سر دوس کے

"میں بھی ذاتی طور پر ہی درخواست کر رہا ہوں۔ تم میرے ہیڈ کو آرثر آجاؤ۔ پھر مجھے خاصا اطمینان رہے گا۔ اور..... کرنل ناروٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔"

"ہاں۔ ذاتی طور پر تو ایسا کر سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں اور جیگار دونوں آجاتے ہیں۔ جیگار نے چونکہ عمران کے ساتھیوں کو دیکھا ہوا ہے اس لئے اس کی موجودگی بھی مفید ثابت ہوگی۔ لیکن ہم کیسے تمہارے ہیڈ کو آرثر پہنچیں گے۔ ہمیں تو اس کا علم بھی نہیں ہے۔ اور..... کلف نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔"

"مجھے تمہارے ہیڈ کو آرثر کا تو علم ہے۔ میں خصوصی ہیلی کاپٹر بھی بھجوا رہا ہوں۔ وہ تمہیں اور جیگار کو لے آئے گا۔ اور..... کرنل ناروٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔"

"ٹھیک ہے۔ بھجوا دو ہیلی کاپٹر۔ اور..... کلف نے کہا اور دوسری طرف سے اور ایڈن آل کی آواز سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔"

"باس۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں چیف سیکرٹری صاحب کو چیف جانسن کی موت کی اطلاع دے دینی چاہئے..... جیگار نے کہا۔
 "اوہ ہاں۔ یہ واقعی ضروری ہے۔ لیکن پھر ہمیں پوری تفصیل بتانا پڑے گی..... کلف نے کہا۔"

"کوئی ہرج نہیں ہے باس۔ اس طرح ہم سرکاری طور پر ہر قسم کے نتائج سے محفوظ رہیں گے..... جیگار نے کہا تو کلف نے اثبات

کر تل ناروٹ کو بھی میں اس بات سے آگاہ کر دیتا ہوں۔ مجھے
یقین ہے کہ اب اب مجھے اچھی خیر سنائیں گے۔ گڈ بائی۔ چیف

”آپ نے انتہائی فرض شای کا ثبوت دیا ہے مسٹر کلف۔ کیا آپ جانسن کی جگہ نہیں لے سکتے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سپیشل سیکشن کی حفاظت زیادہ بہتر انداز میں کر سکتے ہیں۔ سپیشل سیکشن ہمارے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ اس نے اب تک حکومت کے باغیوں کو ٹھکانے لگانے میں اہم کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ

عمران اپنے ساتھیوں سمیت گھنے پہاڑی جنگل میں واقع ایک غار کے اندر موجود تھا۔ اس کے بہرے پر میک اپ ضرور تھا لیکن یہ میک اپ مقامی لوگوں جیسا تھا۔ جبکہ جو لیا سمیت باقی سب ساتھیوں نے ہی مقامی میک اپ کر رکھے تھے۔ عمران نے جانسن سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی تھی اور اس وقت اس کے ہن میں یہی پلاننگ تھی کہ وہ جانسن کے میک اپ میں ہیڈ کوارٹر پہنچے ساتھیوں سمیت پہنچ جائے گا اور پھر ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کر دے گا اور سپیشل سیکشن کے تمام سینئروں کو بھی۔ لیکن ابھی اس نے میک اپ مکمل ہی کیا تھا کہ جوہان نے آکر اطلاع دی کہ ایک اہستانی جدید ہیلی دیو ڈکنا فون یہاں موجود بھی ہے اور وہ کام بھی کر رہا ہے۔ یہ اطلاع سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا اور جب اس نے جا کر اس ڈکنا فون کو دیکھا تو وہ واقعی کام کر رہا تھا۔ سہتا نچہ عمران نے فوری طور پر

سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور کلف نے بھی رسیور رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لیا۔
”مبارک ہو جناب سہرچیف سیکرٹری کے فوجی مشیر کا عہدہ بہت بڑا عہدہ ہے۔“..... جیگار نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ یہ واقعی میرے لئے اعلیٰ عہدہ ہے کم نہیں ہے۔ لیکن میں تمہیں بھی اس مسرت میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اب سپیشل سیل کے چیف میری بجائے تم ہو گے۔“..... کلف نے کہا تو جیگار بے اختیار مسرت سے اچھل پڑا۔

”مم۔ مم۔ میں۔ آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ میں چیف ہونے کے باوجود آپ کا ماتحت رہوں گا سر۔“..... جیگار نے اہستانی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو کلف نے اہبات میں سر ہلا دیا۔

مطلوبہ اسلحہ مل گیا تھا بلکہ وہاں سے دو جدید اور مکمل میک اپ باکس بھی مل گئے تھے جو عمران ساتھ لے آیا تھا اور انہی میک اپ باکس کی مدد سے اس نے نہ صرف اپنا بلکہ اپنے تمام ساتھیوں پر مقامی میک اپ کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ ان کاروں اور جانسن کی لاش کو اس کوٹھی میں چھوڑ کر باہر نکل آئے تھے۔ پھر وہ ایک مارکیٹ پہنچے جہاں سے انہوں نے نئے لباس خریدے اور ہونٹوں کے باغھ روز میں جا کر ان سب نے لباس بھی تبدیل کر لئے تاکہ ڈکٹافون پر چیکنگ کرنے والے کی بتائی ہوئی ہر نفسانی ختم ہو جائے۔ اس کے بعد وہ ٹویوں کی صورت میں مختلف بسوں کے ذریعے دارالحکومت سے دو سو گلو میٹر دور ایک پہاڑی قصبے میں پہنچ گئے سبہاں بس سروس انتہائی تیز رفتار اور جدید تھی اس لئے شام کو ہی وہ وہاں پہنچ گئے تھے پہاڑی قصبے سے پیدل چلتے ہوئے وہ آگے بڑھے اور پھر ایک جنگل میں داخل ہو کر اب سبہاں پہنچے تھے سبہاں غار میں پہنچتے پہنچتے انہیں رات ہو گئی تھی لیکن چونکہ عمران ہر قسم کی تیاری کر کے آیا تھا اس لئے غار میں ایک ٹارچ جلا کر اس کو اوٹ میں رکھ دیا گیا تھا تاکہ روشنی باہر دور تک نہ پھیل سکے البتہ اس روشنی میں عمران ایک نقشے پر چمکا ہوا تھا جبکہ جولیا، صفدر اور تنویر اور کیپٹن شکیل اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی ساتھی غار سے باہر مختلف سپانس پر پہرہ دینے میں مصروف تھے۔

• عمران صاحب۔ اس ڈکٹافون نے سارا پروگرام ہی تپلیٹ کر دیا۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کو مانیٹر کرنے والے آدمی کو باہر چیک کرنے کا حکم دے دیا۔ کیونکہ ڈکٹافون محدود رینج کا تھا لیکن جب اسے رپورٹ ملی کہ ایسا آدمی انہیں نہیں ملا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ آدمی جانسن کی موت کی خبر دینے گیا ہو گا کیونکہ جانسن کی موت واقعی استاذ دہما کہ تھا کہ جسے شاید چیک کرنے والا آدمی برداشت نہ کر سکا ہو اور اس ٹیلی ویو ڈکٹافون کی ساخت دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ سبہاں ہونے والی تمام کارروائی دیکھی بھی گئی ہو گی اور تمام آوازیں سنی بھی گئی ہوں گی۔ سچانچہ اس نے فوری طور پر وہاں سے نکلنے کا پروگرام بنایا اور پھر وہاں پر موجود دو کاروں میں بیٹھ کر وہ وہاں سے نکل آئے۔ عمران جانسن کی لاش کو اس لئے ساتھ لے آیا تھا کہ جو لوگ بھی سبہاں چھاپے مارنے آئیں گے انہیں فوری طور پر جانسن کی لاش دستیاب نہ ہو سکے۔ اس طرح وہ رپورٹ کے بارے میں مشکوک بھی ہو سکتے ہیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ پورے دارالحکومت کی پولیس اور دوسرے اداروں کو الارٹ کر دیا جائے۔

اس طرح وہ پکڑے بھی جاسکتے ہیں۔ وہاں سے نکل کر عمران ایک رہائشی کالونی میں پہنچا جو وہاں سے قریب ہی تھی اور پھر انہوں نے ایک بند کوٹھی پر قبضہ کر لیا۔ کوٹھی کے گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا اور باہر برائے فرد خست کا بورڈ بھی موجود تھا۔ سچانچہ عمران نے تالا کھولا اور پھر بورڈ اتار کر انہوں نے کوٹھی پر قبضہ کر لیا سبہاں پہنچ کر عمران نے اپنے پہرے پر سے جانسن کا میک اپ صاف کیا اور مقامی آدمی کا میک اپ کر لیا۔ راجر کے اڈے کے ایک کمرے سے انہیں نہ صرف اپ

جاہت ہی اس نے نقشے پر نشان لگانے کے لئے ہاتھ میں پکڑا ہوا بال۔
پوائنٹ بند کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”آپ لوگوں نے بھی ہیڈ کو آرٹر کی تفصیلات سن رکھی ہیں۔
جانسن کے مطابق یہ ہیڈ کو آرٹر اس پہاڑی کے اندر اندر گراؤنڈ بنا ہوا
نہے اور اس پہاڑی پر انتہائی گھنا جھنگ ہے۔ صرف ایک راستہ اس
ہیڈ کو آرٹر کی طرف جاتا ہے جس پر چیکنگ کے انتہائی حساس آلات
صوبہ کئے گئے ہیں جو میک اپ وغیرہ راستے میں ہی چیک کر لیتے ہیں
اور ان میں ایسے آلات بھی ہیں کہ ہیڈ کو آرٹر کے اندر سے ہی آنے
والوں کو ہلاک کیا جاسکتا ہے چاہے ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔
میں اس نقشے میں کوئی ایسا راستہ تلاش کر رہا تھا جس کے ذریعے ان
سات سے بچ کر ہم ہیڈ کو آرٹر تک پہنچ سکیں۔“ عمران نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس ہیڈ کو آرٹر کی اصل ماہیت کیا ہے۔“ اچانک
بھوش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی
حاقمی بھی چونک پڑے۔

”اصل ماہیت۔ کیا مطلب۔“ عمران نے حیرت بھری نظروں
سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے۔ سیشل سیکشن ایک ایسا سیکشن ہے
جس میں ایگری میس اور بھودی تربیت یافتہ ایجنٹ شامل ہیں اور ان کا کام
محکمہ کے خلاف کام کرنے والے ان لیڈروں کو ٹریس کرنا اور

”ہمارا نہیں۔ سیشل سیکشن کا کہو۔ ورنہ ہم کہے ہوئے بھلوں کی
طرح ان کی جھولی میں جا گرتے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا اور صفدر اور دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”میرا خیال ہے یہ آدمی شروع سے ہی ہمارے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اس
لئے ہو سکتا ہے جو کوفھی ہمیں دھبی نے دی تھی وہاں بھی ایسا ہی ڈکنا
فون پھینکا گیا ہو اور اس کی وجہ سے ہی ہماری اصلیت سامنے آنے پر ہم
پر ریڈ کیا گیا تھا۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اور یقیناً ایسا اس لئے ہوا ہے کہ عمران اصل شکل میں
تھا۔“ جو بیانے کہا۔

”میری شکل ہی ایسی ہے۔ اب میں کیا کروں کہ جو دیکھتا ہے بس
کھپکا چلا آتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے
اختیار ہنس پڑا۔

”اور گولی مارنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔“ تنویر نے فوراً ہی
کہا اور اس بار عمران بھی سب کے ساتھ ہنس پڑا۔

”دیکھ عمران۔ اب جہاد اپروگرام کیا ہے۔“ جو بیانے کہا۔
”جانسن والی پلاننگ ختم ہو گئی ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ
انہیں یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم نے جانسن سے ہیڈ کو آرٹر کے بارے
میں تفصیلات معلوم کر لی ہیں اور اس کی اطلاع بھی یقیناً ہیڈ کو آرٹر
پہنچا دی گئی ہو گی۔ اس لئے اب وہ ہمیں شکار کرنے کے لئے پوری
طرح تیار ہوں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے

ہتے ہوں گے اور اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے ساتھ ہی یہ ساری
 ٹیس خود بخود ختم ہو جائیں گی..... صفر نے کہا۔
 "تمہاری بات بھی اپنی جگہ درست ہے اور کمیشن تشکیل کی بھی۔
 لاہر ایسا ہی لگتا ہے لیکن میں نے راڈان آنے سے پہلے اپنے طور پر جو
 حقیقتات کی ہیں ان کے مطابق اس ہیڈ کوارٹر میں ایکریمیا اور اسرائیل
 ہادی ہوئی ایسی جدید ترین مشینری نصب ہے جس کے ذریعے راڈان
 اور اجہائی اہم ترین اور موثر شخصیات کی خفیہ نگرانی کی جاتی ہے۔ وہ
 ٹیمیں اور جماعتیں جو حکومت کی مخالف ہیں۔ اپنے طور پر حکومت
 کے خلاف کچھ نہیں کر سکتیں جب تک وہ حکومت سے متعلق موثر
 میتوں کو اپنے ساتھ نہ ملا لیں۔ مثلاً فوج کے اعلیٰ ترین عہدے دار
 ری انٹیلی جنس اور سول انٹیلی جنس۔ پارلیمنٹ کے ممبران۔ عوامی
 عمل پر موثر شخصیتیں۔ ایسی شخصیتیں جو لوگوں کو حکومت کے خلاف
 رکوں پر نکال سکیں۔ ان سب شخصیتوں کے گرد خفیہ آلات کا جال
 ماریا گیا ہے۔ ان کی چوبیس گھنٹہ نگرانی کی جاتی ہے۔ ان کے فون
 پر ان کی رہائش گاہوں سب میں یہ آلات نصب ہیں اور ان سب کا
 ریکارڈ ہیڈ کوارٹر ہے۔ جب بھی انہیں کوئی بات اپنے خلاف ملتی ہے
 سپیشل سیکشن کے ایجنٹوں کو احکامات دے کر ان کے خلاف
 عدالتی کارروائی کر لیتے ہیں۔ جب تک اس ہیڈ کوارٹر میں نصب یہ مشینری
 نہیں ہو جاتی۔ راڈان میں کام کرنے والی سیاسی جماعتیں ایک قدم
 آگے نہیں بڑھ سکتیں۔ وہ زیر زمین رہیں گی تو پچی رہیں گی لیکن

انہیں ہلاک کرنا ہے جنہیں حکومت نے باغی اور دہشت گرد قرار دے
 رکھا ہے۔ آپ اس سیکشن کو ختم کرنے میں آئے ہیں لیکن جہاں پہنچ
 کر آپ اس کے ہیڈ کوارٹر کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ایسے سیکشن کا ہیڈ کوارٹر
 کیا ہو سکتا ہے۔ ایک دفتر جہاں سے احکامات جاری ہوں گے اور بس۔
 لیکن آپ کی سنجیدگی اور کام دیکھ کر مجھے خیال آتا ہے کہ اس ہیڈ کوارٹر
 کی وہ ماہیت نہیں ہے جو میرے ذہن میں ہے۔ یہ یقیناً کوئی ایسی جگہ
 ہے جسے تباہ کرنے سے اس سیکشن کا کوئی بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ اسی
 لئے میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ اس کی اصل ماہیت کیا ہے۔ کمیشن
 تشکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر
 بے اختیار تحسین کے تاثرات پیدا ہوتے چلے گئے۔

"گڈ کمیشن تشکیل۔ تم نے واقعی بڑی ذہانت سے اس بات کا تجزیہ
 کیا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمیشن تشکیل کی بات نے ہمیں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے عمران
 صاحب۔ ہمیں اپنی کوتاہی پر اب واقعی افسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے
 اس پہلو پر کیوں نہیں سوچا..... صفر نے برملا اپنی کوتاہی کا
 اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ذہن میں اس ہیڈ کوارٹر کا کیا خاکہ ہے..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ہیڈ کوارٹر میں وہ تمام فائلیں موجود ہوں گی
 جن میں ایسے افراد کے پتے وغیرہ موجود ہوں گے جنہیں یہ لوگ پکڑے

یہ بات بھی اب واقعی یقینی ہے کہ اس ہیڈ کو ارثر کی تباہی کے ساتھ ہی سپیشل سیکشن کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ خالی ایجنٹ بغیر ان نگرانی کرنے والی مشینز کے کوئی مؤثر کام نہ کر سکیں گے۔..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ یہ ہیڈ کو ارثر اگر ہم تباہ کر دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو حقیقتاً ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”آپ نے اب اس کے لئے کیا پلان بنایا ہے؟..... صفدر نے پوچھا۔

”یہ بات یقینی ہے کہ حکومت کو اور سپیشل سیکشن کے ہیڈ کو ارثر کو اس بات کی اطلاع مل چکی ہوگی کہ ہم لوگ ان کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اس ٹیلی ویو ڈکٹافون کے سامنے آنے کے بعد یہ بات بھی یقینی ہے کہ انہیں جانسن کی موت اور میرا جانسن کا میک اپ کرنے کے بارے میں بھی علم ہو چکا ہوگا۔ لیکن ہم ڈکٹافون کو ویسے ہی چھوڑ تھمے ہیں اور جانسن کی لاش بھی وہاں سے اٹھا لائے ہیں۔ اس سے وہ بھوک لالچالہ اس نیچے پر پہنچیں گے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کا ہاتھ بھی افشا ہو چکا ہے اس لئے اب یقیناً وہ اس انتظار میں ہوں گے کہ جانسن کے روپ میں تم لوگوں سمیت ہیڈ کو ارثر پہنچوں گا اور اس طرح وہ آسانی سے ہمیں پکڑ لیں گے یا ہلاک کر دیں گے۔ سہجائے اب وہ ہمارے انتظار میں ہوں گے اور میں ان کی اس غلط فہمی سے فائدہ اٹھانا

ظاہر ہے ایسی جماسیں خاموش ہو کر نہیں بیٹھ سکتیں۔ وہ لالچالہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی کام کریں گی اور جیسے ہی وہ سامنے آئیں گی سپیشل سیکشن کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گی۔ اس طرح یہ حکومت راڈان پر حکومت کرتی رہے گی اور ایک ایک کر کے اور جن جن کر یہ اپنے مخالفوں کا خاتمہ کرتی رہے گی۔ اگر یہ ہیڈ کو ارثر تباہ کر دیا جائے تو پھر پورے راڈان میں مکڑی کے جالے کی طرح پھیلے ہوئے اس نظام کا تاروپو ویکٹ بکھر کر رہ جائے گا اور وہ ساری سیاسی جماعتیں اور تنظیمیں جو اب اس جالے کے خوف سے چھپی ہوئی ہیں آزادی سے کام کرنا شروع کر دیں گی۔ عوام کو اصل صورتحال سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد عوام جو فیصلہ کریں گے قطعی ہوگا۔..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ اس قدر جدید ترین طریقہ اپنایا گیا ہے اس کا تو ہمارے ذہنوں میں تصور تک نہیں تھا۔..... صفدر نے کہا۔

”عمران صاحب۔۔۔ مجھے اعتراف ہے کہ آپ کا ذہن وہ کچھ سوچ لیا ہے جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے اپنے تجزیے پر اب واقعی افسوس ہو رہا ہے۔..... کیشن شکیل نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”معذرت کی کوئی بات نہیں۔ اگر مجھے تحقیقات کے دوران ان باتوں کا علم نہ ہوتا تو میں بھی اس ہیڈ کو ارثر کو ایسا ہی سمجھتا۔ جیسے آ لوگ سمجھتے رہے ہو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہر حال اب واقعی اس ہیڈ کو ارثر کی تباہی ضروری ہو گئی ہے۔

عمران کی طرف سے ایسے فقرات اس کے لئے یقیناً انتہائی خوشگوار حیثیت رکھتے تھے۔

”ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں“..... جو یانے اس بار انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”اب تم اپنے ساتھیوں کو منتخب کر لو“..... عمران نے کہا۔

”تنویر۔ صفدر۔ نعمانی اور چوہان میرے ساتھ ہوں گے۔“ جو یانے

نے کہا۔

”اوکے۔ کیپٹن عکیل۔ صدیقی۔ خادور اور نانگیر میرے ساتھ رہیں گے“..... عمران نے اہلات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے“..... جو یانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب عور سے سن لو کہ تم لوگوں نے کیا کرنا ہے“..... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عمران نے کہا اور اس نے ایک بار پھر جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور اسے کھول کر وہ نقشے پر جھک گیا۔

”یہ دیکھو۔ یہ ہے وہ پہاڑی جس پر یہ ہیڈ کوارٹر موجود ہے اور یہ

ہے وہ راستہ جہاں سے اس ہیڈ کوارٹر میں پہنچا جاسکتا ہے۔ لیکن تم نے اس راستے پر نہیں جانا بلکہ اس پہاڑی کی عقبی سائیڈ پر موجود اس جگہ پہنچنا ہے یہاں پہنچنے کے بعد تم لوگوں نے یہاں ایسے قدرتی کوریک تلاش کرنے ہیں جن کی مدد سے تم اس پہاڑی میں زیادہ سے زیادہ اندر تک پہنچ سکو۔ جب تم دیکھو کہ آگے جانے کا اب کوئی راستہ نہیں رہا تو تم نے وہاں انتہائی طاقتور ڈی۔ ایس۔ ڈائنامیٹ فٹ کرنا ہے اور پھر

چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ دوبارہ جانسن بن کر وہاں جانا چاہتے ہیں“..... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی ساری توجہ اس راستے پر ہی لگی ہوگی اس لئے اگر ہم اس راستے سے ہٹ کر اس ہیڈ کوارٹر میں کسی طرح داخل ہو جائیں تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس تفصیلی نقشے کو بغور دیکھ کر میں نے دو راستوں کا انتخاب کیا ہے۔ چنانچہ ہم دو

گروپوں کی صورت میں وہاں جائیں گے۔ ایک گروپ میری سرکردگی میں ہوگا اور دوسرا جو یانہ کی سرکردگی میں“..... عمران نے کہا۔

”میں جو یانہ کے گروپ میں شامل رہوں گا“..... تنویر نے فوراً کہا۔

”لیکن میں عمران کے گروپ میں شامل رہنا چاہتی ہوں۔ اس لئے دوسرے گروپ کی سربراہی صفدر کو دے دی جائے تو زیادہ بہتر

ہے“..... جو یانے فوراً ہی کہا تو تنویر نے بے اختیار برا سامنہ بناتے ہوئے ہونٹ ہنچنے لگے۔

”نہیں۔ تم سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو اور چیف نے تمہیں

ڈپٹی چیف اس لئے نہیں بنایا کہ وہ تمہیں صرف خوش کرنا چاہتا تھا۔

تمہارے اندر ایسی صلاحیتیں یقیناً موجود ہیں کہ تم ڈپٹی چیف بن سکتی ہو۔ اس لئے دوسرے گروپ کو تم لیڈ کر دو گی اور مجھے یقین ہے کہ

تم ہی بہتر لیڈ کر سکتی ہو“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

کہ تمہیں بہتر لیڈ کر سکتی ہو“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کہ تمہیں بہتر لیڈ کر سکتی ہو“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کہ تمہیں بہتر لیڈ کر سکتی ہو“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا کہ

سکراتے ہوئے کہا۔

”ہم یہاں بیٹھ کر آپ کی کامیابی کی دعا کریں گے“..... عمران نے جواب دیا۔

”پھر وہی کبواس۔ ہمیں تپہ ہونا چاہئے کہ تم کہاں ہو گے۔ کس طرف ہو گے تاکہ ہم کھل کر کام کر سکیں“..... جو یا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہیں جہارا عہدہ اس لئے تو یاد نہیں دلایا کہ تم مجھ پر اس عہدے کا رعب ڈالنا شروع کر دو۔ ویسے بھی میں سیکرٹ روس کا ممبر نہیں ہوں۔ اس لئے جہارا یہ عہدہ مجھ پر کوئی اثر نہیں کر سکتا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں گولی بھی مار سکتی ہوں۔ کسی خیال میں نہ رہنا۔“ ویانے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ ہمیں بتانا چاہتے تو ٹھیک ہے۔ ہم صرار نہیں کریں گے۔ لیکن آپ یہ بتا دیں کہ اس پلاننگ پر عمل آپ شروع ہوتا ہے“..... صفدر نے فوراً موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ چونکہ وہ عمران کی عادت جانتا تھا کہ اب وہ جو یا کو اور غصہ دلاتا چلائے گا اور جو یا کی یہ نفسیات تھی کہ اسے ایک بار غصہ آجائے تو پھر مزید مشتعل ہوتی چلی جاتی تھی۔

”ابھی سے۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے“..... عمران نے سکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسے اڑا دینا ہے۔ ڈی۔ ایس نے لامحالہ کافی اندر تک مار کرنی ہے اس طرح یقیناً کوئی نہ کوئی راستہ ہیڈ کوارٹر کے اندر جانے کا کھل جائے گا اور اگر ایسا راستہ تمہیں مل جائے تو پھر تم نے اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر وہاں موجود تمام مشینری کو ایکس ایٹ میزائلوں کے فائر سے تباہ کر دینا ہے۔ یہ دونوں چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن اگر اس کے باوجود راستہ نہ کھل سکا تو“..... جو یا نے کہا۔ ”تو پھر تم وہاں کمزے ہو کر کہنا کھل جا سم۔“ یقیناً راستہ کھل جائے گا۔“ عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو جو یا کا چہرہ لکھت غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا۔

”تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں اس پوری پہاڑی کو ہی اڑا دوں گی“..... جو یا نے غصے سے پھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ ”میں نے تمہیں صرف ایک تجویز دی ہے۔ جہارا دل چاہے تو اسے مانو چاہے نہ مانو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم پوری طرح با اختیار ہو گی۔ میں بہر حال اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی چاہتا ہوں جس طرح بھی ہو سکے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم کر لیں گے“..... جو یا نے اسی طرح اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید وہ عمران کے مذاق پر چڑھ گئی تھی۔

”آپ نے مس جو یا کو تو سب کچھ بتا دیا ہے لیکن آپ اور آپ کا گروپ کیا کرے گا۔ یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں“..... صفدر نے

میں نے تو بہر حال مرنا ہے۔ جہاری گولی سے مردوں یا دشمنوں کی گولی سے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 - کس کی جرات ہے کہ جہیں گولی مار سکے۔ میں اس کا خون نہ پی جاؤں گی۔..... جویا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"سن لیا تنویر۔ تم ہی ہر وقت مجھے دھمکیاں دیتے رہتے ہو۔" عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور غارِ قہمہوں سے گونج اٹھی۔ جویا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

"مس جویا کو جہاری کیا لکھ ہو سکتی ہے۔ تم سیکرٹ سروس کے ممبر تو نہیں ہو۔ انہیں اصل فکر اپنے ساتھیوں کی ہے جو جہارے گروپ میں شامل ہوں گے۔..... تنویر نے جواب دیا۔

"کیوں جویا۔ کیا تنویر درست کہہ رہا ہے۔..... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ درست کہہ رہا ہے۔ لیکن بہر حال تم نے سلسلے کے رستے پر نہیں جانا۔ بس اب ہم سب اکٹھے جائیں گے اور اسی رستے سے جس رستے سے تم ہمیں بھیج رہے تھے..... جویا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "نہیں۔ اس طرح ہم سب پھنس جائیں گے۔ سنو۔ میں نے سائیڈ سے جانے کی بات کی ہے جبکہ آلات سلسلے کے رخ پروسوں گے اور میرا اندر جانے کا کوئی پروگرام ہی نہیں ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر..... جویا نے چونک کر کہا۔

- لیکن یہاں سے وہاں تک پہنچنے کے رستے کی نشاندہی تو کر دیں۔..... صفدر نے کہا۔

"اچھی طرح سمجھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم راستہ بھول کر ان کے سلسلے پہنچ جاؤ۔..... عمران نے کہا اور پھر نقشے پر جھک گیا۔ پھر اس نے باقاعدہ کسی گائیڈ کی طرح رستے کی نشاندہی کرنا شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہم اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔..... صفدر نے کہا۔
 "ہی۔ ایس فلسڈ ٹرانسمیٹر کے ویسیٹ موجود ہیں۔ ایک جہارے پاس رہے گا اور ایک میرے پاس۔ تاکہ ہمارا آپس میں رابطہ قائم رہ سکے اور اب میں اپنے گروپ کی پلاننگ بھی بتا دوں۔ میں جہارے جانے کے بعد یہاں سے روانہ ہوں گا۔ ہمارا راستہ جہارے رستے سے مختلف ہو گا۔ ہم سائیڈ سے وہاں پہنچیں گے اور یہ کوشش کریں گے کہ کسی طرح سلسلے کے رستے سے اس ہیلڈ کو اثر میں داخل ہو سکیں۔

عمران نے کہا۔
 "لیکن یہ تو انتہائی خطرناک ہو گا۔ وہاں تو انتہائی حساس آلات نصب ہیں۔..... جویا نے لکھت چونک کر کہا۔
 "تو کیا ہوا۔ زیادہ سے زیادہ وہ ہمیں گولی مار دیں گے۔ دیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "شٹ اپ۔ احمقوں والی باتیں مت کرو۔..... جویا نے فہم لہجے میں کہا۔

"تم نے بھی تو ابھی مجھے یہی دھمکی دی تھی کہ تم مجھے گولی مار

”اصل بات یہ ہے کہ ایسے ہیڈ کوائر کا ایک ہی راستہ کبھی نہیں کھاجاتا۔ لامحالہ اس کا عقبی کوئی نہ کوئی خفیہ راستہ بھی ہوگا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ ڈائنامیٹ فائر ہونے کے بعد لازماً ہمیں اندر لسنے کا راستہ مل جائے گا اور دوسری بات یہ کہ میرا ان اسٹی بیٹریوں کے بارے میں صرف ایک اندازہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک غار کے دہانے سے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

”باس۔ سہاں سے کچھ دور دو آدمی موجود ہیں۔ ان میں سے ایک فہ سگریٹ جلاتی تو ہمیں علم ہوا ہے۔ ہم باہر بیٹھے باتیں کرنے میں لہروں تھے کہ اپنا تک شعلہ چمکا اور وہاں سے سگریٹ جلتی صاف لٹائی دے رہی ہے“ ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار اٹھ کھڑا

”اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ادھر بھی نگرانی کی جا رہی ہے۔“
 ”وری بیڈ۔ ہمیں اب انہیں زندہ پکڑنا ہوگا تاکہ ان سے مکمل ملت حاصل کی جا سکیں ورنہ تو ہم ایک ہی برست میں ختم ہو جہ عمران نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھاس سے کتنے فاصلے پر ہیں وہ لوگ“ صفدر نے ٹائیگر سے

”کتنی فاصلے پر ہیں لیکن بہر حال ہیں سسٹن ہی“ ٹائیگر نے کہا۔
 ”عمران صاحب۔ آپ سہاں رہیں۔ میں چند ساتھیوں کے ساتھ

۔ جس قسم کی مشینری اندر موجود ہے ایسی مشینری اجنبی طاقتور بجلی کے کرنٹ سے ہی چل سکتی ہے اور انہوں نے اس کے لئے بجلی کے کھمبے وہاں تک نہ پہنچائے ہوئے ہوں گے کیونکہ اس طرح آسانی سے بجلی کی رو منقطع کر کے ان کی مشینری کو ناکارہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے یقیناً انہوں نے خصوصی قسم کی اسٹی بیٹریاں استعمال کی ہوں گی اور اگر واقعی ایسا ہے تو یہ اسٹی بیٹریاں اس ہیڈ کوائر سے ہٹ کر رکھی گئی ہوں گی۔ میں نے ایسے آلات حاصل کر لئے ہیں جن سے ان بیٹریوں کو ٹریس کیا جاسکتا ہے۔ میرا مقصد ان بیٹریوں کو ٹریس کر کے ختم کرنا ہے۔ اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو یقیناً وہ لوگ بری طرح بوکھلا جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی وہ حساس آلات بھی کام کرنا بند کر دیں گے اور پھر اگر ہم چاہیں تو ریڈ کر کے بھی اندر داخل ہو سکتے ہیں“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ پلاننگ اچھی ہے“ جو لیانے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ پھر آپ ہمیں اس طرح وہاں کیوں بھیج رہے ہیں کیونکہ ہمارے پاس کوئی واضح راستہ نہیں ہے اور جیسے ہی ہم نے ڈائنامیٹ فائر کیا۔ اس کی آواز سے ہی وہ لوگ ہماری وہاں موجودگی سے آگاہ ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ پوری فوج کو ہی وہاں لے آئیں“ صفدر نے کہا۔

جاتا ہوں اور انہیں پکڑ کر لاتا ہوں"..... صفدر نے کہا۔

آپ کو جانے کی ضرورت نہیں ہے باس۔ اگر اجازت دیں تو؟
جو باہر موجود ہیں آسانی سے انہیں گھیر سکتے ہیں۔ باہر کافی در رہنے آ
وجہ سے ہم نے ارد گرد کے سارے ماحول کا خوب اچھی طرح جائزہ
لیا ہے۔ ہم آپ کی نسبت زیادہ آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں۔" نا
نے کہا۔

..... عمران نے کہا۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم پوری احتیاط کریں گے باہر
مانیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ..... عمران نے کہا اور ٹائیگر تیزی سے ہٹا تا ہوا واپس غار سے باہر نکل گیا۔

کلف ایک بڑے سے ہال کمرے کی ایک سائیڈ پر شیشے کے بنے
نے کبین میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جگہ پر بھی تھا اور کرنل
وٹ بھی۔ کرسیوں کے سامنے پوری دیوار جتنی چوڑائی اور تقریباً چھ
اونچائی ایک مشین نصب تھی۔ جس پر بے شمار بٹن ڈائل اور
نیاں بھی موجود تھیں۔ اس مشین کے درمیان میں ایک کافی بڑی
دین تھی جو تین حصوں میں تقسیم شدہ تھی اور اس سکرین کے ہر
بے میں علیحدہ علیحدہ منظر نظر آ رہا تھا۔ لیکن یہ تینوں مناظر پہاڑی
مات پر ہی مشتمل تھے۔ ان تینوں میں سے ایک حصہ دوسرے دو
حصوں کی نسبت زیادہ بڑا تھا اور اس حصے پر ایف کا حرف تھا جبکہ باقی
حصوں پر آر اور ایل کے حروف روشن تھے۔ ایف والے حصے پر
کوآرڈ کے سامنے کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں ایک چوڑی سڑک بل
ہاتی کافی گہرائی میں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جبکہ آر اور ایل پر

ہلاک کئے ہیں۔ اس ہال کے نیچے ایک بڑا ہال ہے۔ اس ہال میں راڈان کے دوسرے بڑے شہروں اور ان تمام علاقوں جہاں جہاں دہشت گرد کوئی کارروائی کر سکتے ہیں ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ کرنل ناروٹ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”لیکن اس کے باوجود جاسن عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گیا اور اسے ہلاک کر دیا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی دارالحکومت میں پہنچ گئے۔ انہوں نے کارروائی بھی کر ڈالی لیکن جہادری یہ مشیزی کسی کام نہ آئی۔ اگر میں جہیں اطلاع نہ دیتا تو تم تو ابھی تک سب حالات سے قطعی بے خبر رہتے۔“ کلف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم درست کہہ رہے ہو۔ دراصل چیف جاسن کی ساری توجہ ان دہشت گردوں پر ہی مرکوز تھی۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ دہشت گرد کسی غیر ملکی تنظیم کا سہارا بھی لے سکتے ہیں۔ اس لئے ہم ان سارے معاملات سے بے خبر رہے ہیں لیکن اب چیف جاسن کی ہلاکت کے بعد میں نے دارالحکومت میں آنے والے ہر اجنبی کی کڑی نگرانی کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔“ کرنل ناروٹ نے جواب دیا اور کلف نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”باس۔ رات کافی گزر چکی ہے لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کا بھی تک کوئی تپہ نہیں۔ اب تک تو انہیں پہنچ جانا چاہئے تھا یا کم از کم انہیں میرا رابطہ تو کرتے۔“ اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے جیگاڑنے کہا۔

نظر آنے والے مناظر ہیڈ کوارٹر کے دائیں اور بائیں اطراف کے تھے اور کافی ڈور تک کے علاقے سکریں پر صاف دکھائی دے رہے تھے۔

”جس ہال میں شیشے کا یہ کین موجود تھا اس ہال میں دیواروں کے ساتھ تقریباً دس بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں اور یہ سب مشینیں باقاعدہ کام کر رہی تھیں اور ان میں سے ہر مشین کے سلسلے دو دو آپرے موجود تھے۔

”حیرت انگیز انتظامات ہیں کرنل ناروٹ۔ میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ سپیشل سیکشن نے ایسے وسیع اور فول پروف انتظامات کئے ہوں گے۔“ کلف نے ساتھ بیٹھے ہوئے کرنل ناروٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل ناروٹ بے اختیار مسکرا دیا۔

”تو جہادری کیا خیال تھا کہ ہم لوگ احمقوں کی طرح ان دہشت گردوں کو تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ سپیشل سیکشن پورے راڈان پر نظریں رکھتا ہے۔ اس ہال میں موجہ مشیزی کا تعلق دارالحکومت سے ہے اور اس مشیزی کے ذریعے دارالحکومت کے سیاسی افراد کی ہر معمولی سے معمولی نقل و حرکت پر صرف نظر رکھی ہے بلکہ ان کی باقاعدہ فہمیں تیار کی جاتی ہیں۔ ان کو گنگو کی کیٹشیں تیار ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ دوسرا ہال ہے جہاں فہمیں اور شیپوں کا باقاعدہ تجزیہ کیا جاتا ہے اور جو کوئی کسی جہم مشکوک حرکت کا مرتکب محسوس ہوتا ہے اسے گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔ ہم نے سینکڑوں دہشت گردان مشینوں کی مدد سے ٹریس کرنا

وہوں راستوں کو ہلاک کر دیا تھا..... کرنل ناروٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس طرف ہیں وہ راستے؟..... کلف نے چونک کر پوچھا۔

”عقبی طرف تھے۔ لیکن اب تو وہ ہلاک ہیں.....“ کرنل ناروٹ نے جواب دیا۔

”کیا عقبی طرف کوئی ایسی مشین فٹ ہے کہ اگر پہاڑی کے عقبی طرف کوئی آئے تو اسے یہاں چبک کیا جاسکے؟.....“ کلف نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہاں کسی مشین کی تحصیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس طرف آنے والا ہیڈ کوارٹر کو کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتا۔

لہذا اسے سلسلے یا دائیں بائیں اطراف سے آگے آنا ہوگا۔“ کرنل ناروٹ نے جواب دیا۔

”اگر عمران یا اس کے ساتھیوں نے وہ ہلاک راستہ کسی طرح کھول لیا تو.....“ جیگار نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے جیگار۔ انہیں کیا معلوم کہ راستہ کہاں ہے اور پھر اسے اس انداز میں بند کیا گیا ہے کہ اسے ڈائنامیٹ سے بھی نہیں کھولا جاسکتا.....“ کرنل ناروٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔“ اس بار کلف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔

چنانچہ سلسلے رکھی ہوئی مزید موجودات نام کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ناروٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیاں اٹھا لیا۔

”دیکھو۔ وہ انتہائی شاطر آدمی ہے۔ نجانے وہ کس انداز میں سلسلے

آئے۔ ضروری نہیں کہ تم نے اگر اسے جانسن کا میک اپ کرتے دیکھا ہے تو وہ اسی میک اپ میں ہی سلسلے آئے.....“ کلف نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا وہ چیف جانسن کے میک اپ میں یہاں نہیں آئے گا؟.....“ کرنل ناروٹ نے چونک کر پوچھا۔

”ابھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ دراصل اس کے متعلق کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ اس لئے ہمیں ہر پہلو پر ہوشیار رہنا ہوگا.....“ کلف نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم تو ہر پہلو پر ہوشیار ہیں۔ لیکن اس سے پہلے آپ نے ایسی کوئی بات نہ کی تھی.....“ کرنل ناروٹ نے کہا۔

”یہ بات ابھی میرے ذہن میں آئی ہے۔“ کلف نے جواب دیا اور کرنل ناروٹ نے اذیت میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ یہاں کے انتظامات تو واقعی فول پروف ہیں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ عمران چاہے جس روپ میں بھی آئے وہ زندہ واپس

نہیں جاسکتا.....“ جیگار نے کہا تو کرنل ناروٹ کے ہجرے پر بے اختیار فاعرانہ تاثرات ابھر آئے جیسے ان تمام انتظامات کا کریڈٹ اسی کو

جاتا ہو۔

”کرنل ناروٹ۔ اس ہیڈ کوارٹر کا اس مین گیٹ کے علاوہ اور بھی کوئی راستہ ہے۔ کوئی خفیہ راستہ.....“ چنانچہ کلف نے پوچھا۔

”ہاں۔ دو اور خفیہ راستے بنائے گئے تھے لیکن چیف جانسن نے

سے حفاظت ہو سکے۔..... کرنل ناروٹ نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ییس باس۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ناروٹ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کون لوگ غائب ہیں۔..... کلف نے پوچھا۔

"سلسلے اور دائیں بائیں تو چیکنگ مشینیں نصب ہیں لیکن ہم نے مزید چیکنگ کے لئے دونوں اطراف میں یہاں سے تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر بھی چیکنگ سائٹس بنا رکھے ہیں تاکہ اگر کوئی مشکوک آدمی کمرائے تو پہلے ہی ہمیں اطلاع مل جائے۔ شمال کی جانب اس چیکنگ پات پر دو آدمی موجود تھے۔ ان کی چیکنگ کا علیحدہ شعبہ موجود ہے یہ آؤٹ فیلڈ چیکنگ کہا جاتا ہے جس کا انچارج راجر ہے اور طریقہ کار بنایا گیا ہے کہ آدھی رات تک وہ ٹرانسمیٹر پر راجر کو کال کر کے پورٹ دیتے رہتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ جاگ رہے ہیں یا نہیں راجر نے اطلاع دی ہے کہ اب ان کی کال نہیں آئی۔ اس نے کال کیا ہے تو کوئی جواب نہیں دیا گیا۔..... کرنل ناروٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گئے ہوں۔..... کلف نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جس جگہ یہ لوگ موجود ہیں وہیں دن کے وقت بھی لوگ جاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ رات کو

"ییس۔..... کرنل ناروٹ نے تیز اور حکمانہ لہجے میں کہا۔

"آؤٹ فیلڈ چیکنگ انچارج راجر بول رہا ہوں باس۔" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی جو نکلہ شیشے کے اس کیمین میں خاموشی تھی اس لئے رسیور سے نکلنے والی آواز کرنل ناروٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کلف اور چیکار دونوں کے کانوں تک بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"ییس۔ کیا بات ہے۔..... کرنل ناروٹ نے کہا۔

"باس۔ آؤٹ نارجھ اینڈ پر ہمارے دو آدمی اچانک ڈیوٹی سے غائب ہو گئے ہیں۔ ان کی طرف سے تھری ایکس آف نائٹ پر کال نہیں کی گئی۔ میں نے جب انہیں کال کرنے کی کوشش کی تو دھر سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کون کون ہیں وہاں ڈیوٹی پر۔..... کرنل ناروٹ نے ہونٹے چباتے ہوئے کہا۔

"مارٹن اور نوٹی۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ وہ دونوں ہی سنگریٹ اور چائے کے شوقین ہیں۔ مجھے بھی بھی ایک بار رپورٹ ملی تھی کہ وہ رات کو ڈیوٹی چھوڑ کر ایک غار میں چائے بنا کر پیتے رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اب بھی ایسا ہی ہو۔ چائے پی کر وہ واپس آجائیں گے۔ تم ایسا کرو کہ دس پندرہ منٹ کے بعد سے کرا دینا اور اگر وہ جواب نہ دیں تو پھر وہاں کی ساری چیکنگ لائنیں آن کر دینا۔ تاکہ اگر واقعی کوئی خطرے والی بات ہو تو ہم

وہاں کون جا سکتا ہے۔ ہم تو صرف اصول کے تحت انہیں وہاں
بھجواتے ہیں..... کرنل ناروٹ نے کہا۔

”یہ دونوں آدمی ہیڈ کوارٹر کے اندر رہتے ہیں یا باہر؟“ کلف نے
پوچھا۔

”دونوں کا تعلق ہیڈ کوارٹر سے ہی ہے۔ باہر سے نہیں۔“ کرنل
ناروٹ نے جواب دیا۔

”اے انہیں اس سارے سسٹم کا تو علم ہوگا..... کلف نے کہا۔

”جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ اس سارے
سسٹم سے تو چیف جانسن بھی واقف تھا اور عمران وغیرہ نے ظاہر ہے
کہ چیف جانسن سے تمام معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ پھر اس سے
کیا فرق پڑتا ہے کہ مارٹن اور ٹونی اس نظام سے واقف ہیں یا
نہیں..... کرنل ناروٹ نے اس بار براسا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہاری ناراضگی بجا ہے کرنل ناروٹ۔ لیکن مجھے ہر طرف سے
ہوشیار رہنا ہے۔ اگر یہ دونوں آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کے
ہاتھ لگ جاتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ ان دونوں کے میک اپ میں
خود یا اپنے ساتھیوں کو اندر بھجوادے“ کلف نے کہا تو کرنل
ناروٹ اس طرح ہنس پڑا جیسے کلف نے کوئی انتہائی احمقانہ بات کی ہو
”کیوں۔ تم اس طرح کیوں ہنس رہے ہو؟“ کلف نے اس بار
غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم نے بات ہی ایسی کر دی ہے۔ تمہیں میں پہلے ہی بتا چکا ہوں

کہ ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر اور سامنے والے راستے پر ایسی حساس مشینری
نصب ہے کہ وہ میک اپ کو فوری چیک کر لیتی ہے اور نہ صرف
میک اپ بلکہ ہر آدمی کے مخصوص جسمانی نشانات بھی چیکنگ
مشینری کے کمپیوٹر میں فیڈ ہیں کہ کوئی غلط آدمی کسی صورت بھی
ہیڈ کوارٹر میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر تمہارے ایسا سوچنے سے یہی
ظاہر ہوتا ہے کہ تم ضرورت سے زیادہ ہی عمران سے مرعوب ہو۔“
کرنل ناروٹ نے کہا۔

”تم درست کہہ رہے ہو کرنل ناروٹ۔ واقعی میں ضرورت ہے
زیادہ ہی محتاط ہو گیا ہوں۔ اوکے۔ ٹھیک ہے۔“ کلف نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی
ایک بار پھر بج اٹھی تو کرنل ناروٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
”ہیں.....“ کرنل ناروٹ نے کہا۔

”مارٹن نے کال کی ہے باس۔ اس کا کہنا ہے کہ ان دونوں کو کسی
کی موجودگی کا شک ہو ا تھا اس لئے وہ چیکنگ کرتے ہوئے خاصی دور
ٹھل گئے تھے۔ اس لئے کال نہیں کر سکے۔ اب وہ واپس آئے ہیں تو کال
کر رہے ہیں..... دوسری طرف سے راجہ کی آواز سنائی دی۔

”مارٹن سے میری بات کر او“ کرنل ناروٹ نے کہا۔

”تمہری۔ ایکس پر بات کر لیں باس..... دوسری طرف سے کہا گیا
تو کرنل ناروٹ نے اجابت میں سر ملاتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا
اور مزید موجود ایک بڑے سے ریوٹ کنٹرول منڈالے کو اٹھا کر اس پر

"ہاں اور یہ چونیوں پر رہتے ہیں۔ کبھی کبھار اکا دکا دوسرے بھی آنکلتا ہے۔ بہر حال اکثر دیکھے جاتے ہیں۔"..... کرنل ناروٹ نے جواب دیا۔
کلف نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"میرا خیال ہے باس کہ یہ عمران اب جانسن کے روپ میں یہاں ہیں آ رہا۔ ورنہ اب تک وہ لازماً پہنچ چکا ہوتا۔ اسے شاید کسی نہ کسی طرح اس بات کی اطلاع مل چکی ہے کہ ہمیں اس بات کا علم ہو گیا ہے۔ وہ جانسن کے روپ میں آ رہا ہے۔"..... کچھ دیر بعد جیگار نے کہا۔

"ہاں گتا تو ایسا ہی ہے۔ ویسے بھی یہاں آنے کے بعد میں نے جو نکات دیکھے ہیں ان کے مطابق وہ میک اپ میں اندر داخل نہیں سکتا۔ وہ لامحالہ چیک ہو جائے گا۔ اس لئے اب میرے ذہن میں جو ف تھا کہ وہ جانسن کے روپ میں یہاں آکر سب کچھ تباہ نہ کر دے وہ تم ہو گیا۔ اب صرف یہ بات دیکھنی ہے کہ اس کا آئندہ اقدام کیا ہو لیا ہے۔"..... کلف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر تو اس کی اپروچ سے بہر حال باہر ہے۔ یہاں اس کا دائرہ صورت بھی نہیں چل سکتا۔ یہاں کے انتظامات ہی ایسے ہیں۔ ہر جودہ کرتا پھرے۔ کرتا پھرے۔"..... کرنل ناروٹ نے مسکراتے لے کہا۔

"اوکے۔ پھر میں آرام کرتا ہوں۔ رات کافی ہو گئی ہے۔ اگر کوئی برجنسی محسوس ہو تو فوراً مجھے اٹھا دینا۔"..... اچانک کلف نے اٹھ کر دے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیگار اور کرنل ناروٹ

ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین سے پہلے تو ہلکی سی کھڑکھواہٹ جیسی آواز ابھری پھر ایک مروانہ آواز سنائی دی۔

"مارٹن بول رہا ہوں چیف۔"..... بولنے والے کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"چیف بول رہا ہوں مارٹن۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ کیسا شک تھا اور کیسی چیکنگ کی ہے تم نے۔"..... کرنل ناروٹ نے اہتنائی سخت لہجے میں کہا۔

"چیف۔ میں اور ٹونی دونوں چیکنگ سپاٹ پر موجود تھے کہ ہمیں دور سے ایسی کھڑکھواہٹ کی آواز سنائی دی جیسے کوئی آدمی تھڑکیوں میں حرکت کر رہا ہو۔ اس پر ہم نے ٹیلی سکوپ سے چیکنگ کی تو ہمیں مزید شبہ ہو گیا چنانچہ ہم دونوں نے دو مختلف سمتوں سے جا کر اسے پکڑنے کا پلان بنایا۔ اس جگہ میں ہم کافی دور نکل گئے لیکن آخر کار جب ہم نے اسے پکڑا تو وہ بیلون بندر تھا۔ چنانچہ ہم واپس آکر اب اطلاع دے رہے ہیں۔"..... مارٹن نے جواب دیا۔

"اوہ۔ بیلون واقعی انسانوں جیسی حرکتیں ہی کرتا ہے۔ اوکے۔ بہر حال پوری طرح محتاط رہنا۔"..... کرنل ناروٹ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریویٹ کنٹرول جیسے آلے کا بٹن آف کر دیا۔

"کیا یہاں جتگوں میں بیلون بندر پائے جاتے ہیں۔"..... کلف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔
 ”سکون نے آرام کرو سہاں کوئی امیر جنسی نہیں ہو سکتی۔ آؤ میں
 تمہیں جہارے کمرے دکھا دوں.....“ کرنل ناروٹ نے کہا اور کلف
 نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تینوں اس شیشے والے کین سے ٹکل
 کر ہال سے ہوتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ہیڈ کوارٹر والی پہاڑی کی عقبی طرف پھیلے ہوئے جنگل میں عمران
 چنے ساتھیوں سمیت بڑے محتاط انداز میں اوپر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔
 انگریز دوسرے ساتھیوں کی مدد سے پہرہ دینے والے دونوں افراد کو
 غوا کر کے غار میں لے آیا تھا جہاں عمران نے اپنے مخصوص عربوں
 سے ان کی زبانیں کھلوالیں اور یہ اتفاق تھا کہ مارٹن اس وقت سے
 اس ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا جب سے یہ ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا تھا اس
 لئے اسے اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ان تمام تفصیلات کا پوری
 طرح علم تھا جن سے چیف جانسن بھی آگاہ نہ تھا۔ اس لئے اس سے
 معلومات حاصل کرنے کے بعد عمران نے دو گرہ بنانے والا آئیڈیا
 ڈراپ کر دیا تھا۔ پھر وہ خود اس چیکنگ سپاٹ پر گیا اور اس نے وہاں
 موجود مخصوص ٹرانسمیٹر سے مارٹن بن کر ہیڈ کوارٹر انچارج کرنل
 ناروٹ سے بات چیت کی اور اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ وہ بیلون

پڑھ دوں گا یعنی کھل جاسم سم اور رستے کھل جائیں گے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کی پلاننگ میں ایک بنیادی غلطی موجود ہے۔.....! چانک کیپشن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یقیناً استہائی سنجیدگی کے تاثرات نمودار ہو گئے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کیپشن شکیل بے حد کم بوتا ہے لیکن وہ جب بوتا ہے تو اس کی بات میں بہر حال وزن ہوتا ہے۔

”کونسی غلطی..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ نے شاید یہ پلاننگ بنائی ہے کہ آپ اس رستے کو سپیشل ڈائنامیٹ سے توڑ کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے لیکن آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ مارٹن کے کہنے کے مطابق باوجود ہلاک کئے ہوئے ان دونوں راستوں کی عقبی طرف مخصوص حفاظتی سامرن لگائے گئے ہیں اس لئے جیسے ہی آپ نے ان راستوں کو توڑا۔ ان مخصوص سامرنوں کی وجہ سے پورے ہیڈ کوارٹر کو اس کا علم ہو جائے گا۔ اس لئے بعد کیا ہوگا یہ آپ بچ سے زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔..... کیپشن میل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اس سارے تجربے میں وہی ایک بنیادی غلطی ہے جس کا اشارہ نے پہلے کیا تھا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کونسی غلطی..... کیپشن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

”میں نے مری پلاننگ سے ہے کہ میں ان راستوں کو ڈائنامیٹ سے

بندر کو انسان سمجھ کر اس کے پیچھے بھاگتے رہے تھے اس لئے وہ مخصوص وقت پر کال نہ کر سکے تھے اور کرنل ناروٹ مطمئن ہو گیا تھا۔ عمران نے ایسا کرنا اس لئے ضروری سمجھا تھا تاکہ ہیڈ کوارٹر والے صبح تک ان کی طرف سے مطمئن رہیں۔ مارٹن سے عمران کو دو تین اہم باتوں کا علم ہوا تھا۔ ایک تو یہ کہ ہیڈ کوارٹر کو الیکٹریک سپلائی کرنے کے لئے جن مخصوص بیڑیوں کا انتظام تھا وہ ہیڈ کوارٹر سے علیحدہ نہیں بلکہ ہیڈ کوارٹر کے اندر ہی موجود ہیں اور ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے بغیر ان بیڑیوں تک پہنچنا ناممکن ہے اور دوسری بات یہ کہ سامنے کی طرف کسی بھی قیمت پر کوئی غلط آدمی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن سب سے اہم بات جو مارٹن نے بتائی وہ یہ تھی کہ ہیڈ کوارٹر کے عقبی طرف دو ایمرجنسی رستے بنائے گئے تھے جنہیں بعد میں چیف جانسن نے بند کر دیا تھا۔ عمران نے اس سے ان راستوں کے بارے میں پوری تفصیل حاصل کی اور اس کے بعد مارٹن اور اس کے ساتھی کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے فوری بعد عمران نے اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دے دیا اور پھر وہ ایک لمبا جگر کاٹ کر آدمی رات کے بعد ہیڈ کوارٹر والی پہاڑی کی عقبی سمت بھاگ گئے تھے۔

”عمران صاحب مارٹن نے تو بتایا ہے کہ دونوں رستے مکمل طور پر ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ آپ انہیں کیسے کھولیں گے.....“ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جہیں علی بابا چالیس چوروں والی کہانی تو یاد ہے۔ بس وہی منہ

ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے باہر سے مدد بلوائی جاسکتی ہے اور اسے کھلویا جاسکتا ہے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”لیکن باہر سے جو مدد آئے گی وہ سامنے کے رستے سے کیسے گزرے گی۔ وہاں تو ایسی مشینری نصب ہے جو پوری فوج کو ہلاک کر سکتی ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”وہ اسے آف بھی تو کر سکتے ہیں۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جب وہ اسے آف کر دیں گے تو اس مین گیٹ سے اندر داخل ہوا جاسکتا ہے نا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا کہ آپ کی یہ پلاننگ ہے۔ گڈ۔ اچھی پلاننگ ہے۔ ویسے اس قدر گہرا پلان سوچنا آپ کا ہی کام ہے۔ میرا بن تو اس اینگل پر لگایا ہی نہ تھا۔..... کیپٹن شکیل نے فوراً اعتراف رتے ہوئے کہا۔

”کیا پلان ہے۔ میری تو سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔“ اچانک ماتھ چلتی ہوئی جو لیا نے کہا۔

”مس جو لیا۔ عمران صاحب نے واقعی انتہائی گہری پلاننگ کی ہے مگر عقبی طرف سے اوپر چوٹی پر جائیں گے اور پھر وہاں سے نیچے اتریں گے۔ دہانے کے اوپر پہنچ کر عمران صاحب ٹرانسمیٹر کال کریں گے لیونک مارٹن کے چیکنگ سپاٹ سے وہ کال کر چکے ہیں۔ اس طرح وہ اسی گیٹ کو بند کر انہیں گے۔ اس کے بعد اس گیٹ پر اوپر سے چٹانیں

توڑ دوں گا۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ سائنر ہمیں یا نہ ہمیں۔ دھماکے ہی ہینڈ کوائرٹر میں اطلاع دینے کے لئے کافی ثابت ہوں گے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ کی پلاننگ کیا ہے۔ آپ عقبی رستے پر ہی جا رہے ہیں۔..... کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہمیں معلوم ہے کہ میں نے مارٹن سے سامنے والے رستے کے بارے میں پوری تفصیلات معلوم کی تھیں۔ صرف اس لئے کہ میں وہاں موجود مشینری کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا تھا۔ جو تفصیلات مارٹن نے بتائی ہیں ان کے مطابق واقعی وہاں کوئی اجنبی آدمی داخل نہیں ہو سکتا اور جس انداز میں یہ مشینری نصب ہے اس ساری مشینری کو بیک وقت ختم بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن تم نے یہ بات بھی سنی ہو گی کہ ہینڈ کوائرٹر کا مین گیٹ ایک بڑے غار کے دہانے جیسا ہے جسے باقاعدہ چٹان کی مدد سے بند کرنے اور کھولنے کا سسٹم بھی موجود ہے لیکن یہ اندر سے کنٹرول ہوتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن۔..... کیپٹن شکیل نے پہلے کی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر یہ دہانہ بند ہو جائے اور اس کے بعد اسے جام کر دیا جائے تو پھر کیا ہوگا۔ معلوم ہے نہیں۔..... عمران نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کیسے جام ہوگا۔ سسٹم اگر جام ہوگا تو اندر سے ہی جام ہوگا۔ باہر سے نہیں دوسری بات ہے کہ اندر سے

ہے۔..... عمران نے اسی طرح مایوسانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے۔..... جو یانے جھلانے
 ہوئے لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب
 دیتا۔ اچانک دور سے تھینگر کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے عمران
 کے منہ سے بھی تھینگر کی مخصوص تیز آواز نکلنا شروع ہو گئی اور عمران
 کے سارے ساتھی بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ چند لمحوں کی
 خاموشی کے بعد ایک بار پھر تھینگر کی آواز سنائی دی اور عمران نے بھی
 ایک بار پھر اسے اسی آواز میں جواب دیا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کون ہے یہ۔..... جو یانے حریت سے
 ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ سارے ساتھی تو یہیں موجود تھے۔
 "ٹانگیر ہے۔..... عمران نے جواب دیا تو جو یانے کے ساتھ ساتھ باقی
 ساتھی بھی چونک پڑے۔

"لیکن ٹانگیر تو ہمارے ساتھ تھا۔..... جو یانے حریت بھرے لہجے
 میں اپنے عقب میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ درمیان میں راستہ بدل گیا تھا۔ میں نے اسے ہدایت کی
 تھی۔..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو جو یانے ہونٹ جھنجھک کر
 خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک درخت کی اوٹ سے ٹانگیر نمودار
 ہوا اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

"باس۔ میں نے چپک کر لیا ہے۔ چوٹی پر ایک چپک پوسٹ
 وجود ہے۔..... ٹانگیر نے قریب پہنچ کر کہا۔

پھینکی جائیں گی اور اسے جام کر دیا جائے گا۔ لامحالہ اندر موجود لوگ
 اس کے لئے بیرونی مدد طلب کریں گے اور گیٹ سے باہر کی مشینری
 آف کریں گے۔ جب یہ مدد آنے لگی تو اس میں ہم لوگ بھی شامل ہو
 جائیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں
 گے۔..... کیپٹن شکیل نے عمران کے بولنے سے پہلے خود ہی پلان کی
 تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی اچھی تجویز ہے۔ لیکن ہے بہت گہری۔ اس میں دو
 پوائنٹس قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ کہ عمران کس طرح انہیں رضامند
 کرے گا کہ وہ گیٹ بند کر دیں۔ دوسرا جو بیرونی امداد آنے لگی اس میں
 ہم لوگ کیسے شامل ہوں گے۔..... جو یانے کہا۔

"اس کا بھی کوئی نہ کوئی حل بہر حال عمران صاحب نے سوچا ہی
 ہوگا۔..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔
 "کیوں عمران۔ کیا سوچا ہے تم نے۔..... جو یانے اس بار عمران
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے سوچنے سے کیا ہوتا ہے۔ میں تو نجانے کب سے سوچ رہا
 ہوں کہ پنڈ بجیں۔ چوہارے بنیں۔ لیکن..... عمران نے اہتائی
 مایوسانہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
 "پھر وہی بکواس۔..... جو یانے جان بوجھ کر غصہ دکھاتے ہوئے
 کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ میری اتنی اچھی سوچ کو بھی بکواس کہا جا رہا

نب ہو گئے تو عمران ایک بار پھر اوپر چڑھنے لگا۔

”اس مارٹن نے تو یہ بات نہیں بتائی تھی کہ پہاڑی کی چوٹی پر بھی

ٹی چینگ سٹاٹ موجود ہے“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جس قسم کے حفاظتی انتظامات ہیں ان کے مطابق چوٹی پر چینگ

سٹاٹ ہونا ضروری تھا ورنہ تم جیسے ذہین آدمی ہیڈ کوارٹر میں آسانی

بہ داخل ہو سکتے ہیں“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بات تو آپ کی درست ہے لیکن بہر حال اس چینگ سٹاٹ پر

بمہ کرنے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی پلاننگ وہی ہے جو میں

نے بتائی ہے“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پلاننگ پہلے سے حتمی طور پر نہیں بنائی جاسکتی۔ موقع کے مطابق

نئی صورت حال سامنے آتی ہے ویسی ہی پلاننگ کی جاتی ہے۔

پہری پلاننگ میں واقعی بنیادی طور پر دو خامیاں ہیں اور ان خامیوں

جو یا نے اپنی ذہانت سے تلاش بھی کر لیا ہے“ عمران نے

بمہ دیا تو اندازہ ہونے کے باوجود جو یا کی آنکھوں میں ابھرنے والی

ہم سب نے واضح طور پر دیکھ لی تھی۔

”ان خامیوں پر قابو پایا جاسکتا ہے“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں بشرطیکہ ہمارے پاس فوجی یونیفارمز ہوں اور میک اپ کا

ان ہو، وغیرہ وغیرہ“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بھراپ نے کیا سوچا ہے“ کیپٹن شکیل نے شاید پہلی بار

ہوتے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں اس میں“ عمران نے پوچھا۔

”دو ہیں“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تئیر۔ تم ٹائیگر کے ساتھ جاؤ اور ان دونوں کا خاتمہ کر دو۔ لیکن

اس طرح کہ اگر ان کا کسی سے کوئی لنک ہو تو ان تک بات نہ پہنچے۔“

عمران نے تئیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں“ تئیر نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر۔ تم نے کتنے فاصلے سے چینگ کی ہے“ عمران نے

ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”تھریٹیا چار پانچ سو میٹر دور سے باس“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”خیال رکھنا تئیر۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے چینگ سٹاٹ کے

ارد گرد کوئی مشین لگا رکھی ہو اور سنو۔ کام مکمل کر کے تم نے وہیں

رکنا ہے۔ ہم خود ہی اوپر پہنچ جائیں گے“ عمران نے کہا اور تئیر

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میرا خیال ہے کہ دو کی بجائے تین آدمی جانے چاہیں“ صفدر

نے کہا۔

”اوکے۔ پھر چوہان ان کے ساتھ جائے گا۔ بس میں استیلا چاہتا ہوں

کہ تمام کام ایسے طریقے سے ہو کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔“

عمران نے کہا اور تئیر اور چوہان دونوں سر ہلاتے ہوئے ٹائیگر کے

ساتھ چل پڑے۔ جب وہ درختوں کی اوٹ میں ان کی نظروں سے

میں کے ساتھ ہی اس نے چیکنگ سپاٹ میں موجود ٹرانسمیٹر کو حور سے لیکھا اور پھر اپنے کاندھے پر موجود سیاہ رنگ کا تھیلیا اتار کر نیچے رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس ٹرانسمیٹر کا لنک وہاں پہلے سے موجود ٹرانسمیٹر سے کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے والے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے چیکنگ سپاٹ پر پہلے سے موجود ٹرانسمیٹر پر ایک بلب ٹیزی سے جلتے دیکھنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کا لنک۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے اصل لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا تو وہاں موجود سب ساتھیوں کے چہروں پر ہلکتا انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔ ان کے چہروں کے تاثرات بارہے تھے کہ ان کے ذہن میں کہیں یہ تصور تک نہ تھا کہ عمران اپنے اصل نام اور اصل آواز میں بات کرے گا۔

"کون عمران۔ کون بول رہا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ اچانک ایک چمکتی ہوئی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"سنو۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ ہیڈ کو اور ٹرانسپارنٹ کر نل ناروٹ سے بات کرو۔ فوراً۔ ورنہ جہاز ہیڈ کو اور ٹر کسی بہت بڑے حادثے سے بھی دوچار ہو سکتا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ کر نل ناروٹ بول رہا ہوں۔ کون بول رہا ہے اور کہاں سے۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کر نل ناروٹ کی آواز

پہلے بھی میں نے بتایا ہے کہ میرا سوچا ہوا کب پورا ہوتا ہے۔ اب ہوگا۔ ویسے اگر میں جو لیا چاہے تو ابھی پورا ہو سکتا ہے۔ اسی نے تو میں نے تنویر کو وہاں بھیجا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن جو لیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا اور ساتھ چلنے والے سب ساتھی زیر ب مسکرا دیئے۔ کافی بلندی پر پہنچ کر عمر کو نے ہاتھ اٹھا کر سب کو روکا اور پھر وہ صدر سے مخاطب ہوا۔

"صدر۔ کسی اونچے درخت پر چڑھ کر نائٹ فیلڈ سکوپ سے صورت حال کو چیک کرو۔ اب یہاں سے آگے جانا ہمارے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں صدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صدر سر ہلاتا ہوا ایک درخت کی طرف بڑھ گیا۔ جدید انداز کی ہلکی ہلکی نائٹ فیلڈ سکوپ اس کے گلے میں پہلے سے لٹک رہی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ درخت کی شاخوں میں غائب ہو گیا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی۔

"تنویر چوہان اور نائیکر تینوں کا میاب ہو چکے ہیں۔ اب کوئی خط نہیں ہے۔۔۔۔۔ صدر نے کہا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور ایک بار پھر وہ سب اوپر چڑھنے لگے اور پھر تھوڑی دیر بعد چوٹی پر پہنچ چکے تھے۔ جہاں واقعی ایک باقاعدہ چیکنگ سپاٹ موجود تھا جس میں دو آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

"یہاں کوئی حفاظتی انتظامات نہ تھے اس لئے کوئی مشکل پیدا نہیں آئی۔۔۔۔۔ چوہان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا

سنائی دی چونکہ عمران پہلے مارٹن بن کر کرنل ناروٹ سے بات چیت کر چکا تھا اس لئے وہ آواز سنتے ہی پہچان گیا تھا کہ بولنے والا کرنل ناروٹ ہی ہے۔

"مجھے عمران کہتے ہیں۔ میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ جہارے چیف جانسن نے کلف کی اطلاع پر مجھے ٹرپ کر کے ختم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ احمق آدمی تھا اس لئے مارا گیا۔ اور..... عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو۔ اور..... کرنل ناروٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ کال اس لئے کی ہے کہ جہارا ہیڈ کو ارٹر اس وقت شدید خطرے سے دوچار ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ہیڈ کو ارٹر میں تم سمیت تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب افراد موجود ہیں۔ اگر تم اپنی اور ان لوگوں کی جانیں بچانا چاہتے ہو تو میں تمہیں ایک موقع دے سکتا ہوں تم اپنے آدمیوں سمیت ایک روز کے اندر اندر ہیڈ کو ارٹر سے باہر نکل جاؤ۔ ایک روز بعد جہارا ہیڈ کو ارٹر ہمیشہ ہمیش کے لئے نیست و نابود ہو جائے گا۔ اور اینڈ آل..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"یہ کیا ہوا عمران صاحب۔ کیا واقعی یہ لوگ باہر آ جائیں گے..... صفدر نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں معلوم نہیں ہو جائے گا کہ ہم چوٹی سے بات کر رہے ہیں۔

"تم نے کیا کیا ہے..... جو لیانے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اس جدید ساخت کے مونیٹر انسمیٹر کے لنک کی وجہ سے انہیں یہ معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ کال کہاں سے کی گئی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ باہر آئیں گے تو اس کا جواب نفی میں ہے۔ اتنی آسانی سے وہ باہر آتے تو پھر کیا تھا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کی نظریں اپنے والے ٹرانسمیٹر پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد ایک ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا اور چند لمحوں بعد ایک بار پھر جل گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور اپنے والے جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر کا لنک وہاں پہلے سے موجود ٹرانسمیٹر سے علیحدہ کر دیا۔ پھر اس نے یہ ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے تھیلے میں ڈالا اور تھیلہ بند کر کے اسے کاندھے پر لاد لیا۔ سب ساتھی خاموشی سے اسے ایسا کرتے دیکھتے رہے۔

"آؤ۔ اب راستہ صاف ہو چکا ہے۔ اب ہم اطمینان سے ہیڈ کو ارٹر تک گیسٹ تک پہنچ سکتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا جادو گری کی ہے تم نے..... جو لیانے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب اس جدید ٹرانسمیٹر کا کمال ہے۔ اب وہ بیٹھے سر پیٹ رہے ہیں گے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چیکنگ سپاٹ سے ہر نکل کر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے لے ہوئے۔

لڑا ہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو عمران کے علاوہ باقی سب بے نیاز اچھل پڑے جبکہ عمران کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ آتی تھی۔

"یہ کسی آوازیں ہیں"..... جو یانے حیران ہو کر کہا۔

"یہ ہیڈ کوارٹر کا بڑا گیٹ بند کیا جا رہا ہے تاکہ کوئی خطرہ اندر نکل نہ ہو سکے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر کیا ہوگا"..... جو یانہ اور حیرت بھرے لہجے میں بولی۔

"وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا۔ خدا کی مشیت میں بندہ کیا کر سکتا

ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی

آواز زیادہ تیز ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں نیچے

ہانے والا ایک چوڑا راستہ پہاڑی کے اندر غائب ہو رہا تھا۔ لیکن

مابقی سرخ رنگ کی چٹانوں نے اس راستے کو روک رکھا تھا۔

"یہ ہے سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کا مین گیٹ"..... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ وہ بہت بڑی اور موٹی چٹانیں تھیں جو ایک

بم کے ساتھ اس طرح جڑی ہوئی تھیں کہ درمیان میں صرف

ایک معمولی سی درز نظر آرہی تھی۔

"ٹائیگر"..... عمران نے ٹائیگر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میں باس"..... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"زبردستی فائر کرو"..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جلدی سے

پچھلے کانڈھے پر موجود تھیلے کو ایک جھٹکے سے گھما کر سامنے کی طرف

"اس جادو کے آلے نے کیا کیا ہے۔ کچھ ہمیں بھی تو بتائیں۔"

صفر نے ہنسنے بجاتے ہوئے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"یہ ٹرانسمیٹر بیک وقت کئی کام کرتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس سے

اگر اصل ٹرانسمیٹر نکل کر دیا جائے تو یہ کال کا ماخذ چیک نہیں ہونے

دیتا۔ دوسرا یہ کہ جب کال کا ماخذ اس کے نکل میں آنے پر چیک کیا

جائے تو کمیونٹر چیکنگ مشین میں گوبیدہا ہو جاتی ہے۔ اس گوبیدہ کو

گو آدھے گھنٹے میں ٹھیک کیا جاسکتا ہے لیکن میرے لئے یہ وقفہ بھی

کافی ہے۔ میں نے یہ کال اس لئے اپنی اصل آوازیں اور اصل نام سے

کی تھی تاکہ وہ لوگ فوری طور پر یہ چیک کرنے کی کوشش کریں کہ

کال کہاں سے کی گئی ہے اور وہی ہوا۔ انہوں نے اسے چیک کرنے کی

کوشش کی اور میرا مقصد حل ہو گیا کہ کمیونٹر مشینز میں گوبیدہا ہو

گئی اور باہر موجود تمام مشینز چونکہ اس بنیادی کمیونٹر سے منسلک

ہے اس لئے تمام مشینز بھی بند ہو چکی ہے اس لئے اب ہم جب گیٹ

پر پہنچیں گے تو سامنے موجود حساس مشینز اب ہمارے خلاف حرکت

میں نہ آسکیں گی"..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ وہ لوگ تو اب پوری طرح

چوکنے ہوئے ہیں"..... صفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوتے رہیں۔ وہ اگر چوکنے ہیں۔ یعنی چار کانوں والے تو ہم آواز

کئے ہیں بلکہ ستر اسی کانوں والے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا۔ وہ اب ڈھلوان سے اتر رہے تھے۔ اچانک کچھ نیچے

"یہ تم آخر کیا کرتے پھر رہے ہو۔ کیا ہم ٹائیگر سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں کہ تم اسے تو جھپٹے سے سب کچھ بتا دیتے ہو لیکن ہمیں کچھ بتاتے ہی نہیں..... جو لینے اس کے ساتھ ہی مڑتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر صرف ہدایات پر عمل کرتا ہے۔ وہ سوالات نہیں کرتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ کم از کم ہمیں معلوم تو ہونا چاہئے کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں....." صدر نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ارے تم بھی ناراض ہو گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک کسی آئیڈیے کا حتمی رزلٹ سامنے نہ آجائے اس وقت تک اس کے بارے میں کچھ کہنا فصول ہوتا ہے۔ بہر حال میں کوشش کر رہا ہوں کہ ہیز کو اوڈر میں موجود افراد کو اس طرح بے بس کر دوں کہ وہ خود ہمیں اندر آنے اور کارروائی کرنے کا راستہ دے دیں....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ اوپر چوٹی کی طرف چڑھتے بھی جا رہے تھے۔

"اس بے ہوش کر دینے والی گیس سے کیا ہو گا۔ یہ کارروائی آپ نے کیوں کی ہے....." صدر نے پوچھا۔

"یہ گیس صرف انسانوں کو ہی بے ہوش نہیں کرتی۔ بے جان چیزوں کو بھی بے ہوش کر دیتی ہے۔ مطلب ہے کہ جس سسٹم کے

کیا اور اس کا منہ کھول کر اس نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا اور دوسرا لہجے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں چوٹی اور چھوٹی نال ایک پسٹل موجود تھا۔

"یہ تو بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے والا پسٹول ہے۔ کہ آپ اندر گیس فائر کرنا چاہتے ہیں....." صدر نے پسٹول دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ بتائیں اس طرح بند ہیں کہ اندر کوئی گیس جا نہیں سکتی اور اگر چلی بھی جائے تو اتنے بڑے ہیز کو اوڈر کے لئے نہانے کتنی گیس کی ضرورت پڑے....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لہجے ٹائیگر قدم بڑھاتا ہوا ان چٹانوں کے قریب پہنچا اور اس نے پسٹول کا رخ چٹانوں کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ کھٹاک کا آواز کے ساتھ ہی پسٹول سے سرخ رنگ کا ایک کیپول نکلا اور چٹان سے لگ کر پھٹ گیا۔ کیپول پھٹنے ہی تیر رنگ کا دھواں سا او چٹان کے گرد چاروں طرف پھیلنے لگا گیا۔ ٹائیگر نے دوسرا فائر کیا اور پھر وہ لگاتار فائر کرتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پسٹول خالی ہونے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر واپس مڑ آیا۔ اس نے خالی پسٹول تھیلے میں ڈال کر تھاپہ چٹانیں اب دھوئیں میں غائب ہو چکی تھیں۔

"آؤ۔ اب ادھر کا کام مکمل ہو گیا ہے....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس اوپر چڑھنے لگا۔

سپت پر پہنچ گئے لیکن وہاں پہنچتے ہی وہ سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ جیننگ سپت کے قریب ایک بڑا سا بٹھرا ہوا تھا اور بچے سے مدد مسمیٰ روشنی اوپر آ رہی تھی لیکن یہ روشنی جکر کٹ کر آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

”یہ۔ یہ کیا ہے؟“..... جو لیانے حیران ہو کر کہا۔

”یہ تازہ ہوا حاصل کرنے کا انتظام ہے۔ یہاں سے تازہ ہوا ہیڈ کو اڑائیں کھینچی جا رہی ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ پہلے تو موجود نہ تھا۔“..... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

”پہلے مین گیٹ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے اس کو کھولنے کی ضرورت نہ تھی۔ اب مین گیٹ بند ہے اس لئے اسے کھولا گیا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”پھر اب کیا ہوگا؟“..... صفدر نے ایسے کہا جیسے جمونے بچے سکول میں آنے والے شعبہ باز سے تعجب بھرے انداز میں سوال کرتے ہیں۔

”اب وہ گیٹ نہ کھول سکیں گے اور باہر نکلنے کا اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے اب وہ چوہے دان میں پھنس گئے ہیں اور اب تازہ ہوا حاصل کرنے کا بھی راستہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے اب جب ٹائٹلر بے ہوش کر دینے والی گیس کے فائر اندر کرے گا تو اس ہوا کے ساتھ گیس پورے ہیڈ کو اڑائیں پھیل جائے گی اور اس کے بعد اگر ہم ان محبوقہ خفیہ راستوں کو جب سر ڈائنامیٹ سے تباہ کریں گے تو پھر لاکھوں سائمن جتھے رہیں کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے گی۔“

تحت ان چٹانوں کو کھولا اور بند کیا جاتا ہے۔ اس سسٹم پر بھی یہ اثر انداز ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایسے سسٹم میں بنیادی میٹرل نا جیم دھات سے تیار کیا جاتا ہے۔ جو بے پناہ دباؤ اور کھینچاؤ برداشت کر سکتا ہے اور یہ گیس نا جیم میں ایسی کیمیائی تبدیلیاں پیدا کر دیتی ہے کہ اس کی کارکردگی بگڑ جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ اس گیس کے فائر ہونے کے بعد اب ہیڈ کو اڑائیں جب تک ان چٹانوں کو کھولنے اور بند کرنے کے تمام سسٹم کو مکمل طور پر تبدیل نہ کر دیں یہ چٹانیں معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکیں گی اور باہر سے انہیں اگر بموں سے تباہ کر دیا جائے تو اور بات ہے۔ ورنہ یہ اب کسی صورت بھی نہیں کھل سکیں۔ ٹرانسمیٹر جام ہو چکے ہیں۔ اب وہ سب لوگ اس ہیڈ کو اڑائیں اندر محسوس ہو چکے ہیں اور یہی ہماری کامیابی ہے۔“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہماری کامیابی کیا ہوئی۔ تم نے پہلے بتایا تھا کہ آدمے گھنٹے کے اندر وہ کمیونڈر دست کر سکتے ہیں اور اگر نہ بھی کر سکیں تو ان کے محسوس ہونے سے کیا فرق پڑے گا۔ ان کے پاس علیحدہ بھی تو ٹرانسمیٹر ہوں گے وہ ان کی مدد سے باہر سے امداد طلب کر سکتے ہیں۔“ جو لیانے جھلپٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے ان کے فوری طور پر باہر نکلنے کا راستہ بند کر دیا ہے اور اب دیکھنا کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر چوٹی پر پہنچے ہوئے جیننگ

”نہیں۔ یہ ہوا معشین کے ذریعے کھینچی جا رہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ہوا اندر جاسکے۔ کیونکہ وہ زیادہ دیر تک اسے کھلا رکھنے کا رسک نہیں لے سکتے۔ اس لئے گیس اندر ہی جائے گی باہر نہیں آئے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سب نے دیکھا کہ واقعی عمران کی بات درست ثابت ہوئی۔ گیس کی بوتلک باہر نہ آئی بلکہ وہ اندر ہی غائب ہوتی جا رہی تھی سب چند لمحوں بعد جب خالی ٹریگر دینے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

”آؤ اب واپس عقبی طرف چلیں تاکہ عقبی راستہ تلاش کر کے اسے کھولا جاسکے“..... عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر سب سر ملاتے ہوئے عقبی کی طرف گوروانہ ہو گئے۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران کی بات سن کر سب کے چہروں پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھرتے۔

”اوہ۔ اوہ۔ اس قدر گہری اور کامیاب پلاننگ صرف جہاد داغ ہی سوچ سکتا ہے“..... تنویر نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اب کیا کہوں۔ باقی تو سب پلاننگ کامیاب ہو ہی جاتی ہے لیکن“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا اور اس بار سب کے ساتھ ساتھ تنویر بھی ہنس پڑا۔

”ٹائیگر۔ جہادے پاس اس گیس کا دوسرا پٹل بھی ہے۔ میں نے جس میں اس اڈے سے دو پٹل اٹھانے کے لئے کہا تھا“..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس۔ موجود ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تو پھر وہی کارروائی یہاں بھی دوہراؤ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے تھیلے میں سے پہلے جیسا ایک اور چٹائی نال والا پستول نکالا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے پستول کی نال اس بڑے سوراخ کے کنارے پر رکھ کر اس کا رخ نیچے کی طرف کیا اور پھر مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا۔

”ہمیں بچھے ہٹ جانا چاہئے۔ گیس باہر بھی تو نکلے گی“..... صفدر

نے کہا۔

"اوہ۔ دیری بیڑ۔ یہ ضرور کوئی سازش ہے۔ جلدی کرو، جیکب مین گیٹ کھڑو کرو۔ جلدی کرو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سارا کھیل اس عمران نے کھیلا ہو اس کی ٹرانسمیٹر کال کے بعد ہی تو یہ سب گوبڑ ہوئی ہے۔"..... کرنل ناروٹ نے چیتھے ہوئے کہا۔

"یس باس۔"..... گنجے جیکب نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ مین گیٹ کھولنے اور بند کرنے والا سسٹم علیحدہ کمرے میں تھا۔

"کلف کو جگا کر لے آؤ۔ وہ اب سپیشل سیکشن کا انچارج ہے۔ اس ساری صورتحال کی اسے خبر ہونی چاہئے۔ جاؤ جلدی اسے جگا کر لے آؤ۔"..... کرنل ناروٹ نے غصے سے چیتھے ہوئے ایک آدمی سے کہا۔

"یس باس۔"..... اس آدمی نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

"تھوڑی دیر بعد کلف ہال میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا کرنل ناروٹ۔ کیا ہوا ہے۔"..... کلف نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔ تو کرنل ناروٹ نے اسے اچانک عمران کی کال آنے اور پھر اس کی کال کا شیخ تلاش کرنے سے لے کر ساری مشینری کے ساکت ہو جانے کی روئیداد سنائی۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران نے یہاں کال کی تھی۔ کیا کہا تھا اس نے۔" کلف نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ناروٹ نے اسے

"یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ کیسے ہو گیا۔"..... کرنل ناروٹ نے حلق کے بل چیتھے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت مین مشینری ہال میں موجود تھا اور وہاں موجود تمام مشینری جو اس سے پہلے کام کر رہی تھی اب ساکت نظر آ رہی تھی۔

"باس۔ مین کمیونٹر میں کوئی گوبڑ ہو گئی ہے۔ ہم اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔"..... ایک گننے سر والے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مین کمیونٹر میں گوبڑ۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہیڈ کوارٹر کے سامنے والے راستے پر موجود تمام حفاظتی انتظامات بھی ختم ہو گئے ہوں گے۔"..... کرنل ناروٹ نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ظاہر ہے۔ ایسا تو ہونا ہی ہے۔" اسی گننے آدمی نے کہا۔

”مین گیٹ۔ کیوں۔۔۔۔۔ کلف نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”اس لئے کہ تمام مشیزی کا تعلق اسی بنیادی کمیوٹر سے ہے اور کمیوٹر خراب ہونے کے بعد مین گیٹ کے سلسلے والے راستے پر جو حساس چیکنگ مشیزی موجود ہے وہ بھی بند ہو گئی ہوگی۔ ایسی صورت حال میں کوئی بھی آدمی بغیر کسی چیکنگ کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔“ کرنل ناروٹ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ بات ہے۔ اوہ۔ تم نے واقعی انتہائی عقلمندی دکھائی ہے کرنل ناروٹ۔ لیکن عمران کا بھی پلان ہوگا کہ اس طرح وہ مشیزی کو جام کر کے آسانی سے یہاں پہنچ سکتا ہے۔۔۔۔۔ کلف نے تیز لہجے میں کہا۔

”عمران کا اس سے کیا تعلق۔ کمیوٹر میں گڑبڑ عمران کی وجہ سے تو نہیں ہوئی۔ میں نے تو حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کیا ہے۔“ کرنل ناروٹ نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔ حالانکہ کلف کے آنے سے پہلے وہ خود اسے گہری سازش قرار دے رہا تھا لیکن کلف کے سامنے اس نے اپنا موقف ہی بدل لیا تھا۔

”لیکن کمیوٹر میں گڑبڑ اس کی کال کے بعد ہی ہوئی ہے۔ تمہیں اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔۔۔۔۔ کلف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”وہ تو ایک عام سی کال تھی۔ اس سے کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ بہر حال اگر عمران نے بھی ایسا کیا ہے تب بھی میرے سامنے اس کی

عمران سے ہونے والی گنگو کی تمام تفصیل بتادی۔

”دیری بیڈ۔ رینیٹی دیری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم واقعی کسی خوفناک خطرے سے دوچار ہو چکے ہیں۔“ کلف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ایسی کوئی بات نہیں کلف۔ وہ ہمیں نفسیاتی ذراچ دینا چاہتے ہیں اسے جانسن ہے جہاں کی فریکوئنسی سبھاں کے آدمیوں کی تعداد کے بارے میں معلوم ہو گیا ہوگا۔ چونکہ اس کے پاس سبھاں جانسن کے روپ میں داخل ہونے کا سوپ نہیں تھا اس لئے اس نے یہ نفسیاتی کھیل کھیلنے کی کوشش کی تاکہ ہم نامعلوم خطرے سے گھبرا کر جہاں سے نکل پڑیں اور وہ پہاڑوں میں ہم پر فائر کھول دے۔۔۔۔۔“ کرنل ناروٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر یہ مشیزی کیسے خاموش ہو گئی ہے۔ لپٹے آپ تو یہ نہیں ہوئی ہوگی۔ نہیں کرنل ناروٹ۔ وہ عمران شیطانی دماغ کا مالک ہے۔ ہمیں اس پر انتہائی سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا۔۔۔۔۔ کلف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مشیزی میں گڑبڑ ہو ہی جاتی ہے۔ میرے آدمی مین کمیوٹر کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ جلد ہی وہ اسے ٹھیک کر لیں گے۔ ویسے احتیاطاً میں نے مین گیٹ بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔۔۔۔۔“ کرنل ناروٹ نے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ بہر حال تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے کمیونٹر کو میک کراؤ۔ نجانے کیا بات ہے کہ میری چھٹی حس کسی بڑے خطرے کی نشاندہی کر رہی ہے۔ سبھاں گیس ماسکس تو ہوں گے۔"

ف نے کہا۔

"گیس ماسکس۔ ہیں تو ہی لیکن..... کرنل ناروٹ نے حیرت بے لچے میں کہا۔

"تم بتاؤ تو یہی کتنے گیس ماسکس ہیں..... کلف نے کہا۔

"میرا خیال ہے دس کی تعداد میں ہوں گے۔ یہ اٹیک بیڑوں لے حصے میں جاتے ہوئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن تم کیوں چھ رہے ہو..... کرنل ناروٹ نے کہا۔

"تم فوراً وہ گیس ماسک منگو آؤ۔ ابھی اور اسی وقت..... اس بار ف کا لچہ سر اور تھکمانہ تھا۔

"جیکب۔ گیس ماسکس لے آؤ..... کرنل ناروٹ ایک لمحے تک ف کو دیکھتا رہا پھر اس نے مڑ کر اس گنجے جیکب کو حکم دیا جو پہلے لوارٹر کا گیٹ بند کر کے آیا تھا۔

"میں باس..... جیکب نے بڑے مودبانہ لچے میں کہا۔

"جلدی کرو۔" کلف نے جیکب سے مخاطب ہو کر سخت لچے میں کہا۔

"میں جیت..... جیکب نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی۔

بڑھ گیا۔

"تو جہارے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ یہ سب کچھ عمران کر

ذہانت اور پلاننگ کسی صورت بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔" کرنل ناروٹ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کلف کوئی بات کرتا۔

جیکب واپس ہال میں داخل ہوا۔

"باس۔ حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ مین گیٹ بند کر دیا گیا ہے اور اپریٹر سکر کو اوپن کر دیا گیا ہے۔ جیکب نے مودبانہ لچے میں کہا

"اپریٹر سکر کا کیا مطلب..... کلف نے چونک کر پوچھا۔

"مین گیٹ سے تازہ ہوا اندر آتی رہتی ہے۔ اب جبکہ مین گیٹ کو بند کر دیا گیا ہے تو اس کے ساتھ ہی پہاڑی کی چوٹی پر بنا ہوا ایک مخصوص طرز کار و شدان کھول دیا گیا ہے جس میں اپریٹر سنگ مشین لگی ہوئی ہے جو باہر سے تازہ ہوا کو انتہائی تیزی سے اندر کھینچ کر بیڑ کو انٹر میں پھیلا دیتی ہے۔ سبھاں چونکہ کافی مشینری بھی موجود ہے اور ایٹمی بیڑیاں بھی۔ پھر فزہ دو سو کے قریب افراد بھی۔ اس لئے تازہ ہوا کی اشد ضرورت رہتی ہے..... کرنل ناروٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح بیڑ کو انٹر رسک میں نہیں پڑ سکتا اور کوئی اوپر سے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کر دے تو پورا بیڑ کو انٹر ہی ڈھیر ہو جائے گا..... کلف نے کہا۔

"کون ایسا کرے گا۔ اوپر چوٹی پر جہاں یہ ہوا دان موجود ہے وہاں ہماری چیکنگ پوسٹ بھی موجود ہے اور وہاں دو آدمی باقاعدہ پہرہ بھی دے رہے ہیں..... کرنل ناروٹ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

رہا ہے اور اب وہ اوپر سے گئیں فائر کروے گا۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے
براسمانہ بتاتے ہوئے کہا۔

"کرنل ناروٹ۔ میں ایسا حفظ ماتقدم کے طور پر کر رہا ہوں۔ کیا
بھی ممکن ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ کلف نے منہ بتاتے ہوئے کہا اور کرم
ناروٹ خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جدید ٹائپ کے دس گیم
ماسک جیکب لے آیا جن میں باقاعدہ آپس میں گفتگو کرنے کے سوا
نرانسمیز نصب تھے۔

"دو گئیں ماسک مجھے دے دو۔ ایک میں بہنوں کا اور ایک جیٹ
کے لئے۔ ایک تم بہن لو اور باقی سات ان انجینئروں کو پہنچا دو
کمپیوٹر کی گز بڑ کو ٹھیک کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ کلف نے ایک گیم
ماسک جیکب سے لے کر اسے سر پر چڑھاتے ہوئے کہا۔
"مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر گئیں فائر بھی ہوئی تو میں ج
گیٹ کھلوادوں گا۔ اس طرح گئیں کا اثر ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ کرم
ناروٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل ناروٹ۔ میں سپیشل سیکشن کا چیف ہوں۔ مجھے ۲۱
لئے ہیں جو حکم دے رہا ہوں وہی کرو۔۔۔۔۔ کلف نے لکھتے تھکمانے
میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے کہا اور ایک گئیں ماسک
اٹھا کر پہننا شروع کر دیا۔

"جیکب۔ ایک گئیں ماسک تم بہن لو اور باقی چھ انجینئروں کو

ہم کر دو۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ہاس۔۔۔۔۔ جیکب نے جواب دیا۔

"جیگا سو رہا ہے۔ اسے اٹھاؤ اور اسے حالات بتا کر یہ گئیں ماسک
اسے دے کر یہاں بھجوا دو۔۔۔۔۔ کلف نے کہا اور جیکب سر ہلاتا ہوا
اپنی گئیں ماسک اٹھائے واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جیگا بھی ہال میں پہنچ گیا۔ اس نے سر پر گئیں ماسک
پہنا ہوا تھا لیکن ابھی اسے منہ پر نہ چڑھایا تھا۔

"کیا ہوا چیف۔ وہ جیکب صاحب بتا رہے تھے کہ آپ کسی
لمرے کی بات کر رہے ہیں۔ جیگا نے کلف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری جھپی حس کہہ رہی ہے کہ خطرہ پیش آنے والا ہے۔ بہر حال
لیکھو کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کلف نے گول مول سا جواب دیا اور پھر تقریباً
۱۵ منٹ بعد لکھتے بیرونی دروازے کی طرف سے کسی کے بے تحاشا
ملنے کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ سب چونک کر بے اختیار
بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔ اسی لمحے جیکب بھاگتا ہوا اندر آیا۔
"ہاس۔ اس ایریسکر سے سرخ رنگ کی گئیں مسلسل فائر کی جا
رہی ہے۔۔۔۔۔ جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کلف کا خیال درست نکلا۔ گئیں
ماسک بہن لو۔ جلدی کرو۔۔۔۔۔ کرنل ناروٹ نے اچھلتے ہوئے کہا اور
اس کے ساتھ ہی خود بھی تیزی سے سر پر موجود گئیں ماسک کو منہ پر
چڑھا لیا۔ کلف اور جیگا نے بھی ایسا ہی کیا اور جیکب نے بھی۔

کے کانوں میں جیکب کی آواز پڑی حالانکہ جیکب وہاں موجود نہ تھا لیکن ٹرانسمیٹر کی وجہ سے فاصلے کی حد ختم ہو گئی تھی۔

"باس - باس - مین گیٹ نہیں کھل رہا - اس کی مشینری جام ہو چکی ہے"..... جیکب کی آواز میں خوف کی لرزش موجود تھی۔

"کیا - کیا کہہ رہے ہو - یہ کیسے ہو سکتا ہے"..... کرنل ناروٹ نے جواب دیا اور پھر وہ سب ہی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ باہر راہداری میں اب آہستہ آہستہ ہوا کارنگ سرخ ہوتا جا رہا تھا اور جب وہ مین گیٹ کے قریب نصب مشین کے قریب پہنچے تو راستے میں انہیں پانچ آدمی فرش پر ڈھیر ہوئے نظر آئے اور تھوڑی دیر بعد جب کرنل ناروٹ اور کلف دونوں کو یقین ہو گیا کہ واقعی گیٹ کھولنے والی مشین جام ہو چکی ہے تو گیس ماسک کے اندر ہی ان کے چہرے بگڑے گئے۔

"یہ - یہ - ایسا کیسے ہو گیا - میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا"۔ کرنل ناروٹ نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ سب کچھ کسی گہری پلانٹنگ کے تحت ہو رہا ہے - لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ گیٹ کو جام کرنے سے عمران کو کیا فائدہ حاصل ہوگا"..... کلف نے کہا۔

"اس طرح تو وہ خود بھی کسی صورت اندر نہیں آ سکے گا"۔ جیگار نے کہا۔

"اوہ - اوہ - اب میں سمجھ گیا کہ عمران نے کیا پلانٹنگ کی

"انجینئروں کو گیس ماسک دے دیئے ہیں"..... کرنل ناروٹ نے ٹرانسمیٹر کا بشن آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس - میں وہاں سے واپس آ رہا تھا کہ میں نے گیس کو پھیلنے ہوئے دیکھا تو میں نے فوراً ہی ایئر سکر بند کر دیا ہے لیکن کافی مقدار میں گیس اندر فائر ہو چکی ہے - اس لئے کیا مین گیٹ کھول دوں ورنہ دس افراد کے علاوہ باقی سب بے ہوش ہو جائیں گے"..... جیکب نے بھی ٹرانسمیٹر کے ذریعے جواب دیا۔ چونکہ ٹرانسمیٹر کلف اور جیگار نے بھی آن کر لئے تھے اس لئے گفتگو وہ بھی سن رہے تھے۔

"نہیں - اس طرح عمران کو اندر گھس آنے کا موقع مل جائے گا"..... کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں - مین گیٹ کے پاس سپیشل ریز مشینر موجود ہے جو کسی ذی روح کو کسی صورت بھی اندر نہ آنے دے گی۔ جاؤ جیکب گیٹ کھول دو اور سپیشل ریز مشین آن کر دو - جلدی کرو"..... کرنل ناروٹ نے کہا اور جیکب تیزی سے مڑا اور ایک بار پھر دوڑتا ہوا ہال سے باہر نکل گیا۔

"میرا خیال درست نکلا - اس کا مطلب ہے کہ جہاڑی اوپر چوٹی پر موجود چیکنگ پارٹی بھی ختم ہو چکی ہے - بڑی گہری سازش کی ہے اس عمران نے"..... کلف نے کہا۔

"ہاں - اب تو مجھے بھی یقین آ گیا ہے - واقعی یہ عمران تو حد درجہ شاطر و مبالغہ آدی ہے"..... کرنل ناروٹ نے جواب دیا۔ اسی لمحے اس

رخ رنگ کا دھواں سا بھر گیا تھا۔

"گیٹ بند ہو چکا ہے۔ تازہ ہوا والا ہوا دان بھی بند ہے اور انتہائی
دگس یہاں موجود ہے۔ اس طرح تو ہم بھی آکسیجن کی کمی کا شکار ہو
ائیں گے۔ یہ تو بہت خطرناک صورت حال ہے کرنل ناروٹ۔ کیا
وہ راستہ ہے جہاں سے ہم فوری طور پر یہاں سے نکل سکیں۔"
جانک کلف نے کہا۔

"خفیہ راستہ۔ ہاں ہے۔ بالکل ہے لیکن ہم یہ سب کچھ یہاں کیسے
پہنچا دیں؟" کرنل ناروٹ نے کہا۔

"ہمیں فوری طور پر باہر جانا ہوگا۔ ورنہ ہم بھی بے ہوش ہو جائیں
گے۔ ان گیس ماسکوں کے باوجود اور اس کے بعد ظاہر ہے کہ عمران
نے ہمیں سب سے پہلے گولی سے اڑانا ہے۔ ہمیں باہر نکلتا ہوگا۔ جلدی
و۔" کلف نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ تمام انجینئرز بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے گیس
مک نہیں پہنے تھے۔" اسی لمحے انہیں جیکب کی آواز سنائی دی۔
"اوہ۔ تم آجاؤ فوراً۔ ہمیں اب خصوصی خفیہ راستے کو کھول کر
پہنچنا ہے۔ جلدی آجاؤ۔" کرنل ناروٹ نے کہا۔

"کیں باس۔" جیکب کی آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ
ن سے آگیا اور پھر وہ اگلے ہی مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے
ایک تہ خانے میں پہنچے جہاں جیکب نے دیوار میں نصب ایک ہک کو
دستی قوت سے نیچے کی طرف کیا تو بالکل سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی

ہے۔ "جانک کلف کی تیز آواز سنائی دی۔

"کیا پلاننگ کی ہے؟" کرنل ناروٹ نے پوچھا۔

"وہ یقیناً اب عقبی طرف موجود خفیہ بلاک راستوں کو ڈائنامیٹ
سے تباہ کر کے اندر داخل ہوگا۔ اس نے مین گیت اسی لئے جام کیا ہے
کہ ہم باہر نہ نکل سکیں۔ ہمیں اب ان عقبی راستوں پر پہرہ دینا
ہوگا۔" کلف نے کہا۔

"پہلے یہ تو دیکھ لیں کہ یہاں کتنے لوگ ہوش میں ہیں۔ اس کے
بعد ہی کوئی پلاننگ کی جاسکتی ہے۔" جیکب نے کہا۔

"جیکب۔ جا کر چیک کرو کہ انجینئرز نے گیس ماسک پہن لئے
تھے یا نہیں اور اگر وہ ہوش میں ہوں تو انہیں یہاں لے آؤ۔" کرنل
ناروٹ نے کہا۔

"اگر انہوں نے پہن لئے ہوں گے تو ٹرانسمیٹر بھی آن کر دیئے ہوں
گے۔ انہیں ہمیں سے حکم دے کر بلاؤ۔" کلف نے کہا۔

"ہیلو انجینئرز۔ فوراً مین ہال پہنچو۔ فوراً۔ کیا تم میرا حکم سن رہے
ہو۔ جواب دو۔" کرنل ناروٹ نے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسری
طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ ماسک نہیں پہن سکے اور بے ہوش ہو گئے
ہیں۔ یہاں اب ہم صرف چار آدمی ہیں۔" کلف نے کہا۔

"جاؤ جیکب۔ جا کر چیک کرو۔" کرنل ناروٹ نے جیکب سے کہا۔
"کیں باس۔" جیکب کی آواز سنائی دی۔ اب ہر طرف گہرے

کے کاندھے سے ایک ایک مضین گن اتار کر اپنے اپنے کاندھوں سے نکالیں۔ کرنل ناروٹ نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر ایک میزائل گن بھی جیکب سے لے لی۔ اب جیکب کے کاندھے سے ایک مضین گن لٹکی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک میزائل گن تھی۔

”راستہ بند کر دو جیکب“..... کرنل ناروٹ نے کہا اور جیکب نے میزائل گن سرنگ کی دیوار کے ساتھ لٹکائی اور پھر اسی طرح ایک ہک کھینچ کر اس نے راستہ بند کر دیا۔

”آؤ اب چلیں“..... کرنل ناروٹ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سرنگ میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سرنگ خاصی طویل ثابت ہوئی لیکن جلد ہی اس کا دوسرا دہانہ آگیا۔ چاند رات ہونے کی وجہ سے باہر چاندنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ دہانے پر پہنچتے ہی انہوں نے گئیں ماسک پھرے سے ہٹا دیے اور تازہ ہوا میں لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔ ابھی وہ سانس لے رہے تھے کہ اچانک ان سے کچھ فاصلے پر بلندی سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ دھماکے کی بازگشت کافی دور تک پہاڑوں میں گونجتی رہی۔

”جہادی بات درست ہے کلف۔ یہ لوگ واقعی عقبی بلا کڈ راستے کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس دھماکے کا مرکز اسی طرف ہے جہاں وہ عقبی بلا کڈ راستے موجود ہیں“..... کرنل ناروٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

دیوار کا ایک حصہ کسی الماری کے پٹ کی طرح دوسری طرف کھل گیا اور اب وہاں ایک تار یک سی سرنگ نظر آ رہی تھی۔

”آجآؤ“..... کرنل ناروٹ نے کہا اور پھر تیزی سے اس سرنگ میں داخل ہو گیا۔

”کلف۔ کیا ہم اس طرح پورے ہیڈ کوارٹر کو ان کے رحم و کرم پہ چھوڑ کر نہیں جا رہے“..... اچانک کرنل ناروٹ کی آواز سنائی دی۔

”ہم چار آدمی کیا کر سکتے ہیں۔ المپ جیکب۔ تم اندر سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر لے آؤ اور اسلحہ بھی۔ میرا خیال ہے کہ ہم اگر پہاڑی کے عقبی طرف جائیں تو ہم ان پر فائر کھول کر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ یا پھر ٹرانسمیٹر پر فوج طلب کر سکتے ہیں“..... کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ سرنگ عقبی طرف ایک خاص جگہ پر جا کر ٹنکتی ہے۔ جاؤ جیکب۔ جلدی سے ٹرانسمیٹر اور اسلحہ لے آؤ۔ جلدی کرو۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ لوگ کس طرح بچ کر نکل سکتے ہیں“..... کرنل ناروٹ کی تیز اور پر جوش آواز سنائی دی۔

”یس باس“..... جیکب نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔ اس کی واپسی تقریباً دس منٹ بعد ہوئی۔ اس نے چار مضین گنیں کاندھوں سے لٹکائی ہوئی تھیں۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں جدید ساخت کی میزائل گنیں بھی تھیں اور ساتھ ہی اس نے گلے میں کسے کی مدد سے ایک جدید ٹرانسمیٹر بھی لٹکایا ہوا تھا۔ کلف اور چنگار نے اس

”احتیاط سے۔ وہ لوگ موجود ہیں۔ بکھر کر چلو“..... کلف نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ اور زیادہ محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ چاندنی درختوں سے چھن چھن کر نیچے آرہی تھی اور اس کی وجہ سے خاصی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور پھر تمھوڑی در بعد انہیں ایک چٹان کے قریب آٹھ کے قریب آدمی کھڑے نظر آرہے تھے۔

”رک جاؤ اور یکے بعد دیگرے میزائل فائر کرو“..... کلف نے کہا اور پھر وہ سب جھازیوں کی اوٹ میں چھپ گئے۔ چند لمحوں بعد میزائل فائر ہونے کا خوفناک دھماکہ اس طرف سے سنائی دیا جس طرف جیکب موجود تھا۔ تمھوڑی در بعد ایک اور میزائل فائر ہوا۔ یہ میزائل کرنل ناروٹ کی طرف سے فائر ہوا تھا اور پھر خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی ان کے کانوں میں انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور ان آوازوں کو سن کر کلف اور سارے ساتھیوں کے دل بے اختیار خوشی سے اچھلنے لگے۔ وہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہٹ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

”مشین گنوں کا فائر کرتے ہوئے آگے بڑھو“..... اس بار کلف نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمبے چار مشین گنوں کے چلنے کی مخصوص آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔ وہ چاروں فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اوپر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔ انتہائی فاتحانہ انداز میں۔ ان کے چہروں پر کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”مجھے اب عمران کی پوری پلاننگ سمجھ آگئی ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ اب وہ خود اپنے جال میں پھنس چکا ہے۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ ہوگی کہ ہم نے اندر گیس ماسک پہنے ہی بہن لئے ہوں گے اور ہم اس طرح خفیہ راستے سے ان کے عقب میں بھی پہنچ گئے ہیں۔ وہ یہی سمجھ رہا ہوگا کہ ہم اندر بے ہوش پڑے ہوئے ہوں گے اس لئے وہ اور اس کے ساتھی پوری طرح مطمئن ہوں گے اور ہم عقب سے ان پر فائر کھول کر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں“..... کلف نے کہا۔

”ہم کیوں نہ فوج کو طلب کر لیں۔ پھر یہ کہیں نہ جاسکیں گے۔ کرنل ناروٹ نے کہا۔

”نہیں۔ فوج کو یہاں پہنچنے میں کافی در لگ جائے گی اور یہ لوگ آسانی سے نکل جائیں گے۔ چلو آگے۔ ہم نے ان پر عقب سے فائر کرنا ہے۔ پہلے ہم میزائل فائر کریں گے پھر جو بج جائے گا ان پر مشین گنوں کا فائر ہوگا“..... کلف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو وہ چاروں محتاط انداز میں پہلے تمھوڑا سا آگے بڑھے اور پھر اوپر کی طرف چڑھنے لگے۔ ان کا رخ اسی طرف تھا جو دوسرے انہوں نے دھماکے کی آواز سنی تھی۔ جیکب ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اس کے پیچھے کرنل ناروٹ تھا۔ کرنل کے پیچھے کلف اور سب سے آخر میں جیکب تھا وہ واقعی بڑے محتاط انداز میں درختوں اور جھازیوں کی اوٹ لینے ہوئے اوپر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔ تمھوڑی در بعد انہیں دور سے انسانی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ ٹھہر کر رک گئے۔

۱۔

”ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے۔ لیکن ان لوگوں سے ایک حماقت ہو نا ہے۔ اگر یہ اس پستان کو باقی پستانوں کے اندر تیار کر کے اس روح نصب کرتے کہ اس کے کنارے باہر کو نہ نکلے ہوئے ہوتے تو واقعی اس پر سپر ڈائنامیٹ بم تو ایک طرف ایٹم بم بھی اثر نہ کر سکتا۔ لیکن اس پستان کو علیحدہ بنا کر پھر اس جگہ فٹ کیا گیا ہے۔ اس طرح اوروں طرف سے اس کے کنارے کافی حد تک باہر ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ اس سالم پستان کو ڈائنامیٹ سے لگاڑا جاسکتا ہے۔“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اس کے کنارے کے نیچے قدرتی پستان میں سوراخ کر کے ب ڈائنامیٹ بھرا جائے گا تو یہ پوری کی پوری پستان باہر آجائے گی۔ راستہ کھل جائے گا۔“..... عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات یا سر ہلا دیئے کیونکہ اب بات سب کی سمجھ میں آگئی تھی۔ پھر عمران نے کہنے پر ٹائیگر صفدر اور چوپان نے مل کر اس پستان کے کناروں کے ب سوراخ کئے اور پھر ان میں سپر ڈائنامیٹ نصب کر دیا گیا۔ ان چونکہ پورے انتظامات کے تحت آیا تھا اس لئے اس ڈائنامیٹ نے باقاعدہ وائر لیس چارجر بھی نصب کر دیا گیا تھا۔

”آؤ اب کر یک سے باہر چلیں۔“..... عمران نے ڈائنامیٹ سے ہی طرح مطمئن ہونے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب

عمران اور اس کے ساتھی ایک پہاڑی کر یک میں تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ سب سے آگے عمران تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک نارنجی تھی جس کی تیز روشنی نے اس پہاڑی کر یک کو روشن کر رکھا تھا۔ پہاڑی کر یک جہاں جا کر ختم ہوا وہاں ایک بڑی سی پستان تھی جس کا رنگ گہرا سرخ تھا۔

”عمران صاحب۔ یہ پستان دوسری پستانوں سے مختلف ہے۔“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ قدرتی پستان نہیں ہے۔ یہ انسانی ہاتھوں کی تیار کردہ ہے۔ اس پستان کے ذریعے عقبی راستہ ہلاک کیا گیا ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا رنگ بتا رہا ہے کہ یہ ریڈ ہلاک میٹرل سے تیار کی گئی ہے اس پر تو سپر ڈائنامیٹ بھی اثر نہیں کرے گا۔“..... کیپٹن شکیل نے

واقعی اگر یہی صورت حال ہے تو اندر ہمارا استقبال یقیناً موت نے ہی کرنا تھا..... عمران نے بڑے کھلے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

”بات تو کیپٹن شکیل کی درست ہے لیکن اس کی چیکنگ کیسے کی جاسکتی ہے“..... جو یا نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ چیک کیا جائے کہ کیا وہ ہوادان کھلا ہوا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر کچھ افراد بے ہوش نہیں ہوئے تو انہوں نے لامحالہ سب سے پہلے اس ہوادان کو بند کرنا ہے اور اگر سب بے ہوش ہو چکے ہیں تو پھر یقیناً یہ ہوادان کھلا ہوا ہوگا۔“ اس بار نعمانی نے کہا۔

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تازہ ہوا کے حصول کے لئے انہوں نے ہوادان بند نہ کیا ہو تاکہ تازہ ہوا آنے کی وجہ سے گیس کا دباؤ کم کیا جاسکے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”نعمانی کی بات کسی حد تک درست ہے۔ مگر انسان نفسیاتی طور پر سب سے پہلے خطرے والی جگہ کو بند کرتا ہے۔ ٹائیگر تم جا کر چیکنگ کرو۔ نعمانی تمہارے ساتھ جائے گا۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے تم نے واپس آنا ہے“..... عمران نے کہا تو نعمانی اور ٹائیگر دونوں تیزی سے اوپر چوٹی کی طرف چڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

”عمران صاحب۔ اگر اندر واقعی لوگ ہوش میں ہیں تو پھر آپ کی

دائیں چل پڑے تھوڑی دیر بعد وہ کریک کے دہانے سے باہر نکل گئے۔
”عمران صاحب۔ کیا یہ ضروری ہے کہ اندر موجود سب لوگ بے ہوش ہو چکے ہوں گے“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران اسے دوسرے ساتھی چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو“..... عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ سرخ رنگ کی گیس بیک وقت تو پورے ہیڈ کوارٹر میں نہیں پھیل سکتی اور پھر ہیڈ کوارٹر صرف ایک ہال یا کمرے پر تو مشتمل نہیں ہے۔ اس کے بہت سے حصے بتائے گئے ہیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ گیس کے سرخ رنگ کی وجہ سے انہیں ابتدائی مرحلوں میں احساس ہو گیا ہو اور پھر باقی افراد نے گیس ماسک پہن لئے ہوں۔ اتنے جدید قسم کے ہیڈ کوارٹر میں یقیناً گیس ماسک موجود ہوں گے۔ ایسی صورت میں جب ہم خفیہ راستے کو دھماکے سے کھول کر اندر جائیں گے تو وہاں ہمارا استقبال موت بھی تو کر سکتی ہے“..... کیپٹن شکیل نے پہلے کی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے کچرے پر سنسنی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نے واقعی اہتائی گہری بات کی ہے۔ اس اہم پوائنٹ کی طرف تو میرا ذہن سرے سے گیا ہی نہ تھا۔ میں نے تو لپچہ طور پر یہ فرض کر لیا تھا کہ گیس کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد طویل عرصے کے لئے بے ہوش ہو چکے ہوں گے۔ ویری بیڈم

"پلان کیا ہونا ہے۔ بس مس جو یا ہاتھ میں اسلحہ پکڑے اندر داخل ہوں گی جو نظر آنے کا ازا دیں گی۔ اس طرح کشتوں کے پٹے لگاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جائیں گی..... عمران کا بچہ اسی طرح مضحکہ اڑانے والا تھا۔

"شٹ اپ۔ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو۔ میں تو صرف اس لئے خاموش رہتی ہوں کہ چیف نے چونکہ تمہیں لیڈر بنایا ہے اس لئے ہمارا کام صرف تعمیل کرنا ہے۔ ورنہ تم کیا سمجھتے ہو کہ جہارے علاوہ باقی سب احمق ہیں۔ عقل سے پیدل ہیں..... جو یا نے انتہائی عصبیلے لگے ہیں کہا۔

"جہار کیا خیال ہے تنور۔ تم کیوں خاموش ہو..... عمران نے انک ایک طرف خاموش کھڑے تنور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صفدر درست کہہ رہا ہے جو یا۔ ہم تمہیں موت کے دہانے میں میں دھکیل سکتے۔ تم ہم سب کے لئے نہ صرف قابل احترام ہو بلکہ یکرٹ سروس کا انتہائی قیمتی سرمایہ بھی ہو..... تنور نے بڑے فبیہ لگے ہیں کہا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ کیا ادب پارہ ارشاد فرمایا ہے آپ نے۔ یکرٹ سروس کے لئے قیمتی سرمایہ..... عمران نے مسکراتے ہوئے باتو صفدر اور دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں آپ سب کے جذبات کی قدر کرتی ہوں۔ میں پلان بھی بتا جی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم سب میرے اس پلان کی تائید ہی

کیا پلاننگ ہے..... صفدر نے کہا۔

"پھر یہی ہو سکتا ہے کہ اندر ہم پھینکنے جائیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اندر جس جگہ مشینری ہے عقبی راستے کا دہانہ وہاں سے کافی دور ہے۔ اس لئے ہم پھینکنے کا بھی ہمیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بہر حال کچھ نہ کچھ تو کریں گے۔ اب ہم ان حالات میں بغیر کچھ کئے واپس جانے سے تو رہے۔ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلادیئے۔

"میں اکیلی اندر جاؤں گی اور اس مشینری والے حصے میں ڈائنامیٹ فٹ کر کے واپس آجاؤں گی..... اچانک جو یا نے کہا تو عمران سمیت سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا جیسے جو یا نے کوئی انتہائی احمقانہ بات کر دی ہو۔

"کیا جہارے پاس سلیمانی ٹوپی ہے..... عمران نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"میرے پاس واقعی سلیمانی ٹوپی ہے سمجھے اور یہ ہے میری عقل۔ تم دیکھنا کہ میں کامیاب لوٹوں گی..... جو یا نے عصبیلے لگے میں کہا۔

"لیکن کس طرح مس جو یا۔ آپ کے ذہن میں کیا پلان ہے۔ صفدر نے کہا۔

"کیا میں پلان پہلے بتانے کی پابند ہوں..... جو یا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ صفدر اور عمران کی باتوں سے چڑھ گئی ہو۔

"مس جو یا۔ اب ہم آپ کو اس طرح موت کے منہ میں تو نہیں بھیج سکتے۔ اس لئے پلان پوچھ رہے ہیں..... صفدر نے جواب دیا۔

ہوئے کہا۔

"کوئی لیکن دیکھ نہیں۔ بس جو میں نے کہہ دیا ہے وہی ہوگا۔"

جویا نے ہاتھ اٹھا کر عمران کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے پلان میں کوئی ترمیم نہیں کر رہا تھا۔ میرا مطلب یہ

تھا کہ ان لوگوں کی تعداد زیادہ بھی تو ہو سکتی ہے۔ اس طرح وہ تمہیں

گھیر بھی سکتے ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو ہوگا موقع پر دیکھا جائے گا۔" جویا نے جواب دیا تو عمران

خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اور نعمانی واپس آگئے۔

"ہو ادا بن بند ہو چکا ہے باس۔" ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل کا آئیڈیا درست ہے۔"

ٹھیک ہے۔ اب ہمیں محتاط ہو کر سب کام کرنا ہوگا۔" عمران نے کہا

"تم اس چٹان کو تو وہاں سے ہٹاؤ۔" جویا نے کہا۔

"مس جویا۔ اندر انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس

موجود ہے۔ ہیڈ کوارٹر ہر طرف سے بند ہو چکا ہے اس لئے راستہ کھلتے

ہی تم اندر نہیں جاسکتیں۔ ہمیں کم از کم کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا تاکہ

تازہ ہوا کے اندر جانے اور گیس نکل جانے کے بعد ہم اندر جاسیں اور

اس دوران جو لوگ اندر موجود ہوں گے ان کا رد عمل بھی سامنے آ

جائے گا۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور اس دوران ہم اس کریک میں بھی نہیں رہ سکتے۔ ورنہ اندر

سے نکلنے والی گیس اس کریک میں یقیناً ہمیں بھی متاثر کر دے گی۔"

کرو گے۔ رہی عمران کی بات تو یہ اتنا پرست انسان ہے۔ اسے اپنی

ناک کے آگے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ میرا پلان یہ ہے کہ اس دھماکے

کے بعد وہ لوگ یقیناً اس راستے پر پکڑنگ کریں گے جہاں سے ہم اندر

جائیں گے لیکن وہ دھماکے کے فوراً بعد سامنے نہیں آئیں گے کیونکہ

انہیں معلوم ہے کہ اگر انہوں نے فوراً ہی جوابی کارروائی کر دی تو

ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اندر لوگ ہوش میں ہیں جبکہ ان کے

خیال کے مطابق ہم بھی سمجھ کر مطمئن ہوں گے کہ اندر موجود سب

لوگ بے ہوش ہو چکے ہیں۔ اس لئے جب تک ہم سب ان کے پوری

طرح گھیرے میں نہ آجائیں وہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں

گے لیکن چونکہ انہیں بہت سے لوگوں کی آمد کی توقع ہوگی اس لئے

جب میں اکیلی اندر جاؤں گی تو وہ بھی تمھیں گے کہ باقی افراد میرے

پچھے آ رہے ہیں۔ اس طرح وہ مجھ پر اچانک اور فوراً فائرنگ نہ کھولیں

گے لیکن میں ان کی موجودگی کا احساس کرتے ہی ان پر فائر کھول دوں

گی اور اس طرح جو کچھ وہ ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہیں وہ خود اس ٹرپ

کا شکار ہو جائیں گے۔" جویا نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا تو

صفدر کے ساتھ ساتھ عمران کے بچرے پر بھی حیرت کے تاثرات اب

آئے۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی قابل عمل پلان ہے۔ انسانی نفسیات

کے عین مطابق۔ ویری گڈ جویا۔ تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے

سارا پلان سوچا ہے۔ لیکن۔" عمران نے فوراً ہی تعریف کرنا

جھاڑیوں میں ادھر ادھر پھیل کر بیٹھ گئے۔

"ہم نے ہر طرف سے نگرانی کرنی ہے۔ اس لئے دور دور تک پھیل کر بیٹھو"..... عمران نے کہا اور باقی ساتھی اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ کر اور زیادہ فاصلے پر جا کر چپ گئے۔ عمران نے جیب سے ڈی چار بر نکالا اور پھر اس کے بن دباننا شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اندر اتہائی خوفناک دھماکا ہوا۔ یہ دھماکا اس قدر شدید تھا کہ ان سب کو ایسے محسوس ہوا جیسے پہاڑی لرز رہی ہو۔ کافی دور تک دھماکے کی بازگشت سنائی دیتی رہی۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھی نیچے کچھ دور چٹان کے پاس کھڑے ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس طرف سے جدھر ٹائیگر چھپا ہوا تھا کسی کے دوڑ کر آنے کی آواز عمران نے سنی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"باس۔ باس۔ چار افراد نیچے سے اوپر آرہے ہیں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے۔ ان کے سروں پر گیس ماسک ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں میزائل گنیں ہیں اور کاندھوں سے مشین گنیں بھی لٹکی ہوئی ہیں"..... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی ہلکی سی آواز قریب سے سنائی دی۔

"چار افراد گیس ماسک والے۔ اوہ۔ اوہ۔ کہاں سے آرہے ہیں"..... عمران نے بے چین ہو کر پوچھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو کیپٹن شکیل کو فوری مطلع کرنا ہوگا۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے فمگسٹ فریکوئنسی کا محدود رینج کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا۔ اس نے ایک ایسا سیٹ

بہمن لالچال یہ سارا وقت بھی کھلے علاقے میں گزرا نا پڑے گا۔" صفدر نے کہا۔

"یہ لوگ دھماکے کے بعد واقعی جو کیا کی سوچ کے عین مطابق ہمارا اندر انتظار کریں گے لیکن جب کافی وقت گزر جائے گا اور ہم میں سے کوئی بھی اندر نہ جائے گا تو پھر وہ صورت حال چیک کرنے کے لئے لازماً باہر آئیں گے اور ان میں سے کسی ایک آدمی کو لالچال ہمیں پکڑنا پڑے گا تاکہ اس سے اندر کی صحیح صورت حال معلوم کی جاسکے۔ اس لئے ہم سب کو اس کریک کے دہانے کے گرد پھیل کر نگرانی کرنی ہوگی"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ انہیں ڈاج بھی تو دیا جاسکتا ہے تاکہ یہ سب لوگ ہی باہر آجائیں"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کس طرح"..... عمران نے پوچھا۔

"ہم میں سے ایک گروپ ہمیں سے کچھ دور کسی چٹان کی اوٹ میں چھپ کر آپس میں اس طرح باتیں کریں جیسے ہم کوئی پلان ڈسکس کر رہے ہوں اور دوسرا گروپ اوپر چھپ کر کریک کی نگرانی کرے۔ اس طرح وہ یقیناً ٹرپ ہو جائیں گے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی ان حالات میں یہ بہترین تجویز ہے"..... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ایک گروپ جس میں کیپٹن شکیل، صفدر، نعمانی اور جوہان شامل تھے وہاں سے کچھ دور ایک اونچی چٹان کے پاس پہنچ گئے جبکہ عمران، جوہا، ٹائیگر، تنویر، صدیقی اور خاور اس دھانے کے اوپر

میں ہیں۔ انہیں وہاں سے واپس بلا لینا چاہیے۔..... جو لیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”فکر مت کرو۔ کیپٹن شکیل بے حد ذہین آدمی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ پوری طرح مطمئن ہو جائیں کہ انہوں نے ہمیں مار گرایا ہے کیونکہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ یہ چار ہی ہیں یا ان کے اور ساتھی بھی ہیں اور ان کے پاس نجانے کس قسم کا اسلحہ ہو۔ عمران نے کہا تو جو لیا نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اسی لمحے کافی نیچے دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے ایک شعلے کو اس جہان کی طرف بڑھتے دیکھا جہاں کیپٹن شکیل اور دوسرے ساتھی وجود تھے۔ پلک جھپکنے میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی فضا میں انسانی جثہیں بھی سنائی دیں تو عمران اور جو لیا دونوں بے اختیار اڑھ کر کھرے ہو گئے۔

”عمران۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔..... اچانک دور سے تویر کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”آہستہ بولو..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”یہ جثہیں تو ہمارے ساتھیوں کی ہیں۔..... جو لیا نے بری طرح ٹھہرائے ہوئے سچے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور میزائل عمین اسی جگہ آکر پھنا اور جھلے سے بھی زیادہ خوفناک دھماکے کے ساتھ انسانی جثہیں سنائی دیں۔

”یہ..... یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اوہ۔ اوہ تم خاموش بیٹھے ہو اور

کیپٹن شکیل کو جاتے ہوئے دے دیا تھا تاکہ اگر ایمر جنسی میں کوئی بات کرنی پڑے تو کی جا سکے۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اور..... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

”یس۔ کیپٹن شکیل اینڈنگ۔ اور..... چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

”کیپٹن شکیل۔ ٹائیگر نے نیچے سے چار آدمیوں کو اوپر آتے ہوئے چیک کیا ہے۔ ان کے پاس میزائل گنیں اور مضہین گنیں بھی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ دوسرا اسلحہ بھی ہو۔ وہ اس کرکب کی طرف آرہے ہیں۔ وہ یقیناً دھماکے کی آواز سن کر آرہے ہوں گے اور جہاری باتیں کرنے کی آواز بھی انہیں سنائی دی ہوگی۔ تم ایسا کرو کہ باتیں کرتے ہوئے یکھت خاموش ہو کر انتہائی تیزی سے اپنی جگہ سے کافی دور ہٹ جاؤ تاکہ اگر یہ تم پر میزائل فائر کریں تو تم بچ سکو اور یہ بھی سن لو کہ ہم نے انہیں گھیر کر زندہ پکڑنا ہے۔ اور اینڈ آل..... عمران نے کہا۔

”تم اپنی جگہ براؤ ٹائیگر اور کوئی ایمر جنسی ہو تو اپنے ساتھیوں کا دفاع کرنا..... عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس دوڑ گیا۔ چند لمحوں بعد جو لیا عمران کے پاس پہنچ گئی۔

”ٹائیگر کیوں آیا تھا..... جو لیا نے پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل بتادی۔

”اوہ۔ اس طرح تو کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھی شدید خطرے

جانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے مانگیر جو لیا اور تنویر کو روک لیا تھا۔
 "انہیں اٹھا کر ادھر اوٹ میں لٹاؤ تاکہ ان کے ہجرے نارنج کی مدد سے چٹک کے جاسکیں۔ میں نہیں چاہتا کہ نارنج کی روشنی دور سے نظر آئے۔" عمران نے کہا اور پھر اس نے جھک کر ایک آدمی کو اٹھایا اور اسے ایک بڑی پھان کی اوٹ میں لے جا کر لٹا دیا۔ مانگیر اور تنویر نے بھی ایک ایک آدمی کو اٹھایا اور اس اوٹ میں لا کر لٹا دیا۔ عمران نے نارنج جلائی اور ان کے چہروں کو غور سے دیکھنے لگا۔
 "اوہ۔ اوہ۔ کلف کو تو میں پہچانتا ہوں۔ یہ کلف ہے۔ باقی ہجرے نامانوس ہیں۔" عمران نے کہا۔ اسی لمحے مانگیر چوتھے آدمی کو بھی اٹھا کر لے آیا۔

"اب انہیں ہوش میں لے آنا ہوگا۔" جو لیانے کہا۔
 "مانگیر۔ اس آدمی کو ہوش میں لے آؤ۔ یہ ہجرے مہرے سے اس قدر تربیت یافتہ نظر نہیں آ رہا۔ جس قدر دوسرے لگ رہے ہیں۔" عمران نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 "پہلے اسے باندھ تو لو۔" جو لیانے کہا۔

"نہیں۔ میں اس کی شہ رگ کچل کر معلومات حاصل کروں گا۔" عمران نے کہا اور مانگیر اس آدمی پر جھک گیا جس کی طرف عمران نے اشارہ کیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے اثرات نمودار ہونے لگے تو مانگیر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ٹرانسمیٹر جیب سے نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔
 "کیپٹن شکیل کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔
 "یس۔ عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "وہ چار ہی افراد ہیں۔ ہم نے انہیں چھاپ لیا ہے۔ اب وہ بے ہوش ہیں۔ اور۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔
 "انہیں اٹھا کر اوپر لے آؤ۔ اور لیڈ آؤل۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تنویر۔ مانگیر۔ خاور آجائے۔ سب اوکے ہو چکا ہے۔" عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سب لوگ جھاڑیوں کی اوٹ سے نکلے اور تیزی سے عمران اور جو لیا کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران سب ساتھیوں کے ساتھ نیچے اترنے لگا۔ جب وہ دہانے کی سائیڈ پر پہنچے تو انہوں نے کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کو اوپر کو آتے ہوئے دیکھا۔ ان کے کاندھوں پر بے ہوش افراد دولے ہوئے تھے۔

"انہیں جہاں لٹاؤ تاکہ ان کی رونمائی ہو سکے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں نے انہیں نیچے لٹا دیا۔

"تم سب بکھر کر خیال رکھو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور گروپ ہم موجود ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پر چمچ کسی طرف سے قیامت ٹوٹا پڑے۔" عمران نے کہا اور سب ساتھی سر ہلاتے ہوئے ادھر ادھر

"تو پھر میرے سوالوں کے جواب دو۔ تم چار کے علاوہ باقی کتنے راہیڈ کوارٹریں ہوش کے عالم میں موجود ہیں؟" عمران نے کہا۔
 "بب۔ بب۔ باقی تو بے ہوش ہو چکے ہیں۔ ہم چار گیس ماسک اوجہ سے ہوش میں رہتے تھے۔" جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "تم کس راستے سے آئے ہو اور اندر کیا حالات رہے ہیں۔ پوری حیل بتاؤ۔" عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سب کچھ بتاتا ہوں۔ فارگازسک۔ یہ عذاب ہٹا لو
 ہے۔" جیکب نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ اپنی بیلٹ اتار کر اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں
 بندھ دو اور پھر اسے اٹھا کر چٹان کے سہارے بٹھا دو۔" عمران
 نے مڑ کر ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا آگے بڑھ آیا۔ تھوڑی دیر بعد
 لبران کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

"میں تمہیں زندگی بچانے کا آخری چانس دے رہا ہوں۔ اب اگر تم
 کوئی غلط بیانی کرنے کی کوشش کی تو پھر تمہاری ایک ایک ہڈی
 توڑی جاسکتی ہے۔" عمران نے جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "میں کوئی غلط بیانی نہ کروں گا۔ میں سب کچھ بتاؤں گا۔ مجھے مت
 جیکب نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر بیٹلے بتاؤ کہ یہ تین افراد کون ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں اور
 کے ہڈی کوارٹریں کیا عہدے ہیں؟" عمران نے کلف اور اس
 ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ گو اس نے کلف کو

"ایک طرف ہٹ جاؤ۔" عمران نے کہا اور ٹائیگر کے ایک
 طرف ہٹتے ہی عمران اس کی جگہ آیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا
 ایک پیر اس کی گردن پر رکھ دیا۔ لیکن ظاہر ہے ابھی اس نے گردن پر
 دباؤ نہ ڈالا تھا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے جیسے ہی کراہتے ہوئے
 آنکھیں کھولیں اور اس کا جسم لاشعوری طور پر اٹھنے کے لئے سمٹنے لگا تو
 عمران نے اس کی گردن پر دباؤ ڈال دیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو....." عمران نے غراتے ہوئے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو ذرا ساموڑ دیا۔ اس آدمی کا جسم ٹپکت
 جھٹکنے لگا اور اس کے منہ سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔
 اس کا چہرہ چاندنی میں تیزی سے بگڑتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔
 "کیا نام ہے تمہارا؟" عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے کہا
 تو اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی غرغراہٹ کی آواز کم ہوتی چلی گئی۔
 "بتاؤ کیا نام ہے تمہارا۔ ورنہ....." عمران نے پیر کو ایک بار پھر
 معمولی ساموڑتے ہوئے غرا کر کہا۔

"جج۔ جج۔ جیکب۔ یہ۔ یہ۔ عذاب ہے۔ یہ۔ یہ۔" اس آدمی کے
 منہ سے رک رک کر الفاظ نکل رہے تھے۔
 "تم کتنے آدمی ہڈی کوارٹریں سے باہر آتے ہو؟" عمران نے ذرا۔
 دباؤ دیتے ہوئے کہا۔

"جج۔ چار۔ چار۔ مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے۔
 عذاب مت دو..... جیکب نے غرغراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

کلف کا خیال تھا کہ عمران اب چیف جانسن کے روپ میں اپنے ساتھیوں سمیت یہاں ہیڈ کوارٹر آئے گا تو جیگرا انہیں آسانی سے پہچان لے گا۔ اس لئے وہ اسے ساتھ لے آیا تھا۔..... جیکب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب بتاؤ کہ ہیڈ کوارٹر میں کیا حالات پیش آئے اور تم کس رستے سے باہر آئے اور تم نے کیا کیا۔..... عمران نے پوچھا۔

”کیا۔ کیا تم عمران ہو۔ یا۔..... جیکب نے چونک کر کہا۔
”تمہیں سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ سمجھے۔ اب اگر تم نے سوال کیا تو ہر سوال پر تمہارے جسم کی ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔ یہ لاسٹ وار تنگ ہے۔ تم نے صرف جواب دینے ہیں۔..... عمران نے خراٹے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم سوری۔ میں سب بتا دیتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ میں ہیڈ کوارٹر کا انتظامی انچارج ہوں۔ کلف نے سب سے پہلے کرنل ناروٹ کو چیف جانسن کی موت اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بتایا۔ پھر کلف چیف بن کر ہیڈ کوارٹر گیا۔ اس وقت سب کو مکمل یقین تھا کہ عمران چیف جانسن کے روپ میں ہیڈ کوارٹر آئے گا لیکن پھر جب رات پڑ گئی اور وہ آیا تو ان کا خیال بدل گیا۔ اس کے بعد عمران کی ٹرانسمیٹر کال آئی جس میں اس نے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی دھمکی دی۔ اس کال کا جب قلعہ تلاش کرنے کی کوشش کی گئی تو بنیادی کمیونٹر میں گڑبڑ ہو گئی۔

پہچان لیا تھا کیونکہ اس سے انکری میا میں اس کا دو تین بار انکراؤ ہو چکا تھا لیکن اس نے جان بوجھ کر جیکب کے سامنے اس کا نام نہ لیا تھا تاکہ وہ اندازہ کر سکے کہ جیکب درست جواب دیتا ہے یا نہیں۔

”یہ کرنل ناروٹ ہے ہیڈ کوارٹر کا انچارج۔ یہ کلف ہے۔ یہ سپیشل سیکشن کا چیف ہے۔ پہلے چیف جانسن تھا۔ اب یہ ہے اور یہ جیگرا ہے۔ کلف کا ساتھی۔ اس کا تعلق کسی اور سیکشن سے ہے۔ لیکن چیف کلف اسے ساتھ یہاں لے آیا تھا کہ اس کے کہنے کے مطابق جیگرا عمران اور اس کے ساتھیوں کو پہچانتا تھا۔..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ چونکہ اس نے کلف کی درست نشاندہی کی تھی اس لئے عمران کو اطمینان ہو گیا تھا کہ باقی لوگوں کے بارے میں بھی اس نے درست بتایا ہوگا۔

”کس طرح پہچانتا تھا۔ کوئی تفصیل۔..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا کیونکہ جیگرا کا چہرہ اس کے لئے نامانوس تھا اور وہ میک اپ میں بھی نہ تھا۔

”چیف کلف نے کرنل ناروٹ کو بتایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جس ہوٹل میں تھے وہاں جیگرا نے ڈکٹافون لگایا۔ پھر اتنی جتن نے جب وہاں ریڈ کیا تو اس نے تعاقب کیا اور جب عمران اس کے ساتھی انٹیلی جنس کے پوائنٹ ٹو پر موجود تھے اور عمران چیف جانسن کا میک اپ کر رہا تھا تو اس نے اس ڈکٹافون پر جیکب کیا تھا اس طرح اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا تھا۔ چیف

سے باہر نکلنے کی تجویز پیش کی سہیف کلف کا خیال تھا کہ یہ سارا کھیل عمران نے کھیلا ہے اور اب وہ مطمئن ہو گا کہ اندر سب لوگ بے ہوش ہو چکے ہوں گے اس لئے اب وہ عقیبی راستہ جو بلاک تھا اسے تباہ کر کے اندر داخل ہو گا۔ ہمیں اس کے اطمینان سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور خفیہ راستے سے نکل کر عقب میں پہنچ کر ان کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے میزائل گنیں اور مشین گنیں اٹھائیں اور اس خفیہ راستے سے باہر آگئے۔ پھر ہمیں اوپر سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی تو ہم تیزی سے اوپر آنے لگے۔ پھر ہمیں ایک چٹان کے قریب چند افراد کے سائے اور باتوں کی آوازیں سنائی دیں تو چیف کلف نے کہا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ چنانچہ ہم نے ان پر میزائل فائر کئے۔ ان سب کی جیتھیں سنائی دیں۔ پھر ہم مشین گنوں کے فائر کرتے ہوئے اوپر آئے۔ جب ہمیں یقین ہو گیا کہ اب عمران اور اس کے ساتھی ختم ہو گئے ہیں تو ہم نے مشین گنوں کے فائر بند کر دیئے۔ پھر اچانک ہم پر کسی نے حملہ کیا اور ہم سنبھلے بغیر بے ہوش ہو گئے۔ اب مجھے ہوش آیا ہے..... جیکب نے واقعی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر۔ اسے اٹھا کر کھڑا کر دو.....“ عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑا اور کھڑا کر دیا۔

”ان تینوں کو پھیل چیک کر لو کہ کہیں یہ فوری طور پر ہوش میں تو نہیں آجائیں گے۔ اگر ایسی صورت حال ہو تو انہیں پھر طویل عرصے

اس طرح ساری مشینری بند ہو گئی۔ چونکہ مین گیٹ کے سامنے والے راستے پر موجود چیکنگ مشینری بھی بند ہو گئی تھی۔ اس لئے کرنل ناروٹ کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں عمران اندر نہ آجائے۔ سہانچہ انہوں نے مین گیٹ بند کرنے کا حکم دیا۔ میں نے مین گیٹ بند کر دیا اور تازہ ہوا کے لئے ایئر سکر اوپن کر دیا۔ پھر چیف کلف نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اس ہوا دان سے کوئی گیس نہ فائر کی جائے چنانچہ انہوں نے گیس ماسک کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ہمارے پاس صرف دس جدید ٹرانسمیٹر لگے ہوئے گیس ماسک تھے۔ ایک چیف کلف نے لے لیا۔ ایک جیگرا کو دے دیا گیا۔ ایک میں نے لے لیا۔ ایک کرنل ناروٹ نے اور باقی ان انجینئرز کو دے دیئے گئے جو کمپوٹر درست کر رہے تھے۔ میں انجینئرز کو گیس ماسک دے کر واپس آ رہا تھا کہ میں نے ہوا کے ساتھ سرخ گیس کی موجودگی مارک کی اور میں نے چیف اور کرنل ناروٹ کو بتا دیا۔ انہوں نے فوراً ایئر سکر بند کر دیا اور مین گیٹ کھولنے کا حکم دیا لیکن مین گیٹ کی مشینری نامعلوم طور پر جام ہو چکی تھی۔ پھر ان انجینئرز کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو معلوم ہوا کہ انہوں نے گیس ماسک پہنے ہی نہ تھے۔ اس لئے وہ بھی بے ہوش ہو چکے تھے۔ گیس پورے ہیڈ کو اثر میں بھر گئی تھی۔ پھر چیف کلف نے خیال ظاہر کیا کہ گیس کا دباؤ آکسیجن کو ختم کر دے گا اس طرح گیس ماسک کے باوجود بے ہوش ہو سکتے ہیں تو کرنل ناروٹ نے ایک اہتائی خفیہ راستے

صرف مشیزی کو تباہ کیا جائے..... عمران نے کہا اور صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران کی ہدایات کے مطابق عمران کے ساتھیوں نے مشین گنوں کی مدد سے ہیڈ کوارٹر میں موجود مشیزی کو مکمل طور پر تباہ کرنے کی کارروائی شروع کر دی جبکہ عمران نے کلف چیگار اور کرنل ناروٹ کو رسیوں کی مدد سے کرسیوں پر بندھوا دیا اور پھر ان کے ناک اور منہ بند کر کے انہیں ہوش میں لے آیا گیا۔

”تم۔ تم۔ کون ہو۔ یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے.....“ ان تینوں نے ہوش میں آتے ہی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران ان کے سامنے کرسی پر خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے ساتھ صرف جو یا اور ٹائیگر تھے۔ وہ سب ایک بڑے ہال میں موجود تھے جبکہ باقی ساتھی مشیزی کو تباہ کرنے کی کارروائی میں مصروف تھے۔ یہی وجہ تھی کہ فائرنگ کی تیز آوازیں اس ہال میں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ عمران کے کہنے پر جبکہ کو اس کے ساتھی اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

”میرا نام علی عمران ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ تینوں بے اختیار اچھل پڑے لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اچھلنے کی بجائے صرف کسمسا کر رہ گئے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تم۔ تم۔ تم لوگ تو ہلاک ہو چکے تھے.....“ اس بار کرنل ناروٹ نے کہا۔

”اگر موت زندگی چھارے ہاتھ میں ہوتی تو اب تک راڈان کے وہ

کے لئے بے ہوش کر دو اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر انہیں اٹھا لو۔ اب ہم نے ہیڈ کوارٹر کے اندر جانا ہے.....“ عمران نے کہا اور پھر اس کی ہدایات پر فوری عمل شروع کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جبکہ اب ساتھ لئے اور باقی تینوں کو کاندھوں پر اٹھائے اس تباہ شدہ عقبی راستے سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گئے۔ اب وہاں گیس کے اثرات اس قدر تھے کہ اس کے ان پر اثرات مرتب ہوتے۔ عمران نے اندر داخل ہو کر جبکہ کو ساتھ لیا اور پھر اس کی رہنمائی میں انہوں نے پورے ہیڈ کوارٹر کی چیکنگ شروع کر دی۔

”یہاں تو واقعی انتہائی جدید ترین مشیزی ہے.....“ صدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسی مشیزی کے بل بوتے پر یہ لوگ پورے راڈان پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ جو بھی اہم آدمی حکومت کے خلاف کام کرتا ہے اسے اس مشیزی کے ذریعے ٹریس کر کے ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اسلامی نظام کے نفاذ کی داعی سیاسی جماعتیں انڈر گراؤنڈ جانے پر مجبور ہو گئی ہیں.....“ عمران نے جواب دیا۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے.....“ صدر نے پوچھا۔

”اصل پروگرام تو اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی ہی ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہاں ڈیڑھ سو کے قریب افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اگر اس ہیڈ کوارٹر کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا گیا تو یہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور یہ قتل عام ہوگا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ

ساتھی کیپٹن شکیل اس پوائنٹ کو سامنے نہ لے آتا تو اس وقت شاید صورت حال مختلف ہوتی۔ جہاں تک میرے آئندہ پروگرام کا تعلق ہے تو میں نے تم لوگوں کو اس لئے ہوش دلایا ہے کہ تم مجھے ابو نصر کے بارے میں بتا سکو۔ مجھے معلوم ہے کہ ابو نصر جہاں اسب سے اہم شکار ہے اور تم نے یقیناً اس کو ٹریس کرنے کی بے پناہ کوشش کی ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے کوئی ایسی ٹپ دے دو جس سے میں ابو نصر سے فوری رابطہ کر سکوں ویسے میرے پاس ابو نصر کا اپنا دیا ہوا حوالہ موجود ہے۔ لیکن اس حوالے کے ذریعے فوری طور پر رابطہ ممکن نہیں ہے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر وہ ٹریس ہو جاتا تو اب تک زندہ نہ ہوتا۔ ہم نے واقعی اسے ٹریس کرنے کی بے پناہ کوشش کی ہے لیکن ہمیں اعتراف ہے کہ ہم ابو نصر کو ٹریس نہیں کر سکے۔..... کرنل ناروٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم میرے لئے بے کار ہو۔ میں نے خواہ مخواہ تم پر وقت ضائع کیا۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم ہمارے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو۔..... کلف نے چونک کر کہا۔

"جو کچھ تم ہمارے ساتھ کرنا چاہتے تھے لیکن نہیں کر سکے۔ میں نے تو تمہیں ایک موقع دیا تھا۔ لیکن تم نے خود ہی یہ موقع کھو دیا ہے۔..... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

تمام لوگ جو جہاں کی حکومت کے مخالف ہیں ہلاک ہو چکے ہوتے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ فائرنگ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم ہیں تو ہیڈ کوارٹر میں۔ پھر یہ فائرنگ۔..... اچانک کلف نے کہا۔

"جہاں موجود مشینری کو فائرنگ سے تباہ کیا جا رہا ہے۔ ویسے میرا دل تو چاہتا تھا کہ جہاں ڈائنامیٹ فٹ کر کے اس پورے ہیڈ کوارٹر کو ہی تباہ کر دیا جاتا۔ لیکن ڈیڑھ دو سو کے قریب افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اس طرح ان کا قتل عام ہو جائے۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ مشینری تو انتہائی قیمتی ہے۔ تم۔ تم اسے کیوں تباہ کر رہے ہو۔..... کرنل ناروٹ نے روپینے والے لہجے میں کہا۔

"انسانی جانوں سے مشینری زیادہ قیمتی نہیں ہوا کرتی کرنل ناروٹ اور اسے اس لئے تباہ کیا جا رہا ہے تاکہ تم اس کی مدد سے راڈان کے جمہوریت پسند لوگوں کی جانیں نہ لے سکو۔..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے اعتراف ہے عمران کہ ہم جہاڑی ذہانت کو شکست نہیں دے سکے۔ اب جہاڑا کیا پروگرام ہے۔ کیا تم ہمیں ہلاک کر دو گے۔..... اچانک کلف نے کہا۔

"تم نے گیس ماسک پہن کر اور عقب سے حملہ کرنے کی پلاننگ واقعی انتہائی ذہانت سے بنائی تھی اور مجھے اعتراف ہے کہ اگر میرا

”اس ہال کی خفیہ الماری میں کارڈلیس فون موجود ہے۔“ کرنل ناروٹ نے کہا۔

”کون سی الماری میں؟“..... عمران نے پوچھا کیونکہ اس ہال کمرے کی دیواروں میں تین الماریاں بنی ہوئی تھیں۔

”درمیان والی الماری میں“..... کرنل ناروٹ نے کہا تو عمران خود اس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے سب سے نچلے خانے میں موجود گہرے سرخ رنگ کا کارڈلیس فون اٹھا کر وہ واپس مڑا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ فون کے نچلے حصے میں ایک جھوٹا سرخ رنگ کا بن موجود تھا۔ جو صرف غور سے دیکھنے پر ہی نظر آسکتا تھا ورنہ عام نظروں سے اسے نہ دیکھا جاسکتا تھا اور عمران کے چہرے پر یقیناً سفائی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔ اس کے ہونٹ بھیج گئے لیکن دوسرے لمحے اس کا چہرہ نارمل ہو گیا۔ وہ فون سیٹ اٹھائے واپس آیا اور اس نے کرسی پر بیٹھ کر فون کو ہاتھ میں پکڑا۔

”ہاں۔ کیا نمبر بتایا تھا تم نے۔ ایک بار پھر دوہراؤ“..... عمران نے کلف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور کلف نے نمبر دوہرا دیئے۔

”اس فون کا اصل تعلق کس فون سے ہے کرنل ناروٹ؟“ عمران نے کرنل ناروٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”چیف جانسن کے دفتر کے فون سے“..... کرنل ناروٹ نے جواب دیا۔

”اگر میں تمہیں ٹپ دے دوں تو کیا تم ہمیں زندہ چھوڑ دو گے۔ کیا تم وعدہ کرتے ہو؟“..... اچانک کلف نے کہا تو کرنل ناروٹ حیرت سے کلف کو دیکھنے لگا۔

”جہارے ساتھ میرا ایک دو بار ٹکراؤ ہو چکا ہے کلف۔ اس لئے تم میرے بارے میں کرنل ناروٹ سے زیادہ اچھی طرح جانتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اس پر عمل بھی کرتا ہوں۔ اس لئے مجھ سے وعدہ لینے کی ضرورت نہیں ہے“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ابونصر کا ایک خاص آدمی پارلیمنٹ کا ممبر شاکر ہے۔ میرا تعلق پہلے جس گروپ سے تھا اس کا مقصد صرف انگریزوں کے مفادات کی نگرانی تھا اس لئے میں یہاں کی مقامی سیاست میں دلچسپی نہ لیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے سیشنل سیکشن کو ابونصر کے بارے میں کچھ نہ بتایا تھا۔ اگر تم شاکر سے رابطہ کرو اور وہ چاہے تو جہارار رابطہ ابونصر سے کرا سکتا ہے“..... کلف نے کہا۔

”شاکر سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”اس کا فون نمبر مجھے معلوم ہے۔ وہ تمہیں بتا دیتا ہوں۔“ کلف نے کہا اور ایک فون نمبر بتا دیا۔

”یہاں فون تو ہوگا۔ جاؤ نا ٹیکر۔ فون تلاش کر کے لے آؤ۔“ عمران نے کہا۔

"میں نے درست بتایا ہے۔ یہ احمق آدمی تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ ایسی چیزیں ہماری نظروں سے چھپی نہیں رہ سکتیں"..... کلف نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پہلے فون کے پیچھے لگا ہوا خفیہ سرخ رنگ کا بٹن آف کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"یس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ میں جناب شاکر صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں"..... عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے۔ تو کیا آپ پاکیشیا سے بول رہے ہیں"..... دوسری طرف سے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"نہیں۔ میں یہاں رازدان سے ہی بول رہا ہوں۔ آپ شاکر صاحب سے بات کر انیں"..... عمران نے کہا۔

"ہو لڈاں کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ میں شاکر بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقاری آواز سنائی دی۔

"مسٹر شاکر۔ میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کے حکم پر میں یہاں پر ایمریٹ طور پر سپیشل سیکشن کے خلاف کام کر رہا ہوں اور میں نے سپیشل سیکشن کے انچارج جانسن کا خاتمہ کر کے اب ان

"ٹائیگر"..... اچانک عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"یس باس"..... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"اس فون سیٹ کو کرنل ناروٹ کی گود میں رکھ دو اور پھر اس کے نمبر پریس کرو"..... عمران نے کہا تو کرنل ناروٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم خود ہی پریس کرو۔ تم خود پریس کرو۔ کرنل ناروٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو تم نے مجھے ہلاک کرنے کی سازش کی ہے۔ تم نے بلاسٹک بم فون سیٹ کی نشاندہی اس لئے کی ہے کہ میں جیسے ہی اس کے نمبر ڈائل کروں گا اس کے اندر بم پھٹ جائے گا اور میرے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ کیوں"..... عمران نے اہتائی سر د لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں بتا رہا تھا۔ میں بتا دیتا"..... کرنل ناروٹ نے اہتائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ مشین گن کاندھے سے اتار دو اور کرنل ناروٹ کا جسم چھلنی کر دو"..... عمران نے سر د لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر کرنل ناروٹ جھجھکا رہا لیکن ٹائیگر نے حکم کی تعمیل میں ایک لمحہ بھی توقف نہ کیا اور گولیوں کی بو جھانڈنے چند لمحوں میں ہی کرنل ناروٹ کے جسم کو چھلنی کر کے رکھ دیا تھا۔

"اب تم بتاؤ کلف۔ کیا تم نے نمبر درست بتایا ہے یا"۔ عمران نے کلف سے مخاطب ہو کر کہا۔

نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ سر سلطان سے آپ کے متعلق باتیں ہوتی رہی ہیں۔ مجھے شاکر نے جب بتایا کہ آپ یہاں راڈان میں ہیں اور آپ ہماری کاز کے لئے کام کر رہے ہیں تو یقین جانیئے میرے احساسات بالکل دیئے تھے جیسے ایک ڈوبتے ہوئے آدمی کے اچانک کنارے پر پہنچ جانے پر ہوتے ہیں۔“ ابو نصر نے بڑے پر جوش لہجے میں کہا۔

”میں صرف آپ کی کاز کے لئے کام نہیں کر رہا ابو نصر صاحب۔ میں یہاں راڈان کے ان عوام کی کاز کے لئے کام کر رہا ہوں جنہیں جبراً ناموش کرایا جا رہا ہے۔ بہر حال میرا آپ کو کال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسپیشل سیکشن جس کی وجہ سے آپ اور آپ جیسی دوسری پارٹیاں نذر گراؤنڈ ہو جانے پر مجبور ہیں۔ میں نے اس اسپیشل سیکشن کو ختم کر دیا ہے اور ان کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام مشینری بھی حبابہ کر دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہاں آکر خود اپنی آنکھوں سے اس ساری صورت حال کو دیکھ لیں تاکہ آپ آئندہ کے لئے اپنی پارٹی کی جدوجہد لئے عام کر سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ جیسی دوسری پارٹیوں تک بھی یہ بات آپ کے ذریعے پہنچ جائے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں آپ پر مکمل اعتماد ہے۔“ جتنوں کی خاموشی کے بعد ابو نصر نے جواب دیتے

کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ جناب ابو نصر صاحب نے سر سلطان سے کئی بار رابطہ کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد چاہی تھی۔ میں ان سے فوری طور پر بات کرنا چاہتا ہوں تاکہ انہیں اسپیشل سیکشن کے بارے میں تفصیلات بتا سکوں۔ کیا آپ ابو نصر سے میرا فون پر کسی طرح رابطہ کر سکتے ہیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا آپ واقعی علی عمران صاحب ہی بول رہے ہیں۔“ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”واقعی علی عمران نہیں۔ صرف علی عمران۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو دوسری طرف سے وحیرے سے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں آپ کے اس ایک فقرے سے ہی سمجھ گیا ہوں کہ آپ واقعی علی عمران صاحب بول رہے ہیں۔ آپ چند لمحے توقف کریں میں ابو نصر صاحب سے آپ کا رابطہ فون پر کرانا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

پھر فون پر تقریباً پانچ منٹ تک خاموشی طاری رہی۔

”ہیلو۔ میں ابو نصر بول رہا ہوں۔“ ایک گھمبیری آواز سنائی دی۔ بولنے والے کی آواز کے ساتھ ایسی گونج تھی جیسے بولنے والا بہت زیادہ گہرائی میں بیٹھا ہوا ہو۔ عمران سمجھ گیا کہ ابو نصر کسی تہہ خانہ میں بیٹھا ہوا ہے۔

”میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔“ عمران

رابطہ نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے سر سلطان کا امیر جنسی فون نمبر پریس کر دیا اور دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ کچھ درمیک فون کی گھنٹی بجتی رہی پھر رسیور اٹھایا گیا۔

"ہیلو..... سر سلطان کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے آپ سو رہے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ آپ تہجد کے لئے اٹھ گئے ہوں گے....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے تم۔ اس وقت خیریت۔ ویسے آدھے گھنٹہ بعد الارم بجنے والا تھا پھر میں نے تہجد کے لئے اٹھنا تھا۔ لیکن تم نے اس وقت کیسے فون کیا۔ خیریت ہے....." سر سلطان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بالکل خیریت ہے۔ میں راڈان سے بول رہا ہوں۔ مشن کو اختتام تک پہنچانے کے لئے آپ کی نصیحت کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ اس لئے آپ کو بے وقت فون کرنا پڑا۔ جس کے لئے میں، محذرت خواہ ہوں....." عمران نے سر سلطان کی گھبراہٹ کے پیش نظر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"راڈان سے۔ مشن کا اختتام۔ اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ یہ تو بڑی مسرت کی بات ہے۔ کیا تفصیل ہے....." سر سلطان کے لہجے میں واقعی مسرت کی جھلک سی ابھرائی تھی اور عمران نے انہیں مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ابو نصر اپنی جگہ سچا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اس کا

"میں آپ کی ذہنی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں ابو نصر صاحب۔ آپ یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں کہ کہیں یہ آپ کے لئے کوئی ٹریپ نہ ہو۔ اس کے لئے ایک کام ہو سکتا ہے کہ آپ سر سلطان کو فون کریں۔ میں بھی سر سلطان کو فون کر دیتا ہوں۔ اگر وہ آپ کو یقین دلا دیں تو پھر آپ مجھ پر یقین کر لیں....." عمران نے کہا۔

"آپ واقعی بے حد ذہین ہیں عمران صاحب۔ ٹھیک ہے ایسا ہو جائے تو واقعی میرا اعتماد بحال ہو جائے گا۔ ورنہ جن حالات سے میں گزر رہا ہوں ان حالات کو آپ مجھ سے زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں....." ابو نصر نے گول مول انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں سر سلطان سے فون پر بات کرتا ہوں۔ اس وقت پاکیشیا میں پچھلی رات کا وقت ہو گا اس لئے سر سلطان کی رہائش گاہ پر ان کے بیڈ روم کے مخصوص فون پر بات کرنا پڑے گی۔ وہ نمبر میں آپ کو بھی بتا دیتا ہوں۔ البتہ آپ مجھے راڈان کا پاکیشیا سے رابطہ نمبر بتاویں۔ آپ پانچ منٹ بعد سر سلطان کو فون کر کے ان سے بات کر لیں۔ میں دس منٹ بعد دوبارہ آپ کو فون کروں گا....." عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر سلطان کی رہائش گاہ میں نصب ان کا مخصوص فون نمبر بتا دیا۔ یہ فون سر سلطان کا امیر جنسی فون نمبر تھا جو وہ اپنے بیڈ روم میں اپنے سرہانے رکھتے تھے۔ دوسری طرف سے ابو نصر نے رابطہ نمبر بتا دیا تو عمران نے اوکے کہہ کر فون آف کیا اور پھر سرخ بنوں کو دوبارہ آف کر کے اس نے رابطہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیے

ہے۔ یہ جہار حق ہے کہ تم مشن کو مکمل کرو۔۔۔۔۔ کلف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ عمران اس دوران مسلسل گھڑی دیکھتا رہا۔ پھر جب دس کی بجائے پندرہ منٹ گزر گئے تو اس نے فون اٹھایا اور ایک بار پھر وہ سرخ رنگ کا بشن آف کر دیا۔ کیونکہ اس بشن کا سسٹم ایسا تھا کہ فون آف کرتے ہی وہ خود بخود آن ہو جاتا تھا اس لئے ہر بار فون کرنے سے پہلے عمران کو اسے آف کرنا پڑتا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے بشن آف کر کے شاکر کے نمبر پر ریس کئے۔

”یس۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی شاکر کی آواز سنائی دی۔

۔ علی عمران بول رہا ہوں شاکر صاحب۔ ابو نصر سے بات

کرائیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی بہتر۔ ہو لڑا آن کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ ابو نصر بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ابو نصر کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ آپ کی بات سر سلطان سے ہو گئی ہے۔“

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں اور اب میں پوری طرح مطمئن ہوں عمران صاحب اور

ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں کہ میں نے آپ جیسے محسن کی بات پر

پہلے اعتماؤ نہ کیا تھا۔۔۔۔۔ ابو نصر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”معذرت کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی پوزیشن کو میں سمجھتا

فون آئے گا تو میں اس کی تسلی کر ادوں گا۔۔۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا اور عمران نے ان کا شکریہ ادا کر کے فون آف کر دیا۔

”باس۔ اس کے اندر جو ہم ہے کیا اسے نکالا نہیں جاسکتا۔“ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس وقت تک سارے ساتھی مشینری کو تباہ کر کے اب اس ہال میں اکٹھے ہو چکے تھے البتہ جیکب ان کے ساتھ نہیں تھا۔

”ہم نہ کیا مطلب۔ اس فون میں ہم ہے۔۔۔۔۔ سب نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔ ان سب کے چہروں پر سنسنی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”ہاں۔ یہ انتہائی خوفناک حربہ تھا جو اس کرنل ناروٹ نے آخری حربے کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر اتفاق سے میری نظر اس بشن پر نہ پڑتی تو شاید میں بھی اس کی ماہیت کو نہ سمجھ سکتا اور نتیجہ یہ کہ نمبر ڈائل کرتے ہی اندر موجود خوفناک بلاسٹک بم پھٹ جاتا اور اس کے بعد جو کچھ بھی ہوتا۔ تم خود سمجھ سکتے ہو۔“ عمران نے کہا اور سب بے اختیار تھرتھری لینے پر مجبور ہو گئے۔

”تم ابو نصر کو یہاں بلوانا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ اچانک کلف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب میرے اعتراض کرنے کی گنجائش ہی کہاں رہی ہے۔ ٹھیک

”اے آپ کے اشارے کے مطابق ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن آپ نے ابو نصر کو کہاں کیوں بلایا ہے۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ آپ اسے بتا تو سکتے تھے کہ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ابو نصر کو اس مشیزی کی تباہی دکھانا چاہتا ہوں اور دوسری بات یہ کہ میں یہ چیک کرنا چاہتا ہوں کہ ابو نصر کس ٹائپ کا آدمی ہے۔ اس کی ٹائپ دیکھنے کے بعد میں یہ فیصلہ کروں گا کہ اس ہیڈ کوارٹر میں موجود بے ہوش افراد کا کیا کیا جائے۔ انہیں ویسے ہی چھوڑ دیا جائے یا انہیں ہوش میں لا کر کہاں سے نکل جانے کا موقع دیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”ٹائپ سے آپ کا کیا مطلب ہے“..... صدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ابو نصر کا رویہ بتا دے گا کہ وہ واقعی جمہوریت اور اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے والا آدمی ہے یا واقعی کوئی دہشت گرد ہے“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر وہ دہشت گرد ثابت ہوا تو“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔
 ”تو پھر دہشت گرد کا جو انجام ہوا کرتا ہے وہی اس کا بھی ہوگا۔“
 عمران نے سر دھچکے میں جواب دیا اور سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے اب وہ عمران کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے ہوں۔

”ٹائیگر۔ تم نے نعمانی کے ساتھ پوائنٹ ون پر پہنچا ہے۔ نعمانی

ہوں۔ آپ ایسا کریں کہ اپنے ایک دو ساتھیوں سمیت یہاں سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں۔ میں نے تو کہاں کی مشیزی کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس مشیزی کو تباہ شدہ حالت میں دیکھ لیں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے“..... ابو نصر نے جواب دیا تو عمران نے اسے تفصیل سے وہ جگہ بتانی شروع کر دی جہاں انہوں نے پہنچنا تھا۔

”میرا آدمی وہاں موجود ہوگا۔ وہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر یہاں ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گا۔ میرے آدمی کا نام ٹائیگر ہے آپ نے اسے اپنا نام بتانا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں پہنچ جاتا ہوں۔ تجھے زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ لگے گا۔“ دوسری طرف سے ابو نصر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ باقی باتیں ہمیں ہو جائیں گی“..... عمران نے کہا اور فون آف کر دیا۔

”تم ہم سب کو ابو نصر کے حوالے کرنا چاہتے ہو“..... تلف نے قدرے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا وعدہ صرف جہاری ذات کی حد تک تھا۔ اس کے علاوہ میں کیا کرتا ہوں اور کیا نہیں۔ اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 ”جیکب کا کیا ہوا“..... عمران نے باہر آتے ہی صدر سے پوچھا۔

تم سے علیحدہ رہے گا۔ تم نے ابو نصر سے ملنا ہے اور پھر اسے ساتھ لے کر یہاں آنا ہے۔ نعمانی کو میں اس لئے بھیج رہا ہوں کہ ابو نصر کوئی بھی ایسی حرکت کر سکتا ہے جو ہمارے مفادات کے خلاف جاتی ہو۔ ایسی صورت میں نعمانی چوکن کو کنٹرول کرنے کے لئے جو اقدام بھی چاہے کر سکتا ہے۔ میری طرف سے اجازت ہوگی۔..... عمران نے ٹائیگر اور نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں آپ کی بات۔ آپ فکر نہ کریں۔ کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوگا۔..... نعمانی نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم دونوں روانہ ہو جاؤ۔ کیونکہ تم نے کافی فاصلہ طے کرنا ہے۔ ضروری اسلحہ ساتھ لے لو۔ ہم سب اس دوران اس ہیڈ کوارٹر سے باہر رہیں گے اور جب ٹائیگر ابو نصر کو لے کر یہاں پہنچے گا تو میں اکیلا اس سے ملوں گا۔ اس کے بعد جیسے بھی حالات ہوں گے ویسے ہی کارروائی کی جائے گی۔..... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"باس۔ یہ آدمی ہمیں زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس کا رویہ بتا رہا ہے۔..... عمران اور اس کے ساتھیوں کے باہر جاتے ہی خاموش بیٹھے جیگرنے کلف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس نے وعدہ تو کیا ہے۔..... کلف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ حد درجہ شاطر آدمی ہے۔ اب اس نے ابو نصر کو یہاں بلایا ہے اور ابو نصر ہم سب کا جانی دشمن ہے۔ اس نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر ہم سب کو گولیوں سے اڑا دینا ہے۔..... جیگرنے کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے۔ اس وقت ہماری جو پوزیشن ہے وہ تو تم دیکھ رہے ہو۔..... کلف نے قدرے یابوسانہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ ہم آزادی کے لئے کوشش تو کر سکتے ہیں۔..... جیگرنے کہا۔

"الحق ہو گئے ہو جیگرنے۔ جس انداز میں ہمیں باندھا گیا ہے اول تو

کرو..... کلف نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ طویل عرصے سے صرف ہیڈ کوارٹر میں رہ کر کام کر رہے ہیں جبکہ میرا کام فیلڈ میں رہا ہے۔ اس لئے میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے۔ ورنہ آپ کی ذہانت کا میں کیسے مقابلہ کر سکتا ہوں..... جیگار نے خوشامد لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سینڈک کی طرح اچھلتا شروع کر دیا۔ چونکہ اس کا جسم کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا اس لئے اس کے اچھلنے سے کرسی بھی ساتھ ہی اوپر کو اٹھتی تھی اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد جیگار اپنی کرسی کو کلف کی کرسی کی پشت پر لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو کافی حد تک ڈھیلا کر کے نیچے کی طرف کیا۔ ایسا کرنے سے اس کے دونوں بندھے ہوئے ہاتھ کافی حد تک کرسی کی پشت اور سیٹ کے درمیان نچلے خلا سے باہر آ گئے۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد اس کی انگلیاں کلف کی بندھی ہوئی کلائیوں تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئیں تو اس نے انگلیوں سے رسی کو ٹھونٹا شروع کر دیا۔ پھر رسی کا ایک چھوٹا سا سرا جیسے ہی اس کی انگلیوں کی گرفت میں آیا اس نے اسے مضبوطی سے پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا تو رسی کھل گئی۔

"میری کلائیاں آزاد ہو گئی ہیں۔ درری گڈ جیگار۔ درری گڈ۔ کلف کے منہ سے مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"اب آپ لینے بازو آزاد کرنے کی کوشش کریں باس۔ جیگار نے

اس سے چھٹکارا ملنا ہی مشکل ہے اور اگر بغرض محال ہم ان بندشوں سے چھٹکارا حاصل کر بھی لیں تو پھر باہر کیسے جاسکتے ہیں۔ باہر تو یہی لوگ موجود ہوں گے۔ مین گیٹ تو دیے ہی جام ہے..... کلف نے جواب دیا۔

"باس۔ وہ راستہ جس سے جیکب ہمیں لے گیا تھا اس راستے کا ابھی تک عمران کو علم نہیں ہے۔ ہم اس راستے سے نکل سکتے ہیں۔" جیگار نے کہا۔

"بات تو چہارہی ٹھیک ہے۔ واقعی کوشش تو کی جاسکتی ہے۔" کلف نے سر ملاتے ہوئے جواب دیا۔

"باس۔ میں اپنی کرسی کو جھٹکے دے کر آپ کی کرسی کی پشت پر لے جاتا ہوں۔ ان کرسیوں کی پشت اور سیٹ کے درمیان کافی خلا ہے۔ اس خلا سے میں اپنے بندھے ہوئے ہاتھ کافی باہر نکال سکتا ہوں میں نے چیک کر لیا ہے۔ اس طرح آپ کی کرسی کی پشت کے خلا میں ہاتھ ڈال کر میں آپ کی کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کھول دوں گا۔ اس گانٹھ کے کھلنے کے بعد آپ آسانی سے اپنے جسم کو آگے پیچھے کر کے کرسی کے گرد موجود رسیوں کو اس حد تک ڈھیلا کر سکتے ہیں کہ آپ کے بازو اوپر سے باہر آجائیں۔ پھر آپ اپنی کرسی کی پشت پر موجود رسی کی گانٹھ کو آسانی سے کھول لیں گے۔ جیگار نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔" کوشش

ہیں..... جیگار نے انتہائی مضطرب لہجے میں کہا تو کلف تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے جیگار کی کرسی کی پشت پر موجود درسی کی گائٹھ کھولی اور رسیاں ہٹا دیں تو جیگار ایک جھٹکنے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کلف نے اس کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسیاں بھی کھول دیں اور جیگار کے چہرے پر بھی مسرت کا ابشار بننے لگا اور اس کی آنکھوں میں تیز جھک ابھر آئی تھی۔

"آؤ باس۔ اب ہم نے فوری یہاں سے نکلنا ہے..... جیگار نے کہا اور تیزی سے ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"جیکب نظر نہیں آیا۔ کہیں انہوں نے جیکب سے وہ راستہ معلوم نہ کر لیا ہو؟..... کلف نے آہستہ سے کہا۔

"فکر نہ کریں باس۔ معلوم بھی کر لیا ہو گا تب بھی وہ اسے بند نہ کر سکیں گے..... جیگار نے کہا اور پھر اس ہال کمرے سے نکل کر وہ مختلف راہداریوں میں سے انتہائی محتاط انداز میں گزرتے ہوئے اس راستے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ راستے میں انہیں کئی جگہوں پر بے ہوش پڑے ہوئے افراد نظر آئے لیکن انہوں نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔

"باس یہاں اسلحے کا سنور ہے۔ مجھے جیکب نے بتایا تھا وہاں سے اسلحہ لے لیا جائے"..... جیگار نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور کلف نے اثبات میں سر ہلادیا۔ جیگار ایک موڑ کر کلف کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ جبکہ کلف اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جیگار واپس

ایک بار پھر مینڈک کی طرح اچھل کر کرسی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا تاکہ کلف کو بازو آزاد کرالینے کے بعد کرسی کے عقب میں موجود گائٹھ کھولنے میں آسانی رہے۔ کلف نے اپنے جسم کو آگے پیچھے کرنا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ اس کے بازو سائیڈوں پر لگے تو اس نے آگے کی طرف جھٹک کر اپنا دایاں بازو ٹیڑھا کر کے باہر نکالنے کی کوشش شروع کر دی۔ اب استاخلا بن چکا تھا کہ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اپنا بازو باہر نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد یہی کارروائی اس نے دوسرے بازو کے ساتھ کی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ دوسرا بازو بھی آزاد کرالینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یقین انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے اپنے دونوں بازو موڑے اور کرسی کی سائیڈوں سے انہیں عقب کی طرف لے گیا۔ گو اس طرح اسے بازوؤں میں شدید اشتیخ اور درد کا احساس ہوا لیکن اس نے اس کی پرواہ نہ کی اور پھر چند لمحوں بعد وہ واقعی کرسی کے عقب میں موجود درسی کی گائٹھ کھول لینے میں کامیاب ہو گیا۔ گائٹھ کھلتے ہی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں اور کلف نے بجلی کی سی تیزی سے رسیاں ہٹائیں اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بہت خوب جیگار۔ بہت خوب۔ تم واقعی بے پناہ ذہین آدمی ہو۔ تمہاری قدر میرے دل میں پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔" کلف نے کلائیوں کو مسلتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ مجھے کھولیں۔ وہ لوگ کسی بھی وقت واپس آ سکتے

سے ایک ہم سے وائرلیس کنٹرول فنٹ کر کے کنٹرولر ساتھ لے آؤں۔ پھر ہم جہاں سے کچھ دور اس طرح چھپ کر بیٹھ جائیں گے کہ وہ ہمیں دیکھ نہ سکیں جبکہ ہم انہیں دیکھتے رہیں۔ جب وہ سب اندر جائیں تو ہم وائرلیس کنٹرولر کے ذریعے اس پورے ہیڈ کوارٹر کو ہی اڑا دیں۔ اس طرح وہ سب ابونصر سمیت یقینی طور پر ختم ہو جائیں گے۔ ہیڈ کوارٹر کی مشینری تو پھیلے ہی تباہ ہو چکی ہے اس لئے اب اس کی تباہی سے ہمیں تو کوئی فرق نہ پڑے گا لیکن ہم ان لوگوں سے بھرپور انداز میں انتقام تو لے سکتے ہیں..... جیگار نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ واقعی انتہائی محفوظ طریقہ ہے۔ ہیڈ کوارٹر کی مشینری کی تباہی کی قیمت ابونصر کی موت سے مل جائے گی۔ حکومت یقیناً اسے غنیمت سمجھے گی۔ ٹھیک ہے جاؤ اور جلد از جلد انتقام کر کے واپس آ جاؤ..... کلف نے اسے اجازت دیتے ہوئے کہا تو جیگار سر ملتا ہوا اڑا اور تیزی سے واپس اسی راستے کی طرف بڑھ گیا۔

آیا تو اس کے ہاتھ میں دو مشین گنیں اور ان کا فالتو میگزین موجود تھا۔ ایک مشین گن اس نے کلف کو دے دی ایک اپنے پاس رکھی اور ایک بار پھر وہ دونوں آگے بڑھتے چلے گئے۔ راستے میں انہیں کسی قسم کی رکاوٹ سے کوئی واسطہ نہ پڑا۔ اس لئے تھوڑی دیر بعد وہ اس خفیہ راستے سے صحیح سلامت ہیڈ کوارٹر سے باہر چلے گئے۔

”میرا خیال ہے اب جہاں سے فوراً نکل جانا چاہئے..... کلف نے کہا۔

”اوہ نہیں باس۔ یہ سب لوگ ہیڈ کوارٹر سے باہر ہیں اور ابونصر بھی آنے والا ہے۔ وہ اسے لے کر اس خفیہ راستے سے اندر جائیں گے۔ تب ہی انہیں ہمارے فرار ہونے کا علم ہوگا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن ہوں گے۔ اگر ہم عقب سے ان پر فائر کھول دیں تو ان میں سے ایک بھی نہ سنبھل سکے گا اور وہ سب مارے جائیں گے..... جیگار نے کہا۔

”نہیں۔ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ پھیلے بھی ہم اسی غلط فہمی میں مار کھا گئے تھے۔ اس بار اگر انہوں نے ہمیں پکڑ لیا تو پھر ہمیں موت سے کوئی نہ بچا سکے گا..... کلف نے جواب دیا۔

”تو پھر باس ایک اور کام کیا جاسکتا ہے۔ اسلحے کا یہ ذخیرہ بہت بڑا ہے۔ اس میں ایسا خطرناک اسلحہ موجود ہے کہ اگر یہ ذخیرہ پھٹ پڑے تو پورا ہیڈ کوارٹر خوفناک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ وہاں وائرلیس کنٹرولر ہم موجود ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان میں

”اس کا مطلب ہے کہ میری ساری امیدوں پر آج تم نے پانی بلکہ پورا دریا بہا دیا ہے۔“..... عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔
 ”کیوں۔ کیا مطلب۔“..... جولیا نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس لئے کہ شیطان کی شادی ہی نہیں ہوئی اور نہ میرے خیال میں کبھی ہوگی۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”ہو بھی سکتی ہو۔ تب بھی کم از کم میں مسرے شیطان کہلانا پسند نہیں کروں گی۔“..... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لیکن ایک اور مسئلہ بھی تو ہے۔ شیطان اور میرے نام کے الفاظ ہم کافیہ بھی تو ہیں۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہوتے رہیں۔“..... جولیا نے بے اختیار کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا اور عمران ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ اب ٹائیگر تین آدمیوں کے ساتھ آتا ہوا دکھائی دینے لگا تھا۔ جولیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ ٹائیگر کے ساتھ ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مقامی آدمی تھا جبکہ اس سے دو قدم نیچے دو آدمی تھے جن کے سر اور ہجرے مخصوص قسم کے رومالوں سے ڈھکے ہوئے تھے اور ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر کے ساتھ آنے والا ابو نصر ہے جس کی تلاش راڈان کی حکومت کو انتہائی شدت سے تھی جبکہ اس کے نیچے آنے والے یقیناً اس کے باڈی گارڈ

عمران جولیا کے ساتھ ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ باقی ساتھی بھی اوپر اوپر کھڑے ہوئے مختلف چٹانوں کی اوٹ میں موجود تھے۔ ٹائیگر اور نعمانی کو گتے ہوئے کافی درہو گئی تھی اور اب انہیں ان کی واپسی کا انتظار تھا کہ اچانک دور سے جھینگر کی تیز آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے منہ میں دو انگلیاں ڈالیں اور دوسرے لمبے اس کے منہ سے بھی جھینگر کی تیز آواز سنائی دی۔
 ”ٹائیگر نے کاشن دیا ہے۔ حالانکہ میں نے اسے اس کی ہدایت نہیں کی تھی لیکن وہ چونکہ کافی درہو یہاں سے غیر حاضر رہا ہے اس لئے اس نے مناسب سمجھا کہ کاشن دے کر صورتحال معلوم کر لے۔“
 عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے ٹائیگر کی ذہانت پر وہ فخر کر رہا ہو۔
 ”آخر وہ تمہارے جیسے شیطان کا شاگرد ہے۔“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہوں گے۔

”آؤ جو گیا۔ ابو نصر سے مل لیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”مجھ حقیر فقیرِ نقصیر۔ بندہ نادان۔ نعمتدان کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) کہتے ہیں۔“ عمران نے ابو نصر کے قریب پہنچتے ہوئے قدرے بوکھلائے ہوئے سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحہ کئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”میرا نام ابو نصر ہے۔ جناب اور آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہونے پر مجھے یہ لمحہ اپنی زندگی کا سب سے قیمتی لمحہ محسوس ہو رہا ہے۔“ ابو نصر نے بڑے گرجوشانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا مصافحہ کرنے کا انداز بھی بے حد گرجوشانہ تھا۔

”کتنی قیمتی۔ تم۔ تم۔ مگر میں تو بے قیمت آدمی ہوں۔“ عمران نے جواب دیا اور ابو نصر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”آپ کتنے قیمتی ہیں جناب۔ یہ بات آپ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے دلوں سے پوچھیں۔“ ابو نصر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ اٹنی مہربانی ہے۔ بہر حال آپ سے مل کر واقعی خوشی ہوئی ہے کیونکہ آپ کی شخصیت واقعی زندگی سے مبرور ہے۔ ورنہ جس ناسپ کے آپ لیڈر ہیں ایسے آدمی بڑے خشک مزاج اور محفل کیجئے قدرے سکی سے ہوتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور

ابو نصر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”یہ میرے باڈی گارڈز ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام سلام اور دوسرے کا نام راحیل ہے۔“ ابو نصر نے اپنے باڈی گارڈوں کا عمران سے تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران نے بڑے گرجوشانہ انداز میں ان سے بھی مصافحہ کیا۔

”آئیے اب آپ کو اس سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کی سیر کرا دی جائے جس کی وجہ سے آپ اور آپ کی جماعت کے ساتھ ساتھ نبھانے اور کتنے لوگ زر زمین رہنے پر مجبور رہے ہیں اور نبھانے کتنے لوگ اس ہیڈ کوارٹر کی وجہ سے پکڑے گئے اور ہلاک کر دیئے گئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے واقعی اہتائی حریت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے عمران صاحب۔ اس سپیشل سیکشن تک پہنچنے کے لئے ہم نے نبھانے کیا کیا جتن کئے ہیں لیکن آج تک اس کے اندر تو ایک طرف اس کے قریب بھی کوئی نہیں پہنچ سکا اور آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ اس سپیشل سیکشن کی وجہ سے سینکڑوں جمہوریت اور اسلام پسند لیڈر قبروں میں دفن کر دیئے گئے ہیں۔ آپ نے واقعی راڈان کے عوام پر احسان کیا ہے۔ ایسا احسان جو کبھی نہیں اتارا جاسکتا۔“ ابو نصر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”مسد اصل میں یہ ہے ابو نصر صاحب کہ اس ہیڈ کوارٹر میں ڈیڑھ دو سو افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اگر میں اس ہیڈ کوارٹر کو چاہا

درد تھا اس نے عمران کو پوری طرح مطمئن کر دیا تھا کہ یہ آدمی واقعی ایک ہمدرد لیڈر ہے۔

”پیشل سیکشن کے موجودہ چیف کلف سے میں نے وعدہ کر لیا ہے کہ اسے میں زندہ چھوڑ دوں گا۔ اس نے اب جہیں آدمی بلوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کلف اور اس کے ساتھی بیگار کو اس گیس کا توڑ بتا دوں گا اور پھر انہیں عام انداز میں بے ہوش کر کے ہم نکل جائیں گے۔ یہ لوگ ہوش میں آکر خود ہی اپنے آدمیوں کا بندوبست کر لیں گے۔ میں صرف آپ کو دکھانا چاہتا ہوں کہ تمام مشینری مکمل طور پر تیار ہو چکی ہے تاکہ آپ خود بھی مطمئن ہو کر کام کر سکیں اور دوسری جماعتوں کو بھی اس بارے میں اطمینان دلا سکیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا تو ادھر ادھر چھپے ہوئے اس کے ساتھی سلسلے آگے اور پھر عمران نے ابو نصر کا سب سے تعارف کرایا ابو نصر ان سب سے مل کر بے حد خوش ہوا اور اس نے بڑی گرجوشی سے سب سے مصافحہ کیا۔ جو یانے البتہ صرف سلام کیا۔ پھر عمران ابو نصر کو ساتھ لئے عقبی رستے میں داخل ہو گیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی نارنج نکال کر روشن کر دی تھی جس کی وجہ سے تیز روشنی ہر طرف پھیل گئی تھی۔

”عمران صاحب ہم باہری نہ رک جائیں۔ آپ ابو نصر صاحب کو بیڈ کو آرڈر کھاتیں“..... صدر نے اچانک کہا۔

کر دوں تو یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ حکومت کے ملازم ہیں۔ نہ مجرم ہیں اور نہ ہی دہشت گرد اور اگر انہیں ویسے ہی یہاں پڑا ہٹے دیا گیا تو جس گیس سے یہ بے ہوش ہوئے ہیں اس کا توڑ کسی دوسرے کو معلوم نہیں۔ اس طرح بھی یہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر حکومت کو کال کر کے بتا بھی دیا جائے تو حکومت اٹنا انہیں ہی سازشی اور تجاہی کا ذمہ دار قرار دے کر جیلوں میں ڈال دے گی۔ ان کا کیا کیا جائے۔“

عمران نے عقبی رستے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنے آدمیوں کو بلالیتا ہوں پھر ان سب کو یہاں سے نکال کر کسی کھلی جگہ جمع کر دیا جائے گا۔ وہاں انہیں ہوش میں لا کر ہم چلے جائیں گے۔ اس کے بعد ہی خود ہی اپنے اپنے گھر چلے جائیں گے۔ پھر یہ حکومت کو کیا بتاتے ہیں کیا نہیں یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے“..... ابو نصر نے کہا۔

”لیکن جہارے آدمیوں کو تو جہاں تک آنے میں کافی درگزر جائے گی“..... عمران نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں سہاں سے کچھ دور ہی ہمارا ایک خفیہ سنٹر ہے۔ وہاں سے آدمی منگوائے جاسکتے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ لوگ واقعی بے گناہ ہیں اور راڈان کے شہری ہیں۔ اس لئے ان کا ہلاک ہونا راڈان کا قومی نقصان ہے۔ ان میں انجینئرز بھی ہوں گے اور سائنسدان بھی“..... ابو نصر نے بڑے خلوص سے لہجے میں کہا تو عمران نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ ابو نصر کے لہجے میں جو خلوص اور

”میں دیکھوں کہ وہ اس ہال میں موجود بھی ہیں یا نہیں۔“ ٹائیگر نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران ٹائیگر کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک ایک انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور پھر تو جیسے کوئی آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے اس طرح خوفناک دھماکوں کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ عمران نے پہلا دھماکہ ہوتے ہی ابو نصر کو بازو سے پکڑا اور بجلی کی سی تیزی سے ایک سائیڈ کی دیوار کی جڑ میں دبک گیا تھا۔ ٹارچ اس کے ہاتھوں سے نیچے گر گئی تھی۔ اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر اس راہداری کی چھت خوفناک دھماکوں کے ساتھ ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے فرش پر گرنے لگی۔ راہداری کی دیواریں اور فرش اس بری طرح ہل رہے تھے کہ جیسے خوفناک زلزلہ آگیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ جیسے ان کے عین سروں پر ہوا اور دیوار کی جڑ میں دبکے ہوئے عمران کے سر اور جسم پر جیسے پوری پہاڑی آگری۔ ایک لمحے کے لئے تو اس کے ذہن میں سارے سے ناپے پھر گہری تاریکی جھاگئی۔ یقیناً یہ موت کی ہی تاریکی تھی۔

”نہیں ابو نصر صاحب بہت بڑے عوامی لیڈر ہیں اور عوامی لیڈر جب بھی محاذ کے لئے جاتے ہیں تو ان کے ساتھ پورا جلوس ہوتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے میں ایسا لیڈر نہیں ہوں عمران صاحب۔ میں تو صرف استا چاہتا ہوں کہ راڈان میں صحیح معنوں میں اسلامی نظام کا نفاذ ہو جائے اور بس۔ میری زندگی کا تو صرف استا ہی مقصد ہے۔“ ابو نصر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ سب ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو چکے تھے پھر ایک راہداری سے گزرتے ہوئے اچانک عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے رکتے ہی باقی سب افراد بھی رک گئے۔

”کیا ہوا۔“ ابو نصر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں سے دو آدمی گزرے ہیں۔ یہ گرد آلود فرش پر جو توں کے تازہ نشانات ہیں۔“ عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب جہاں سے ہمارے علاوہ اور کون گزر سکتا ہے۔ کلف اور جیگار بندھے ہوئے ہیں اور باقی افراد بے ہوش پڑے ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کلف اور جیگار ہی ہیں۔ اب مجھے ان دونوں کے پیروں کے سانچے کا خیال آ رہا ہے۔ جیگار کا تو کلف سے جھوٹا ہے۔ اس لئے اس کا پیر بھی کلف سے نسبتاً چھوٹا ہے۔ یہ نشانات بالکل تازہ ہیں۔“ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ کو اور زیادہ جھکاتے ہوئے کہا۔

بڑھ گئی تھی۔ اور پھر یہ سائے ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں غائب ہو گئے۔

”کہیں یہ لوگ باہر نہ رک جائیں..... کلف نے کہا۔
 ”نہیں باس۔ یہ لازماً اندر جائیں گے۔ عمران ابو نصر کو مشیز کی تباہی دکھانا چاہتا ہے۔“ جیگار نے کہا اور کلف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن اب ہمیں کتنا انتظار کرنا پڑے گا؟“ کلف نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے باس کہ ہم پانچ منٹ تک انتظار کریں پھر ہیڈ کوارٹر اڑا دیں۔“ جیگار نے کہا۔

”ہاں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم انتظار کرتے رہ جائیں اور وہ لوگ اندر سے باہر بھی آجائیں۔ ویسے بھی انہیں جیسے ہی معلوم ہو گا کہ ہم وہاں سے نکل آئے ہیں تو وہ کسی بھوت کی طرح ہمارے پیچھے لگ جائیں گے۔“ کلف نے بے چین سے لہجے میں کہا اور جیگار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کے ڈائل پر جمی ہوئی تھیں۔

”پانچ منٹ ہو گئے ہیں باس۔ میں ہیڈ کوارٹر کو اڑا رہا ہوں۔“ اچانک جیگار نے سر سراتے ہوئے لہجے میں کہا اور کلف نے جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیگار نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ڈی چارج کا بشن دبا یا تو ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی دور

”باس۔ وہ لوگ آرہے ہیں۔ وہ دیکھیں۔“ جیگار نے کلف سے مخاطب ہو کر اوپر اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کلف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں پہاڑی سے کافی فاصلے پر ایک درخت پر چڑھے بیٹھے تھے جس رستے پر وہ رکے ہوئے تھے وہ گہرائی میں تھا اور جس رستے سے عمران اور اس کے ساتھی نکلے تھے وہ بلندی پر تھا اس لئے وہ لوگ گردنیں اونچی کئے اس طرف کو ہی دیکھ رہے تھے۔ جیگار کے ہاتھ میں وائر لیس ڈی چارج موجود تھا۔ وہ اسلحے کے سنور میں ایک خوفناک اور طاقتور بم کے ساتھ وائر لیس چارج لگا آ رہا تھا اور اب انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کا ابو نصر کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کے اندر جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ اوپر مکمل خاموشی طاری تھی۔ چاند کی تیز روشنی کے باوجود انہیں وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن اب انہیں اوپر دور سے کچھ افراد کے سائے سے نظر آنے لگ گئے تھے اور پھر ان سايوں کی تعداد

افسوس ضرور ہے کہ ان کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کے سینکڑوں افراد بھی مارے گئے۔..... کلف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ایسے کاموں میں قربانی تو دینا ہی پڑتی ہے۔ عمران اور ابو نصر کی موت کے مقابل ان کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔..... چیگار نے کہا اور کلف نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر یہ دونوں یکے بعد دیگر درخت سے نیچے اتر آئے۔

"دھماکوں کی اطلاع یقیناً حکومت تک پہنچ گئی ہوگی اور اب ہمیں بھی اطلاع دینی ہوگی تاکہ فوج کی مدد سے ملہ ہٹا کر ان کی لاشیں یا زخمی افراد باہر نکالے جاسکیں۔..... کلف نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے باس۔ میں وہاں سے لے آیا تھا۔..... چیگار نے کہا تو کلف بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں ہے۔ مجھے تو جہارے پاس نظر نہیں آیا۔..... کلف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ میں نے ایک جھادی میں رکھ دیا تھا کیونکہ کافی وزنی تھا۔۔۔۔۔ چیگار نے کہا۔

"اوہ۔ جلدی کرو۔ اٹھا لاؤ اسے۔ جلدی کرو۔..... کلف نے کہا اور چیگار تیزی سے ایک طرف کو بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں واقعی ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ کلف نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بشن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ چیف آف سپیشل سیکشن کلف کاننگ۔ اور۔۔۔

بہاڑی کی طرف سے انتہائی خوفناک اور دل ہلادینے والا دھماکہ ہوا اور پھر تو جیسے خوفناک دھماکوں کا ایک زوردار سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہر طرف چٹانیں اور پتھر اڑنے لگے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس بہاڑی میں کوئی خفیہ آتش فشاں تھا جو اچانک پھٹ پڑا ہو۔ دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ چیگار اور کلف دونوں بے اختیار درختوں کی شاخوں سے چٹ سے گئے۔ درخت اس طرح ہل رہا تھا جیسے خوفناک آندھی آگئی ہو۔ چونکہ درخت اور بہاڑی کا فاصلہ کافی تھا اس لئے اڑتے ہوئے پتھر تو ان تک نہ پہنچ رہے تھے لیکن انہیں لاشعوری طور پر یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ان خوفناک بھاری چٹانوں اور پتھروں کی براہ راست زدیں ہوں۔ دھماکے کافی دیر تک جاری رہے پھر ان کی شدت میں آہستہ آہستہ کمی آتی چلی گئی۔ پتھروں اور چٹانوں کی بارش میں بھی اب کافی کمی آگئی تھی لیکن بہاڑی پر گرد اور دھوئیں کا جیسے بادل سا چھا گیا تھا۔ وہ دونوں درخت کی شاخوں سے چھبکیوں کی طرح چٹے ہوئے تھے۔ ان کے جسم ابھی تک لرز رہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ سکوت طاری ہوتا چلا گیا اور وہ دونوں بھی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے ان دونوں کے چہرے مسرت اور کامیابی سے چمک رہے تھے۔

"ہم نے اس عمران اور اس کے ساتھیوں سے بھرپور انتقام لے لیا ہے باس۔ بھرپور انتقام۔..... چیگار نے مسرت کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن بہر حال ہمیں چیک کرنا پڑے گا۔ مجھے بس اتنا

بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو جو اطلاع دی گئی ہے، جناب۔ وہ بھی درست ہے۔ سپیشل سیکشن کا ہیڈ کو آرٹر تو مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ پہلے اس کی مشینری تباہ کی گئی۔ پھر ہم نے ابو نصر اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے باقی ہیڈ کو آرٹر کو تباہ کر دیا۔ اور....." کلف نے جواب دیا۔

"وری ہیڈ۔ اس ہیڈ کو آرٹر پر تو حکومت نے اربوں ڈالر خرچ کئے تھے اور اس کی وجہ سے تو حکومت کا رڈان پر مکمل کنٹرول تھا۔ یہ سب کیسے ہوا۔ کیوں ہوا۔ پوری تفصیل بتائیں۔ اور....." اس بار چیف سیکرٹری کا بوجھ تلخ اور سخت تھا۔

"جناب۔ یہ سب کچھ ہیڈ کو آرٹر انچارج کرنل ناروٹ کی حماقت کی وجہ سے ہوا۔ میں نے آپ کے حکم پر ہیڈ کو آرٹر کا چارج لیا۔ میرا ایک ساتھی جیگاد میرے ساتھ تھا۔ میں نے اسے ہر لحاظ سے جو کتاب بننے کا حکم دیا لیکن جب میں اور میرا ساتھی آرام کر رہے تھے تو اچانک کرنل ناروٹ نے مین گیٹ کے سامنے موجود حفاظتی راستے پر نصب تمام مشینری یہ کہہ کر آف کرا دی کہ اس کی فوری ضرورت نہیں ہے۔ پھر مجھے اطلاع دی گئی کہ اچانک ہیڈ کو آرٹر کے بنیادی کمپیوٹر میں گڑبڑ ہو گئی ہے اور ہیڈ کو آرٹر کی تمام مشینری جام ہو چکی ہے۔ میں نے فوراً چیکنگ کی تو میں نے دو آدمی پکڑ لئے۔ وہ عمران کے ساتھی تھے اور میک اپ کر کے حفاظتی انتظامات آف ہونے کی وجہ سے ہیڈ کو آرٹر

کلف نے بار بار کال دینا شروع کر دیا۔

"ہیں۔ بی اے ٹو چیف سیکرٹری اینڈنگ۔ اور....." بعد لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں چیف آف سپیشل سیکشن کلف بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ۔ انہیں انتہائی اہم اطلاع دینی ہے۔ اور....." کلف نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیں سر۔ اور....." دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں تک ٹرانسمیٹر پر خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو۔ اور....." چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری دوسرے لفٹوں میں رڈان کے پرائم منسٹر کی باوقار آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں کلف بول رہا ہوں سپیشل سیکشن کا چیف۔ ہم نے پاکیشیا کے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ابو نصر کا بھی خاتمہ کر دیا ہے جناب۔ اور....." کلف نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی مسرت آمیز خبر ہے۔ مجھے تو ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع دی گئی ہے کہ جن پہاڑیوں میں سپیشل سیکشن کا ہیڈ کو آرٹر ہے وہاں انتہائی خوفناک بم دھماکوں کی آوازیں سنی گئی ہیں۔ اس لئے آپ کی کال کی اطلاع پر میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ کوئی افسوسناک خبر سنائیں گے لیکن آپ نے تو انتہائی اچھی خبر سنائی ہے۔ کیا واقعی ابو نصر ہلاک ہو گیا ہے۔ کیسے۔ پوری تفصیل بتائیں اور....." اس بار چیف سیکرٹری نے انتہائی مسرت آمیز لہجے میں

اپنا اطمینان کرے۔ جس پر ابو نصر آنے پر تیار ہو گیا تو عمران اس کے استقبال کے لئے اپنے ساتھیوں سمیت ہیڈ کوارٹر سے باہر چلا گیا۔ ہم چونکہ بندھے ہوئے تھے اس لئے اسے ہماری طرف سے کوئی فکر نہ تھی اس کے جانے کے بعد جتناہ میں نے رہا ہونے کی کوشش شروع کر دی اور میں نے اپنی ذہانت اور تجربے کی مدد سے ان رسیوں سے رہائی حاصل کرنی اور پھر میں نے رہا ہوتے ہی سب سے پہلے کرنل ناروٹ کو اس کی غداری کی سزا دی اور اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکلا اور ایک خفیہ اسلحہ کے سنور میں جا کر میں نے وہاں ایک خوفناک بم کے ساتھ وائرلیس چارجر فٹ کیا اور اس کا ڈی چارجر لے کر ایک اور خفیہ راستے سے باہر آگیا۔ چونکہ ہیڈ کوارٹر کی مشینری تباہ ہو چکی تھی اس لئے اب ہیڈ کوارٹر کی خالی عمارت کو میں نے عمران اس کے ساتھیوں اور ابو نصر کا مدفن بنانے کا فیصلہ کیا اور خفیہ راستے سے باہر آ کر میں چھپ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی باہر موجود تھے۔ پھر ابو نصر بھی آگیا اور وہ سب ہیڈ کوارٹر کے اندر چلے گئے جیسے وہ اندر گئے میں نے وائرلیس ڈی چارجر کی مدد سے خوفناک اسلحہ کے سنور کو تباہ کر دیا۔ اس طرح پورا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا اور عمران، اس کے ساتھی اور ابو نصر سب ختم ہو گئے۔ یہ دھماکے جن کی رپورٹ آپ کو دی گئی ہے اس سنور کی تباہی کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ اور..... کلف نے انتہائی غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے سارا الزام کرنل ناروٹ پر اور سارا کارنامہ اپنے کھاتے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

میں داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ ان سے مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے کمیونٹر میں گھر بڑکی ہے۔ ابھی ان سے پوچھ گچھ جاری تھی کہ اچانک ان دونوں کے جسم بموں کی طرح پھٹ گئے اور ان کے جسموں سے ایسی گیس خارج ہوئی جو آٹا فائنا پورے ہیڈ کوارٹر میں پھیل گئی اور مجھ سمیت ہیڈ کوارٹر میں موجود سب افراد بے ہوش ہو گئے۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر بندھے ہوئے بیٹھے پایا۔ ساتھ والی کرسی پر کرنل ناروٹ اور میرا ساتھی بیگار بھی بندھا ہوا بیٹھا تھا اور اس ہال میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گئے تھے اور انہوں نے مشین گنوں کی فائرنگ سے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام مشینری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے کرنل ناروٹ کو لاٹھا دیا کہ اگر وہ ان کا ابو نصر سے رابطہ کرا دے تو وہ اسے زندہ چھوڑ دیں گے اور میں یہ سن کر حیران رہ گیا کہ کرنل ناروٹ کو ابو نصر کے بارے میں پوری معلومات حاصل تھیں۔ اس نے عمران کو بتایا کہ وہ دراصل ابو نصر کا ہی ساتھی ہے اور اس سے بھاری رقابت کے عوض اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہونے دیتا تھا۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ اسے پہلے سے یہ بات معلوم تھی اسی لئے تو اس نے اس سے پوچھا تھا۔ پھر کرنل ناروٹ کے بتانے پر عمران نے اس کی الماری سے ایک خاص قسم کا کارڈ لیس فون نکالا اور اس پر اس نے ابو نصر سے بات کی۔ اس نے ابو نصر کو بتایا کہ سپیشل سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کی پوری مشینری اس نے تباہ کر دی ہے اور اب وہ آکر

آئی اور ہیڈ کو ارٹریک جباہی بھی..... جیگا نے ہونٹ چباتے ہوئے
قد رے تلخ لہجے میں کہا۔

تم ان باتوں کو نہیں سمجھتے جیگا۔ بہر حال تم فکر نہ کرو۔ تمہیں
تو میں ویسے ہی ناپ سیل کا انچارج بنا چکا ہوں۔ میں جنرل سیکرٹری
سے تمہاری خصوصی سفارش کروں گا۔ تم ایسا کرو کہ ذرا اوپر جا کر
صورتحال کو دیکھ آؤ تاکہ پھر ہم دونوں اس سہا کی طرف روانہ ہو
جائیں..... کلف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے باس۔ جیسے آپ کی مرضی..... جیگا نے کاندمے
اچکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ آگے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے آگے جاتے
ہی کلف نے کاندمے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور اس کا رخ آگے
اوپر کی طرف جاتے ہوئے جیگا کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ مشین
گن کی فائرنگ کے ساتھ ہی جیگا کی جھنجھٹائی دی اور وہ گولیوں کی
بارش میں اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور پھر لڑختا ہوا نیچے ایک
بھاڑی میں آگرا۔ کلف اس پر اس وقت تک گولیاں برساتا رہا جب
تک کہ اس کا جسم مکمل طور پر ساکت نہ ہو گیا۔

ہونہر۔ نانسنس۔ احمق آدمی۔ بڑا عقلمند بنتا تھا۔ اسے تو اس
وقت ہی سمجھ جانا چاہیے تھا کہ میں اسے موت کے گھاٹ اتارنے کا
فیصلہ کر چکا ہوں جب میں نے چیف سیکرٹری کو رپورٹ دیتے ہوئے
اس کے باہر آنے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ میں بھلا کیسے یہ
رہسک لے سکتا تھا کہ میرے کریڈٹ کے خلاف اہم ترین گواہ زندہ رہ

اس نے ساری کہانی اس طرح بیان کی تھی جیسے جیگا نے سرے سے
کوئی کام ہی نہ کیا ہو۔

اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو ہمیں اس ہیڈ کو ارٹریک جباہی کا
افسوس نہیں کرنا چاہیے۔ اصل چیز تو مشینری تھی وہ پہلے ہی تباہ کر دی
گئی تھی۔ کرنل ناروٹ نے واقعی غداری کی ہے اور تم نے اسے سزا
دے کر اچھا کیا ہے۔ اب ان لوگوں کی لاشیں کہاں ہیں۔ اور۔
چیف سیکرٹری نے کہا۔

جناں طلبے میں دفن ہیں۔ آپ فوج کے کمانڈر کو حکم دیں کہ وہ
ایک دستے کے ساتھ یہاں پہنچے۔ میں یہاں موجود ہوں۔ میں اس طلبے
کو اپنے سامنے انھما کر ان کی لاشیں نگلوانا چاہتا ہوں۔ اور۔ کلف
نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ آپ مجھے وہ جگہ بتا دیں جہاں فوج کا دست آپ سے
ملے گا۔ اور..... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری نے کہا تو کلف
نے پہاڑیوں کے ساتھ ہی ایک پہاڑی مکمل تفصیل انہیں بتادی۔
"اوکے۔ میں کمانڈر کو حکم دے دیتا ہوں۔ ابو نصر کی لاش جیسے ہی
برآمد ہو۔ اسے لے کر تم فوراً میرے پاس پہنچ جانا۔ اور اینڈ آف۔"
دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلف نے ہاتھ بڑھا کر
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

باس۔ آپ نے میرے بارے میں تو چیف سیکرٹری کو کچھ نہیں
بتایا۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رہائی بھی میری وجہ سے ہی عمل میں

جائے..... کلف نے مشین گن کو دوبارہ کاندھے سے لٹکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تھک کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس سپاٹ کی طرف بڑھنے لگا جس کا پتہ اس نے چیف سیکرٹری کو بتایا تھا۔ اس نے اس لئے جیگاڑ پر کھل کر فائر کھول دیا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ اس فائرنگ کی آوازیں سننے والا یہاں اور کوئی موجود نہیں ہے۔ اب اس کے چہرے پر مکمل اطمینان اور کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے اس لئے وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

”عمران صاحب۔ عمران صاحب“..... عمران کے کانوں میں کہیں دور سے آتی ہوئی آواز پڑی تو عمران کا تار یک ذہن آہستہ آہستہ روشن ہونے لگ گیا اور اس کے مردہ احساسات میں جیسے آہستہ آہستہ جان پڑنے لگ گئی۔

”عمران صاحب۔ ہوش میں آئیے“..... ایک بار پھر آواز سنائی دی اور اس بار عمران کو محسوس ہوا کہ یہ آواز اس کے قریب سے آئی ہے۔ اس کے ذہن کے روشن ہونے کی رفتار یکثرت تیز ہو گئی اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے جسم میں دوڑتی ہوئی درد کی تیز لہروں کا احساس ہوا۔ خاص طور پر اس کی پشت میں درد کی تیز لہریں مسلسل دوڑ رہی تھیں لیکن آنکھیں کھلنے ہی اسے سب سے پہلا احساس یہی ہوا کہ وہ کسی کھلی جگہ پر موجود ہے جہاں چاند کی روشنی اسے نظر آ رہی تھی۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی

اس لئے میں نے انہیں کہہ دیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح آپ کے لئے پانی
 یہاں تک لے آئیں۔ پھر میں نے آپ کو بخجھڑنا شروع کر دیا اور
 آوازیں دینی شروع کر دیں کہ شاید آپ ہوش میں آجائیں کیونکہ آپ
 کے سر پر کوئی چوٹ نہ تھی اور خدا کا شکر ہے کہ آپ ہوش میں آگئے
 ہیں..... صفدر نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ مجھے منہ کے بل لٹا دو اور ریڑھ کی ہڈی کو چیک
 کرو۔ میرے جسم کے نچلے حصے کے بے بس ہو جانے کا مطلب ہے کہ
 ریڑھ کی ہڈی پر ضرب آئی ہے اور کوئی مہرہ یا تو ٹوٹ گیا ہے یا کھسک
 گیا ہے۔ تم انگلی سے چیک کرو گے تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوا
 ہے۔ کیونکہ اوپری جسم میں احساسات موجود ہیں..... عمران نے کہا
 "تو صفدر نے اس کی ہدایت کے مطابق اسے منہ کے بل لٹایا اور پھر اس
 کی پشت سے کپڑا ہٹا کر اس نے ریڑھ کی ہڈی پر آہستہ آہستہ انگلیاں
 پھیرنی شروع کر دیں۔ پھر جیسے ہی اس کی انگلیاں ایک مہرے پر پہنچیں
 عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے انتہائی طاقتور الیکٹرک شاک لگا ہو۔
 "بس رک جاؤ۔ اسی مہرے پر ایک بار پھر انگلیاں پھیر دو اور محسوس
 کرو کہ یہ ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے..... عمران نے کہا تو صفدر نے عمران
 کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

"ٹوٹا ہوا تو نہیں لگتا..... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ خدا کا شکر ہے کہ ٹوٹا نہیں ہے۔ صرف کھسک گیا ہے۔
 اب ایسا کرو کہ میرے دونوں پیر پکڑ کر اوپر اٹھاؤ اور لپٹنے پیر میرے

کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو یہ محسوس کر کے زور
 دار جھٹکا لگا کہ اس کا پچھلا دھڑمکمل طور پر بے حس ہو چکا تھا۔
 "عمران صاحب۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کو ہوش آگیا..... اسی
 لمحے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر تم۔ یہ میں کہاں ہوں۔ باقی ساتھی کہاں ہیں۔ یہ میرے
 جسم کا پچھلا حصہ کیوں حرکت نہیں کر رہا..... عمران نے بے چین
 سے لہجے میں کہا۔

"آپ شدید زخمی ہیں عمران صاحب۔ آپ کی پشت پر کوئی پتھر لگا
 ہے۔ آپ کی پشت خون سے بھری ہوئی تھی۔ ابو نصر صاحب کے سر پر
 چوٹ آئی ہے لیکن وہ بھی ہوش میں آچکے ہیں۔ باقی ساتھی بھی زخمی تو
 ہیں لیکن بہر حال اتنے نہیں ہیں لیکن آپ کو ہوش نہ آ رہا تھا۔ ہم اس
 تباہ شدہ ہیڈ کوارٹر سے باہر آگئے ہیں..... صفدر نے جو اس پر جھکا ہوا
 تھا اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"باقی ساتھی کہاں ہیں سبہاں تو نظر نہیں آ رہے..... عمران نے
 کہا۔

"ابو نصر صاحب نے بتایا ہے کہ یہاں قریب ہی ایک پانی کا چشمہ
 ہے۔ وہ سب لپٹنے لپٹنے زخم دھونے وہاں گئے ہیں تاکہ خون کے مزید
 افراج کو روکا جاسکے۔ آپ کو اندر سے اٹھا کر لاتے ہوئے چونکہ آپ
 بے ہوشی کے عالم میں بھی کر لپٹتے رہے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ
 آپ کو اس چشمے تک لے جانے سے کہیں زخم زیادہ نہ خراب ہو جائے

”ہاں اب بتاؤ کہ کیا ہوا۔ سب لوگ کیسے بچ گئے۔ وہاں سے باہر کیسے آئے۔“ مجھے تو بے ہوش ہونے سے پہلے ایسے احساس ہوا تھا جیسے پوری پہاڑی ہم پر آن گری ہو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ اچانک نیچے گہرائی میں مشین گن کی تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”یہ فائرنگ کون کر رہا ہے؟..... عمران نے حیران ہو کر کہا۔“
 ”مجھے دیکھنا ہوگا۔ آپ ہمیں رکھیں۔ میں ابھی آتا ہوں۔“ صفدر نے کہا اور تیزی سے درختوں کی اوٹ لے کر نیچے اترنے لگا۔ عمران نے بھی اس کے پیچھے جانے کی کوشش کی لیکن اس کے قدم لڑکھڑاے گئے۔ تو وہ رک گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ ابھی وہ پوری طرح کھل کر حرکت نہ کر سکتا تھا اور اگر وہ اس حالت میں نیچے جانے کی کوشش کرتا تو یقیناً ڈھلوانوں کی وجہ سے گر بھی سکتا تھا۔ صفدر اس کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا۔ اسی لمحے اسے دور سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک کر اس طرف مڑ گیا اور چند لمحوں بعد اسے اپنے ساتھی آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ سب سے آگے جو یاتھی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ پیالے کی طرح کئے ہوئے تھے۔ اور وہ بڑے محتاط انداز میں چل رہی تھی۔

”ارے عمران صاحب تو ہوش میں آچکے ہیں..... اسی لمحے نعمانی کی آواز سنائی دی۔“

دونوں کاندھوں پر رکھ دو اور اسی طرح پیروں کو سر کی طرف آہستہ آہستہ لے جاؤ۔ لیکن دونوں پیروں کو آگے پیچھے نہ ہونے دینا۔ ایک دوسرے کے برابر رکھنا..... عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ وہ عمران کے دونوں کاندھوں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کا رخ عمران کی ٹانگوں کی طرف تھا اور پھر اس نے جھک کر عمران کے دونوں پیروں ہاتھوں سے پکڑے اور انہیں آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھانا شروع کر دیا۔ جب عمران کے دونوں پیروں اس کی پشت کی طرف آئے تو اچانک ہلکی سی کھٹاک کی آواز سنائی دی۔

”بس۔ بس اب چھوڑ دو..... عمران نے کہا ہتے ہوئے کہا اور صفدر نے آہستہ آہستہ پیروں کو واپس کرنا شروع کر دیا۔ پھر انہیں زمین پر ٹکا کر وہ عمران کے کاندھوں سے نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے عمران نے از خود دونوں ٹانگوں کو حرکت دینا شروع کر دی اور عمران کی ٹانگوں کو حرکت میں دیکھ کر صفدر کے ہجرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے دوسرے لمحے عمران نے خود ہی کروٹ بدل لی۔ اس کا جسم سنا اور وہ پہلے اٹھ کر بیٹھا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”خدا یا تیرا شکر ہے۔ اپنے پیروں پر خود کھڑے ہونا بھی کتنی بڑی نعمت ہے.....“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اس طرح اشتباہ میں سر ملایا جیسے وہ عمران کی اس بات سے مو فیصد متفق ہو۔

دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ وہیں کھڑے ہیں۔ ٹائیگر کی ٹانگ شدید زخمی ہے
ابو نصر صاحب کسی بوٹی کارس اس کی ٹانگ پر لگا رہے ہیں۔"..... جویا
نے جواب دیا۔

"ابو نصر صاحب کے باڈی گارڈز۔ وہ ان کے ساتھ ہیں۔"۔ عمران
نے چونک کر پوچھا۔
"وہ دونوں لمبے کے نیچے دب کر ہلاک ہو چکے ہیں۔"..... جویا نے
جواب دیا۔

"تو پھر ابو نصر صاحب کو اکیلا مت چھوڑو۔ دو آدمی ان کے پاس
جائیں۔ نیچے ہونے والی فائرنگ نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا
ہے۔"..... عمران نے کہا تو صدیق اور خاور واپس مڑ گئے۔
"ہاں۔ اب مجھے تفصیل بتاؤ کہ کیا ہوا۔ کیسے ہوا۔ ہم زندہ کیسے
بچ گئے۔"..... عمران نے جویا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ابو نصر کے ساتھ آگے تھے جبکہ ان کے پیچھے ان کے باڈی گارڈز
تھے اور ہم ان کے پیچھے تھے۔ سب سے آخر میں ٹائیگر اور چوہان تھے
جیسے ہی پہلا دھماکہ ہوا۔ ہم سب نے بے اختیار سائیڈز کی طرف
چھلانگ لگائی۔ پھر لمبے گرنے لگا لیکن جس جگہ ہم تھے وہاں تموزا ساموڈ
تھا۔ اس موڈ کے پیچھے لمبے بے حد کم گرا جبکہ زیادہ لمبے چھاری والی
سائیڈز پر گرا۔ جب دھماکہ ختم ہو گئے تو ہم سب اٹھے۔ معمولی زخمی
تھے۔ ہمیں زیادہ فکر چھاری اور چھارے ساتھ والوں کی تھی سنا فحشہ

"اچھا۔ خدا یا تیرا شکر ہے۔"..... جویا کی مسرت بھری آواز سنائی
دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کھول دیے اور عمران نے دیکھا
کہ اس کے ہاتھ کھولتے ہی پانی کی دھار نیچے گر گئی۔

"ارے ارے پانی کیوں نیچے گرا دیا۔"..... عمران نے اونچی آواز
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک چٹان پر بیٹھ گیا۔

"میں تو تمہیں ہوش میں لانے کے لئے پانی لارہی تھی۔ اب جب
تم جھپٹے ہی ہوش میں آگے ہو تو پھر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے
مجی اس جھاڑی پر چلے ہوئے پانی ہاتھوں میں کسی طرح ٹھہر ہی نہ رہا
تھا۔"..... جویا نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ میں نے سمجھا کہ میرے ڈوبنے کے لئے جلو بھر پانی لایا جا رہا
ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جویا سمیت باقی ساتھی
بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ فائرنگ کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ صفدر کہاں ہے۔"۔ کیپٹن
شکیل نے اچانک پوچھا۔

"نیچے سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دی ہیں اور میں نے ایک
انسانی جج کی ہلکی سی آواز بھی سنی ہے۔ صفدر نیچے گیا ہے۔ تم میں سے
جو بھی ٹھیک ہو وہ بھی اس کے پیچھے چلا جائے۔ نجانے نیچے کیا حالات
ہیں۔"..... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل کے ساتھ تنویر اور چوہان تیزی
سے نیچے کی طرف بڑھ گئے۔

"ٹائیگر اور ابو نصر صاحب کہاں ہیں۔"..... عمران نے ساتھیوں کو

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس میں کیا انوکھی بات ہے"..... جو یانے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ترشی نشے کو اتار دیتی ہے لیکن بعض نشے ایسے ہوتے ہیں جو ترشی سے بھی نہیں اترتے۔ اس لئے ایک مثال مشہور ہے کہ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ اس لئے جہاز یہ خیال غلط ہے کہ صرف پانی ڈالنے سے میں ہوش میں آسکوں گا۔ میرے ہوش میں آنے کی دو شرائط ہیں۔ نمبر ایک نکاح خواں کی موجودگی۔ نمبر دو کسی کی طرف سے قبول ہے کی گردان"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس کی طرف سے"..... جو یانے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو یہ الفاظ کہنے پر تیار ہی نہیں ہو پارہی"..... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم تمام تولو"..... جو یانے قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔
"اگر میں نام لے لوں تو کیا تم اسے تیار کر لو گی یہ فقرات کہنے کے لئے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل وعدہ رہا"..... جو یانے سرشار سے لہجے میں کہا
"اچھی طرح سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ وعدہ پورا ہی نہ کر سکو اور میں مسلسل بے ہوش ہی رہ جاؤں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے

ہم سب نے فوری طور پر لمبہ ہٹایا۔ پہلے دونوں باڈی گارڈز ملے۔ وہ دونوں ہلاک ہو چکے تھے جس سے ہمیں اور زیادہ تشویش لاحق ہوئی اور ہم نے دیوانوں کی طرح جہازی اور ابو نصر کی تلاش شروع کر دی۔ لیکن ہمیں صرف ایک نسلی تھی کہ تم دھماکے کے ساتھ ہی دیوار کی جڑ میں چلے گئے تھے جبکہ دونوں باڈی گارڈز درمیان میں تھے۔ بہر حال جب تم اور ابو نصر صاحب ملے تو تم دونوں کو زندہ دیکھ کر ہمیں نسلی ہوئی اور تم دونوں کو اٹھا کر باہر لایا گیا۔ دھماکے اس جگہ سے کافی دور ہوئے تھے اور پھر یہ چونکہ ایک پہاڑی تھی جسے کھود کر اس کے اندر بیڑ کو اڑٹ بٹایا گیا تھا اس لئے ان دھماکوں والا حصہ زیادہ تباہ ہوا ہو گا باقی حصے اس قدر تباہ نہ ہوئے اور دھماکے خالصے فاصلے پر اور نیچے گہرائی میں ہوئے تھے۔ بہر حال تم دونوں کو باہر لایا گیا تو ابو نصر صاحب تو جلد ہی ہوش میں لگے لیکن تم باوجود کوشش کے ہوش میں نہ آ رہے تھے اس پر ہم سب پریشان ہو گئے لیکن صفر نے ہمیں حوصلہ دیا۔ سوچو کہ ہم سب زخمی تھے اور سب کے زخموں سے خون رس رہا تھا اس لئے ابو نصر صاحب کے کہنے پر کہ یہاں سے قریب ہی پانی کا چشمہ موجود ہے۔ ہم اپنے زخم دھونے وہاں چلے گئے۔ میرا خیال تھا کہ اگر جہاز سے منہ میں پانی ڈالا جائے تو تم یقیناً ہوش میں آ جاؤ گے۔ ہمارے پاس کوئی برتن نہ تھا اس لئے میں ہاتھوں میں بھر کر جہاز سے لئے پانی لارہی تھی..... جو یانے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"تو جہاز کا خیال تھا کہ پانی سے میں واقعی ہوش میں آ جاؤں گا۔"

"شٹ اپ۔ یو ٹائمنس۔ تم قطعی احمق ہو اور نہ صرف احمق ہو بلکہ اہتائی بددل بھی ہو۔ کچھ۔ ہاں تم بددل ہو۔ حد درجہ بددل۔" جولیانے لکھت بکھٹ پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"بددل۔ تو۔ تو کیا بے ہوشی کے دوران میرا دل بھی بدل دیا گیا ہے۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ میرے دل کی جگہ بکری کا دل لگا دیا گیا ہے اور شاید آنکھیں بھی۔ اوه۔ اسی لئے تم مجھے۔ اب کیا کہوں۔" عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے نیچے سے ساتھیوں کی ملی جلی آوازیں سنائی دیں تو جولیانے چونک کر نیچے کی طرف دیکھا۔

"تم کبھی ہوش میں نہیں آ سکتے۔ کبھی بھی نہیں۔ تم اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی قبر میں دفن ہو جاؤ گے۔ میری یہ بات یاد رکھنا۔" جولیانے غراتے ہوئے لہجے میں عمران سے کہا اور پھر تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور دوسرے ساتھی اوپر آئے تو صفدر اور گیپشن ٹھیکل کے کاندھوں پر دو آدمی لدے ہوئے تھے۔ عمران انہیں دیکھ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کون ہیں۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔
"کلف اور جیگار۔ کلف بے ہوش ہے اور جیگار کی لاش لے آئے ہیں۔ یہ فائرنگ اسی کلف نے جیگار پر کی تھی۔" صفدر نے کاندھے پر لدے ہوئے بے ہوش کلف کو عمران کے سامنے زمین پر سیدھا

جواب دیا۔

"سوچ لیا۔۔۔۔۔۔ تم نام تو لو۔۔۔۔۔۔ جولیانے اور زیادہ سرشار لہجے میں کہا۔

"زنانہ مردانہ دونوں قسم کا نام ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زنانہ مردانہ نام۔ کیا مطلب۔" جولیانے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر پہلی بار ہلکی سی تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"اس کا نام تنویر ہے۔" عمران نے جواب دیا تو جولیانے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تنویر کا نام تم نے کیوں لیا۔ کیا تم احمق ہو۔" جولیانے حیرت بھرے لہجے اور بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔
"تنویر یہ الفاظ نکاح خواں کی موجودگی میں کہے گا تو پھر میں یقیناً ہوش میں آجاؤں گا۔ کیونکہ پھر میرے ہوش میں آنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو جائے گی۔ اب بھلا تم خود ہی بتاؤ کہ جس کی راہ میں ایک طاقتور رقیب رد سفید موجود ہو۔ وہ بچا رہا کیسے ہوش میں آ سکتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر شدید کوفت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا۔" عمران نے اسے جان بوجھ کر چہرے پر ہاتھ مارے ہوئے کہا۔

سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ ابو نصر اور دوسرے ساتھی قریب آکر رک گئے۔ ابو نصر غور سے کلف اور جیگار کو دیکھ رہا تھا۔
 ”مجھے افسوس ہے ابو نصر صاحب کہ آپ کے دونوں باڈی گارڈز نہ بچ سکے اور آپ کو بھی تکلیف اٹھانی پڑی“..... عمران نے ابو نصر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ میرے ساتھی تھے اس لئے واقعی مجھے ان کی موت کا بے حد غم ہے لیکن اس کے ساتھ ہی خوشی اس بات کی بھی ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ یہ دونوں کون ہیں۔“
 ابو نصر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کلف ہے اور یہ اس کا ساتھی جیگار۔ یہ ہیڈ کوارٹر کے اندر بندھے ہوئے تھے۔ ہم آپ کا استقبال کرنے کے لئے باہر آئے تو یہ کسی طرح رسیوں سے آزاد ہو کر باہر آ گئے اور یہ دھماکے بھی ان کا ہی کام تھا۔ اس جیگار کو کلف نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا ہے۔“
 عمران نے اختصار سے کام لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کلف ہوش میں آ گیا اس کے منہ سے کراہ کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں آنکھیں بھی جھٹکے سے کھل گئیں۔

”اے اٹھا کر اس بچان کے ساتھ اس کی پشت لگا کر بٹھا دو تاکہ اس سے اطمینان سے بات چیت ہو سکے“..... عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر نے جھک کر کلف کو بازوؤں سے پکڑا اور سامنے موجود بچان کے ساتھ بٹھا دیا۔

لٹاتے ہوئے کہا جبکہ کیپٹن شکیل نے جیگار کی لاش کو نیچے پٹ دیا۔
 ”ہونہبہ۔ تو میرا خیال درست نکلا تھا کہ یہ دونوں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور یہ دھماکے بھی ان کی طرف سے کئے گئے تھے۔ یہ کلف کہاں تھا اور کیسے پکڑا گیا“..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ ایک ہاتھ میں مشین گن اور دوسرے ہاتھ میں جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر اٹھائے بڑے اطمینان بھرے انداز میں نیچے چلا جا رہا تھا۔ میں نے کافی بلندی سے اسے مار کر لیا تھا۔ جبکہ یہ اکیلا تھا اور کوئی آدمی مجھے نظر نہ آیا تھا اس لئے میں چکر کاٹ کر نیچے اترا اور پھر میں نے اچانک اس پر حملہ کر کے اسے بے ہوش کر دیا لیکن مجھے اس کے ساتھی کی طرف سے فکر تھی اس لئے میں اس طرف جدھر سے یہ آ رہا تھا چل پڑا اور تھوڑی دیر بعد میں نے جیگار کی لاش دریافت کر لی۔ میں اسے اٹھا کر واپس آیا تو ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر ہم ان دونوں کو اٹھا کر لے آئے ہیں“..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھ دو۔ یہ تربیت یافتہ آدمی ہے اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے اسے دور سے ابو نصر، نانائگر، صدیقی اور خادو بھی آتے دکھائی دیے۔ نانائگر لنگڑا کر چل رہا تھا۔ اسے خادو نے سہارا دے رکھا تھا۔ صفدر نے بیٹل اتار کر چپلے کلف کو منہ کے بل ٹاکر اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے باندھ اور پھر اسے سیدھا کر کے اس نے دونوں ہاتھوں

بھی سلیقہ نہیں ہے۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے یہ سب تمہاری فطرت کے
یکسر خلاف ہے۔ اول تو رہائی کی جدوجہد کرنا اس وقت تمہارے حراج
کا حصہ ہی نہیں ہے جب تمہیں زندہ رہنے کا وعدہ مل چکا ہو۔ پھر بھی
اگر تم کسی طرح رہا ہو ہی گئے تو تم کسی صورت ہم سے انتقام لینے
کے لئے یہ سب کارروائی نہیں کر سکتے تھے۔ تم نے فوراً فرار ہونے کا
سوچا تھا۔ اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم نے یکسر جھوٹ بولا
ہے۔ یہ سارا کام اس جیگہار نے کیا ہو گا اور تم نے اس لئے اسے مار ڈالا
کہ کہیں کریڈٹ تمہاری بجائے اسے نہ مل جائے۔..... عمران نے کہا
تو کلف نے بے اختیار سر جھکا لیا۔

”جو ٹرانسمیٹر اس کے پاس تھا وہ لے آئے ہو۔“..... عمران نے
صفدر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“..... صفدر نے کہا اور ایک طرف رکھا ہوا جدید ساخت کا
ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس نے عمران کی طرف بڑھادیا۔

”تم نے اس ٹرانسمیٹر پر چیف سیکرٹری کو کال کر کے اسے اپنا
کارنامہ سنوایا ہو گا۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں۔“..... عمران
نے ٹرانسمیٹر کا فریکوئنسی ڈائل دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔“..... کلف نے چونک کر پوچھا۔
”جیگہار کی موت سے مجھے اندازہ ہے کہ تم نے جیگہار کو کیوں
ٹھکانے لگایا ہے۔ کیونکہ تم نے اپنی عادت کے مطابق سارا کریڈٹ
اپنے کھاتے میں ڈال دیا ہو گا اور لامحالہ جیگہار نے اس پر احتجاج کیا ہو گا

”تم۔ تم لوگ بچ گئے ہو۔ اوہ۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ تم تو
ہیڈ کوارٹر کے اندر تھے پھر کیسے بچ گئے۔“..... کلف نے پوری طرح
ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے
عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے مسٹر کلف۔“ عمران
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ کاش
میں جیگہار کے کہنے میں نہ آتا۔ بہر حال اب کیا ہو سکتا ہے۔ اب تو میں
کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔ ٹھیک ہے۔ تم جو جی چاہے میرے ساتھ
سلوک کرو۔ اب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“..... کلف نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”گڈ۔ تمہاری اس بات نے مجھے متاثر کیا ہے۔ لیکن تم نے ان
رہسویوں سے کیسے آزادی حاصل کر لی اور پھر اپنے ساتھی جیگہار کو کیوں
ہلاک کر دیا۔ کیا تم اس کی وضاحت کرو گے۔“..... عمران نے کہا۔
”جیگہار کو میں مارنا نہ چاہتا تھا لیکن اس نے خود مجھے مار کر اپنے آپ
کو ہمیر و ثابت کرنے کی کوشش شروع کر دی اور نتیجہ یہ کہ وہ خود مارا
گیا۔ اب یہ اس کی قسمت تھی ورنہ اس کی جگہ میں گولیوں سے چھلنی
ہوا تمہارے سامنے پڑا ہوتا۔“..... کلف نے جواب دیا اور پھر اس نے
تقریباً وہی باتیں دوہرا دیں جو اس نے چیف سیکرٹری سے کی تھیں۔

”میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں کلف۔ تم میں جھوٹ بولنے کا

”عمران صاحب۔ یہ کلف صاحب کون ہیں۔ ان کا تفصیلی تعارف آپ نے نہیں کرایا۔“ اچانک ابو نصر نے کہا تو کلف چونک کر ابو نصر کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہ کلف ہے۔ ایک ریمن ایجنٹ ہے اور یہ جیگرا بھی۔ ان دونوں کا تعلق یہاں کے ایک ایسے سیل سے ہے جو یہاں ایک ریمن مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ جانسن کی موت کے بعد یہ سپیشل سیکشن کا چیف بن گیا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”آپ کا مطلب ٹاپ سیل سے تو نہیں۔“ ابو نصر نے کہا۔
 ”ہاں یہی نام بتایا تھا اس نے۔ کیوں۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”تو پھر آپ اسے میرے حوالے کر دیں۔ ٹاپ سیل بھی درپردہ وہی کچھ کر رہا ہے جو سپیشل سیکشن کرتا تھا۔ صرف فرق یہ ہے کہ ٹاپ سیل حکومت کے سربراہوں کی حفاظت کرتا تھا جبکہ سپیشل سیکشن ہمارے خلاف کام کرتا تھا۔ اس ٹاپ سیل کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ ورنہ یہ لوگ کئی سپیشل سیکشن اور بنائیں گے۔“ ابو نصر نے کہا۔
 ”تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ تم چند افراد کو ختم کرو گے تو چند دوسرے آجائیں گے۔ ایکریما کے پاس ایجنٹوں کی کمی تو نہیں۔ تم اپنی جدوجہد عوامی سطح پر کرو۔ اگر عوام جہارے ساتھ ہیں تو پھر تمہیں کسی ٹاپ سیل سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک کلف کا تعلق ہے۔ میں اسے زندگی بچانے کا ایک اور موقع دینے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ بشرطیکہ یہ اس بار کوئی شرارت نہ کرے۔“ عمران

جو اس کا حق بھی تھا۔ جس کا نتیجہ اس کی موت کی صورت میں نکلا۔
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی حد درجہ بلکہ خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو۔“ کلف نے بے اختیار لہجے میں کہا۔

”لیکن میری ساقھی مس جو یا کا تو خیال ہے کہ میں احمق آدمی ہوں کیوں جو یا۔“ عمران نے اچانک جو یا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔
 ”وہ۔ وہ تو میں نے غصے میں کہا تھا۔“ جو یا اتنے سارے افراد کے درمیان اچانک بات سن کر شاید بوکھلا گئی تھی۔

”تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ تم نے چیف سیکرٹری کو کال کی تھی۔“ عمران نے دوبارہ کلف سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”ہاں۔ کال کی تھی۔“ کلف نے جواب دیا۔

”اور ہماری لائشیں نکلنے کے لئے تم نے یقیناً مدد طلب کی ہوگی۔“ عمران نے کہا تو کلف ایک بار پھر چونک پڑا۔
 ”تم۔ تم نے ضرور میری کال سنی ہے۔ ورنہ۔“ کلف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر میں جہاری کال سن لیتا تو شاید جیگرا کو اتنی آسانی سے مرنے نہ دیتا۔ بہر حال جہارے جواب سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ تم نے مدد طلب کی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ فوج کا دستہ بھیج گیا ہوگا۔ میں اسے لینے جا رہا تھا۔“ کلف نے کہا۔

چلے کیونکہ صبح ہونے والی ہے اور دن کے وقت ہمیں دارالحکومت میں اس حالت میں داخل نہیں ہونا چاہیے..... عمران نے کہا اور پھر وہ سب کلف کو ساتھ لے آگے بڑھنے لگے۔ سب سے آگے ابونصر تھا اور اس کی رہنمائی میں وہ سب درختوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کلف ہونٹ بھینچے خاموشی سے ان کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ چلتے چلتے اچانک لڑکھڑکاتا۔ لیکن اس کے ساتھ چلتے ہوئے عمران کے ساتھی اسے سنبھال لیتے تھے۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک پہاڑی ڈھلوان اتر کر جیسے ہی نیچے پہنچے تھے۔

”خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔ تم سب مشین گنوں کی زد میں ہو۔“ اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ٹھٹھک کر رکے۔ ان کے چاروں طرف فوجی مختلف چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر سامنے آگئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ظاہر ہے ان مشین گنوں کے رخ ان کی طرف ہی تھے۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے۔

”مرنام کلف ہے۔ یہ مجھے انوا کر کے لے جا رہے ہیں۔“ اچانک کلف نے چپچپے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا فوجیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے ساتھیوں نے بھی عمران کی پیروی کی اور ہاتھ سر پر رکھ لئے۔ وہ سب بے بسی سے کلف کو جاتے دیکھتے رہ گئے کیونکہ کونشن ہی ایسی تھی کہ وہ کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔

نے کہا۔
”مم۔ مم۔ میں کوئی شرارت نہ کروں گا۔ میں حلف دیتا ہوں۔“
کلف نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تو پھر وہ جگہ بتا دو جہاں تم نے فوج کے دستے سے جا کر ملنا تھا.....“ عمران نے کہا تو کلف نے جلدی سے اس سپاٹ کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔
”ابونصر صاحب۔ آپ نے یہ جگہ سمجھ لی ہے.....“ عمران نے ابونصر سے مخاطب ہو کر کہا۔
”ہاں۔ مگر.....“ ابونصر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں اور میرے ساتھی زخمی ہیں اور آپ بھی ہمارے ساتھی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارا انکرڈ فوج کے کسی دستے سے اس عالم میں ہو۔ اس لئے میں نے اس پہاڑ کے بارے میں پوچھا ہے تاکہ ہم ان سے بچ کر دارالحکومت پہنچ سکیں.....“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس راستے سے ہٹ کر آپ کو دارالحکومت پہنچا دوں گا.....“ ابونصر نے کہا۔
”کلف ہمارے ساتھ جانے گا۔ اگر اس نے وہ سب کچھ درست بتایا ہے تو پھر دارالحکومت جا کر میں اسے آزاد کر دوں گا.....“ عمران نے کہا۔

”میں نے بالکل درست بتایا ہے.....“ کلف نے جواب دیا۔
”اوکے۔ اسے ساتھ لے کر چلو۔ اب ہمیں یہاں سے نکل جانا

اور اس کے ساتھیوں نے ہتھکڑیاں لگانے کے لئے اپنی طرف بڑھتے ہوئے فوجیوں پر اچانک حملہ کر دیا تھا اور چند ہی لمحوں میں صورت حال یکسر تبدیل ہو گئی۔ اب فوجی زمین پر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے جن میں سے چند لڑکھتے ہوئے کچے بچے جا کرے تھے جبکہ ان کی مشین گنیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی تھیں۔ عمران کے وہ ساتھی جو مشین گنوں پر قبضہ نہ کر سکے تھے انہوں نے بمبلی کی سی تیزی سے چٹانوں اور درختوں کی اوٹ لے لی تھی۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا۔ لیکن دوسرے لمحے مشین گنوں کی فائرنگ سے انسانی میتوں سے فضا گونج اٹھی۔ پھر تو جیسے انسانی میتوں اور گولیوں کی تڑپاہٹ نے ایک دوسرے سے مقابلہ شروع کر دیا۔ لیکن یہ فائرنگ پانچ منٹ تک جاری رہی۔ پھر خاموشی چھا گئی۔

"سب کو چیک کر دو۔ کوئی زندہ نہیں رہنا چاہئے"..... عمران کی جھنجھٹی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی ایک چٹان کی اوٹ سے باہر آگیا جبکہ کلف ان میں شامل نہ تھا۔

"آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے کمال کر دیا عمران صاحب۔ جس انداز میں آپ سب نے پوزیشن بدلی ہے مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا۔ میں تو بری طرح گھبرا گیا تھا..... ابو نصر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میں صرف ان کی پوری تعداد کے سامنے آنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ کہیں ان کے چند ساتھی ابھی اوٹ میں ہوں تو پھر ہماری موت

"بکواس مت کرو۔ کلف میں ہوں۔ تم تو قیدی ہو"..... عمران نے ہلکتے چلتے ہوئے کہا۔ وہ کلف کے ہی لہجے اور آواز میں بات کر رہا تھا۔

"خبردار۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ"..... ایک فوجی نے جس کے کاندھے پر کیپٹن کے سناڑ تھے اپنی طرف بڑھتے ہوئے کلف کی طرف مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکتے سفاکی سی چھا گئی تھی۔

"یہ غلط کہہ رہا ہے۔ یہ عمران ہے پاکیشیائی اور یہ باقی اس کے ساتھی ہیں اور یہ حکومت کا سب سے بڑا باغی اور دشمن ابو نصر ہے۔ ان سب کو گولیوں سے اڑا دو۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں"..... کلف نے حلق کے بل چلتے ہوئے کہا۔

"تم اس طرح کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ میں ابھی کیپٹن کے سامنے چیف سیکرٹری سے بات کر کے جہاز پول کھول دوں گا۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ان سب کو ہتھکڑیاں لگا دو۔ اس قیدی سمیت اور سنو۔ اگر کسی نے بھی کوئی غلط حرکت کی تو اسے گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔ کیپٹن نے چلتے ہوئے کہا۔

"ان کی تعداد تھوڑی ہے۔ اس لئے ایکشن میں آجاؤ"..... اچانک عمران نے پاکیشیائی زبان میں چیخ کر کہا اور پھر جیسے فضا میں بھونچال سا آجاتا ہے اس طرح ہر طرف انسانی میتوں سنائی دینے لگیں۔ عمران

اور اس کے بعد شہر میں داخل ہوتے وقت نجانے کون سا خطرہ سامنے آ جائے۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "آپ بار بار دارالحکومت میں کسی خطرے کی بات کر رہے ہیں۔
 آپ کے ذہن میں کیا بات ہے۔ آپ مجھے تو بتائیں۔۔۔۔۔۔ ابو نصر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اصل بات یہ ہے کہ صبح ہوتے ہی بہر حال راڈان کے اعلیٰ حکام کو ساری حقیقت کا علم ہو جائے گا اور اس کے بعد ان کی پولیس اور انٹیلی جنس بلکہ ہو سکتا ہے فوج بھی ہماری تلاش شروع کر دے اور ایئر پورٹ پر بھی ظاہر ہے انہوں نے جینٹنگ شروع کر دینی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں دارالحکومت میں پیش آنے والے خطرے کی بات کر رہا ہوں کیونکہ ہمارا مشن تو مکمل ہو چکا ہے۔ سپیشل سیکشن کا ہیڈ کوارٹر ختم ہو چکا ہے اور اس کے سرکردہ افراد بھی مارے جا چکے ہیں۔ لیکن میرے ساتھی زخمی بھی ہیں اور جہاں راڈان میں فوری طور پر ایسے انتظامات بھی موجود نہیں ہیں کہ ہم ان کی تلاش کا آغاز ہونے سے پہلے ہی جہاں سے بحفاظت نکل جانے میں کامیاب ہو سکیں۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ میں اور میری پوری تنظیم آپ کے ساتھ ہے۔ آپ نے اپنی جانوں پر کھیل کر جس طرح راڈان کے عوام کے سروں پر مسلط اس خوفناک سپیشل سیکشن کا خاتمہ کیا ہے اس کے بعد کیا ہم آپ کو اکیلا چھوڑ دیں گے۔ آپ بے فکر

یقینی ہو جانی تھی۔ بہر حال آپ نے بھی بروقت چھلانگ لگا کر اوٹ لے لی تھی ورنہ مجھے آپ کی طرف سے زیادہ خطرہ تھا۔۔۔۔۔۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ کلف بھی مارا گیا ہے۔ اس کی کھوپڑی میں سوراخ ہو چکا ہے۔۔۔۔۔۔ اسی لمحے صفدر کی آواز سنائی دی جو کچھ دور ایک جھاڑی کے پاس کھڑا ہوا تھا۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ میں نے تو ہر ممکن کوشش کی تھی کہ اس کی کھوپڑی میں سوراخ نہ ہو۔ لیکن شاید اس کی کھوپڑی کو تازہ ہوا کی کچھ زیادہ ہی ضرورت تھی۔۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ ان فوجیوں کے اچانک نگر اوڈا کا مطلب ہے کہ کلف نے جان بوجھ کر غلط سپاٹ بتایا تھا۔ وہ ہمیں ادھر ہی لے آنا چاہتا تھا۔ جہاں فوجی موجود تھے۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اس نے واقعی ایسے بچاؤ اور ہمارے کریا کر م کی یہ آخری کوشش کی تھی۔ یہ تو شکر ہے کہ لمبے ہٹانے کے لئے پندرہ کے قریب ہی فوجی آئے تھے۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہوتی تو پھر واقعی ہمارے لئے کوئی جائے پناہ باقی نہ رہتی تھی۔۔۔۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"اب تو کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔۔۔۔۔۔ ابو نصر نے کہا۔
 "بظاہر تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن بہر حال جنگ کا اختتام ہوگا

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈیو پیچر ناول

رائل سروس

مصنف — منظرِ حکیم ایم۔ اے

رائل سروس — ناپال کی جدید سیکرٹ سروس — جو کارکردگی میں
پاکستان سیکرٹ سروس سے بھی آگے نکل گئی۔

رائل سروس — جس نے ناپال کو سپر پاور بنانے کے لئے ایک
انتہائی اہم مشن پر کام شروع کر دیا — ایک ایسا مشن جس کی
مکمل جوتے ہی ناپال دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن جاتا۔ یہ
مشن کیا تھا —؟

پرنسز شہنشاہی — رائل سروس کی چیف — جس کی سرکردگی میں رائل
سروس کی کارکردگی اپنے عروج پر پہنچ گئی — ایک منفرد اور
دلچسپ کردار۔

پرنسز شہنشاہی — جس نے خوفناک ہتھیار کا تجربہ پاکستان میں کرایا اور پاکیشیا
میں سیکٹر ٹون لوگ چشم زدن میں اس تجربے کی نذر ہو گئے۔ کیا
پرنسز شہنشاہی پاکیشیا کی دشمن تھی؟
ڈاکٹر تھراڈ — دنیا کے سب سے خوفناک ہتھیار تھراڈ کا موجد۔ ایک ایسا

رہیں سبھاں ہمارے اڈے بھی موجود ہیں اور ایسے افراد بھی جو آپ کو
فوری طور پر بحفاظت راڈان سے باہر نکال سکتے ہیں۔..... ابو نصر نے
انتہائی پراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر
گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”اگر آپ یہ بات پہلے کہہ دیتے تو شاید بچا رہے کلف کی کھوپڑی میں
سورخ کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”وہ کیسے؟.....“ ابو نصر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”کیونکہ اس کے دل میں پہلے سورخ ہو چکا ہوتا۔ اس طرح اس کی
کھوپڑی سبھاں تک پہنچ ہی نہ سکتی۔ میں تو اسے اس لئے ساتھ لے آیا تھا
کہ میں اسے استعمال کر کے سبھاں سے نکلنے کا کوئی بندوبست کرنا چاہتا
تھا۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ابو نصر کے ساتھ
ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس دیے۔

ختم شد

مکمل ناول

کراؤن ایجنسی

منظر کلیم لے اے

کراؤن ایجنسی انکریسیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی جس نے پاکیشیا کی ایک لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنے کا مشن اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

ٹریسی کراؤن ایجنسی کی سپر ہائیڈرائیڈ جس کے مقابل عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چلبے کی حیثیت اختیار کر گئے۔

وہ لمحہ جب ٹریسی نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے نہ صرف فارمولا اڑا لیا بلکہ لیبارٹری کو بھی جلا کر رکھ دیا اور عمران اور اس کے ساتھی بے بسی سے دیکھتے رہ گئے۔ کیوں اور کیسے؟

سر سلطان سیکرٹری وزارت خارجہ جنہوں نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ناکامی کو کامیابی میں تبدیل کر دیا۔ کیسے؟

اتھلی حیرت انگیز پوٹیشن، منفرد اور انتہائی دلچسپ انداز میں لکھا گیا ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے ناقابل فراموش حیثیت کا حامل ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ہتھیار جو پوری دنیا کی بقا کیلئے خطرہ بن گیا۔

بارڈر راک — منشیات کا کاروبار کرنے والی ایک تنظیم — جس کے خٹرات کام کرتے ہوئے عمران رائل سروس اور ڈاکٹر متراؤ سے ٹکرا گیا۔

کیوں — کیا رائل سروس منشیات کے کاروبار میں ملوث تھی؟

رائل سروس — جس نے اپنی کارکردگی سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی بے بس کر دیا — کیا واقعی رائل سروس، پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی زیادہ فعال تھی؟ — انتہائی حیرت انگیز واقعات۔

• عمران - پاکیشیا سیکرٹ سروس - پرنسز ریشی اور رائل سروس کے درمیان ہونے والا انتہائی خوفناک ٹکراؤ — بھرپور اور تیز راکیشن پر مشتمل انتہائی جان لیوا جدوجہد۔

• کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس، پرنسز ریشی اور رائل سروس کے مقابلے میں شکست کھا گئے — یا —؟

• انتہائی دلچسپ واقعات — لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے حالات بے پناہ تجسس — اعصاب کو چٹھما دینے والے سپنس اور تیز رفتار راکیشن سے بھرپور ایک منفرد کہانی۔

یوسف برادرز - پاک گیٹ ملتان

عمران میرزے میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

مصنف
مظہر کلیم
دہلوی

بلیک ہاک

مکمل ناول

اسرائیل کی عظیم جیوش جیتل کا سربراہ جس نے ایرو میزائل لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری بلیک ہاک کے سپرد کر دی۔

بلیک ہاک یورپ کا انتہائی معروف ایجنٹ کرنل کارٹر جس کا دعویٰ تھا کہ اس کے مقابلے پر کوئی ایجنٹ ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔

بلیک ہاک جس سے مقابلے پر آمکر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی بے بسی کا شمت سے احساس ہونا شروع ہو گیا۔ کیسے اور کیوں؟

بلیک ہاک جس نے انتہائی مہارت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف گرفتار کر لیا بلکہ انہیں اس انداز میں پس کر دیا کہ شلیڈ وہ اس سے پہلے کبھی اس طرح بے بس نہ ہوئے تھے۔

گاہکوں جس کے نیچے ایرو میزائل لیبارٹری تھی جسے جلا کرنے کا ٹارگٹ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے لکر اسرائیل گئی تھی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اس بار اپنے مشن میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

بلیک ہاک اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد کا انجام کیا ہوا۔ انتہائی حیرت انگیز انجام؟

بے پناہ اور تیز رفتار ایکشن۔ خوفناک اور اعصاب کو چٹخا دینے والا سسپنس

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران میرزے میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

مکمل ناول

پاور اسکوڈ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

اسرائیل کی نئی عظیم پاور اسکوڈ جسے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے پر لایا گیا۔

ایرو میزائل لیبارٹری جس کی تباہی کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب اسرائیل میں داخل ہوئے تو ان پر چاروں طرف سے یقینی موت نے یلغار کر دی۔

ایرو میزائل لیبارٹری جسے اسرائیل نے سابقہ تجربات کی بنا پر حقیقتاً ناقابلِ تخریب بنا دیا تھا۔ کیا وہ واقعی ناقابلِ تخریب ثابت ہوئی۔ یا؟

پاور اسکوڈ جس نے انتہائی آسانی سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف گھیرے میں لے لیا بلکہ انہیں یقینی موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا۔ کیا واقعی ایسا ہی ہوا؟

سرزمین اسرائیل پر موت اور خون میں ڈوبا ہوا ایک ایسا ایڈنچو۔ جس کا ہر لمحہ سرفروشی ہے مثالِ جدوجہد ناقابلِ یقین ذہانت اور ذرا لال کا کرکٹ کا لمحہ ثابت ہوا



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیر میں ایک ایتھلیٹ یا دیگر اور الکھالیا فوٹو

بلیک ہاونڈز

منظر کلیم ایم اے

واوی مشکبار

جہل کھڑستان سے آوازی اور پاکیشا میں شمولیت کے لئے مجاہدین کی تحریک اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔

واوی مشکبار

جس کے مجاہدین کھڑستان حکومت کے ناجائز قبضے سے آوازی حاصل کرنے کے لئے اپنی جانوں کا خزانہ پیش کر رہے تھے۔

بلیک ہاونڈز

کھڑستان کی ایک ایسی خصوصیت جو واوی مشکبار میں مجاہدین کے لیڈرز کے خاتمے کے لئے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں معروف تھی۔

بلیک ہاونڈز

ایک ایسی تنظیم جس کی کارروائیاں کی وجہ سے واوی مشکبار میں مجاہدین کی تحریک کو مسلسل شدید نقصان پہنچ رہا تھا اور مجاہدین کے گروپ لیڈرز ایک ایک کر کے شہید ہوتے جا رہے تھے۔

بلیک ہاونڈز

ایک ایسی غیر تنظیم جو کھڑستان فوج سے بھی زیادہ ظالم، زیادہ طاقتور اور زیادہ تربیت یافتہ تھی۔

بلیک ہاونڈز

جس کے خاتمے اور مجاہدین مشکبار کی مدد کے لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت واوی مشکبار پہنچ گیا۔

بلیک ہاونڈز

جس کے چاروں بیکسٹر عمران اور اس کے ساتھیوں کے مد مقابل بھرپور انداز میں آگئے۔

✱ اور پھر بلیک ہاونڈز عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایسی شدید سیز فوڈ اور خونریز جنگ شروع ہو گئی جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔

✱ کیا عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاونڈز کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یا؟



ایک ایسا سسٹم جو تین اناکار شہیت کر سکتا ہے

شائع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی ایک مثال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیر میں ایک یادگار اور جنگم شیر لیلوچ

پیش نمبر

زیرولاسٹری

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

زیرولاسٹری ایک پراسرار لیبارٹری جس میں پاکیشیا کے خلاف ایک خوفناک تصحید
فونک اسٹریڈ کیا جا رہا تھا۔

زیرولاسٹری جسے تلاش کرنے کی غرض سے عمران اپنے ساتھیوں سمیت انکیسیا
میں مختلف تنظیموں سے ٹکراتا پھرا۔ لیکن آخر کار اسے ناکامی ہوئی۔ کیوں؟

زیرولاسٹری بین الاقوامی مجرم تنظیم "گمن گرین" کے تحت قائم کی گئی تھی اور گمن
گرین کا سربراہ شیطانی ساحرانہ قوتوں کا مالک ڈاکٹر فرینکسٹائن تھا۔ ایک حیرت انگیز کردار۔

ڈاکٹر فرینکسٹائن شیطانی ساحرانہ قوتوں کا مالک ماڈرن وچ ڈاکٹر جس کی قوتوں سے
عمران بھی واقف نہ تھا۔ پھر —؟

ڈاکٹر فرینکسٹائن ایک ایسا کردار جس نے اپنی ساحرانہ قوتوں سے عمران کی ذہنی
اور جسمانی قوتوں کو کمزور کر لیا۔

ڈاکٹر فرینکسٹائن جس کے مقابلے میں آکر عمران، جوزف اور جوانا تینوں حقیر
کچھوڑوں سے بھی بدتر حالت میں پہنچ گئے۔

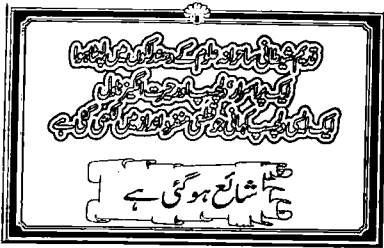
ڈاکٹر فرینکسٹائن ایک ایسا کردار جس نے زیرولاسٹری کے گرد اپنی شیطانی قوتوں
کا ناقابل تخییر جال پھیلا رکھا تھا۔

موٹیوی ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی ہلام ڈنشا جسے موٹیوی یعنی غضبناک شیرنی
کہا جاتا تھا۔

موٹیوی جس نے عمران، جوانا اور ٹائیگر کی نظروں کے سامنے جوزف جیسے شہنشاہ کی
گمراہ اپنے خوفناک دانوں سے بھنھوڑ کر رکھ دی۔ انتہائی حیرت انگیز جھوٹیشن
زیرولاسٹری جس کی تباہی کے لئے عمران و اس کے ساتھیوں کی مکمل بے بسی کے
بعد ٹائیگر نے بے مثل اور جان لیوا جدوجہد کی۔ کیا ٹائیگر کامیاب ہو گیا۔ یا؟
زیرولاسٹری کیا عمران اور اس کے ساتھی اس پراسرار لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب
بھی ہو سکے۔ یا؟

ڈاکٹر فرینکسٹائن جس کی شیطانی قوتوں سے مقابلہ کرنے کے لئے عمران کو بلاخود نوری
قوتوں کا سہارا لینا پڑا۔ کیا عمران نوری قوتوں کی مدد سے ڈاکٹر فرینکسٹائن کو شکست
دینے میں کامیاب ہو سکا۔ یا؟

جوزف افریقہ کا شہزادہ جس نے عمران کی جان بچانے کے لئے اپنے آپ کو شیطانی
قوتوں کی ہیمنٹ چڑھا دیا۔ کیا جوزف ہمیشہ کے لئے عمران سے بچھڑ گیا۔ یا؟



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان